

UNIVERSAL  
LIBRARY

OU\_228601

UNIVERSAL  
LIBRARY









نعلایک حیات کل حیات

که درین جهان تمام روح خیال و جوهر آئینه مثال هر مایه حکایت



به اهتمام محمد ابراهیم خان اکبر آبادی در بلد حمیدر آباد و کن

المنشی جوی شریف

تقریظ من الحکیم المحقق والفلسوف المذاق فخر الحکماء المتالمذین علی  
الکلاء البازغین الماهر فی العقلیات الحاذق فی لفلسفیات فرید  
دھرہ و افضل اہل عصر طویل الباع الشہیر فی الاصطلاح جناب الیہ فی

دُمۃ معالیہ و (حامداً و مصلیاً) بوردت ایامہ

Check

فقیر جس دیوان کی تقریظ لکھ رہا ہوں یہ رشتہ قیوصات اسانڈہ شعرائے اردو ہیں۔ جسکے چند  
تحریر میرے پاس حاضر ہیں اور اکین ہر قسم کے اشعار موجود ہیں۔ اگر مذاق توحید حکیمانہ مثلاً  
کرنا ہو تو یہ مطلع غزل سر دیوان ملاحظہ فرمائے کس مرتبہ کا ہو ۵

حسن جب صورت گردوق خود آرا می ہوا ہر بت بیباک گرم لاف کیٹائی ہوا

مولانا جامی نے بھی جو اس رنگ کے استاد تھے یہ مطلع خوب فرمایا ہے ۵

حسن خویش از روئے خوبان آشکارا کردہ پس بچشم عاشقان خود را تماشا کردہ

اسمین شک نہیں کہ نزاکت معنی کے ساتھ مولانا نے وہ انسجام اس مطلع میں صرف کیا ہے  
کہ جسکی نظیر ملنا مشکل ہے جناب حبیب کنٹوری نے بھی اس مطلع میں گو صنعت انسجام  
کو تو مرغی نہیں فرمایا ہے مگر یہ بلاغت صرف کی ہے کہ ذات واجب کو عین حسن قرار دیا ہے اور ملا صاحب  
نے ایسا نہیں کیا ہے۔ بلکہ اصناف حسن خویش اور آشکارا کردہ۔ سے مغایرت در میان ذات  
واجب اور اس کے حسن کو واضح کر دی ہے۔ اگرچہ مغایرت اعتباری ہو جمین وہ مرزا مفقود ہے جو  
عینیت اور ابہام سے اس مطلع میں جلوہ فرما ہے۔ ذات واجب کا عین حسن اور عین نور و عین  
بہا و عین جمال و عین وجود ہونا سب عبارات ہیں اور مصداق ایک ہی ہے ۵

صنعت نہیں  
متنوع و انسجام  
اور نہیں جی  
نہیں ۱۲

وکل الی ذالک الجمال لیشی

عبادتنا سفتی و حسنات واحد

آیہ اللہ نور السموات والارض میں اگرچہ مفسرین ظاہری تور کو بمعنی سور لیتے ہیں اور اطلاق نور بر سبیل حقیقت خدا پر نہیں کرتے۔ مگر صدر المتالہین و شرف الحکماء العارفین صدر الدین شیرازی نے شرح آیہ نور میں تحقیق کی ہو کہ اطلاق نور بر سبیل حقیقت ذات واجب پر ہو۔ پھر۔ صورت گردوق خودارائی میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہو کہ کنت کذا مخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت الخلق۔ تناسب لفظی حسن کا ذوق کے ساتھ واضح ہے۔ لفظ بیاباک میں نفی وحدہ حقیقی غیر کی طرف پہلا اشارہ ہے لاف میں گویا اوسکو واضح کر دیا اور یہ لفظ سس لفظ بیاباک واقع ہوا اور لاف میں ابطل وحدت غیر اسوجہ سے ہے کہ کل ممکن زوج ترکیبی علی ما تقر فی الفلسفة الالهیة یہ طریق ابطل وحدت کا حکیمانہ ہو۔ اس مطلع میں اور بھی معانی و قیہ حکیمہ ہیں جنکو انوس کر میں ضیق مقام کی وجہ سے یہاں لکھ نہیں سکتا تغزل کے پیرایہ میں مطالب حکیمہ الہیہ کا ادا کرنا یہ طریقہ حافظ شیرازی کے کلام بلاغت نظام کا ہر جگہ جناب حبیب اپنے کلام میں ساکس ہیں۔ اگر صوفیانہ رنگ مطلوب ہو تو اسی غزل کے دوسرے شعر پر نظر فرمائے

مخمرستان تعین کنج تہائی ہوا

دیکھ کر آئینہ وحدت میں کثرت کا جمال

یہ شعر اپنے مرتبے میں بہت ہی پر مغز ہے۔ وحدہ وجود کے مسئلہ کو عجب عنوان سے نظم فرمایا ہو۔ اس شعر کے نکات کی تہسب اور اک کے لئے مختصر اُجس مسئلہ کا بیان ضروری ہے وہ یہ ہو کہ ان الموجات مع کونہ عین الواجب وغیر قایل للتجوئی والا انقسام قد انبسط علی ہیاکل الموجودات و ظہر فیہا فلا یخلو عن شی من الاشیاء بل مو حقیقتہا وغیرہا وانما امتازت تعددت بتقیدات و تعینات استباریہ ویمثل ذالک بالبحر ظہورہ فی صورۃ امواج کثیرہ

مع انه ليس هناك الاحقية البحر فقط۔ اس شعر میں لفظ محشر ستان نے عجیب لطافت  
 دیا ہے۔ اس کو کہ محشر کے معنی جمع کئے ہیں۔ مصباح المتیر قومی میں ہے کہ محشر ناھم محشر امن  
 باب قتل جمعتهم والمحشر موضع المحشر۔ اولیٰ قیناں ہی میں وجود حقیقی باعتبار مظاہر کے مجتمع  
 ہے پہر کنج تنہائی سے کیا خوب اشار وحدۃ فی الکثرة کا فرمایا ہے۔ اگر واعطاء طرز دیکھنا ہے  
 تو اسی غزل کا یہ شعر کیا خوب ہے۔

مال دنیا صرف شغل بادہ پیمائی ہوا

کچھ بجز عقلیت نہ ماہتہ آیا متاع دہر سے

وادی مناجات میں یہ شعر کھد عمدہ ہے۔

آل یہ ہے کہ خوف معاد لیکے پھرا

سناؤں کیا میرے مبدوء سرگزشت اپنی

کس اخقار کے ساتھ دوسرے مصرع میں تمام سرگزشت معاصی بشری کو چند لفظوں میں ادا  
 کر دیا ہے۔ اور (لیکے پھرا) ردیف نے یہاں کیا مزادیا ہے۔ پہر آل و معاد میں کس قدر تناسب ہے۔  
 ایک دقیق مسئلہ میر و اختیار کو کس انداز میں نکلا ہے اس شعر میں ادا کر دیا ہے۔

جبکہ تھا افعال میں مضمر اثر تسخیر کا

کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت سبب کا وجود

اور حکما کے اس بقولہ کہ لا انسان مضطر فی صورت المختار اور حدیث لا جبر ولا تفویض  
 بل امر بین الامریت اور حدیث علی قال لما سئل علی بماذا عرفت ربك قال عرفت ربی  
 بفسخ الغرائم ونقض الهمم لما هممت بحیل بنی دین ہمتی وعزمت مخالف القضا  
 والقد عزمتی فعلت ان المد بزرغیری کس لطافت سے مصرع ثانی میں ادا فرمایا ہے۔ چونکہ  
 یہ مسئلہ سخت مشکل اور فہم عوام سے باہر ہے لہذا صرف اغشاء کافی سمجھا گیا۔ اس مسئلہ فلسفہ الہیہ  
 کو کہ وجود عالم ذات واجب سے مثل وجود کلام عن المتکلم یا وجود ضوء عن الشمس ہے۔ لا کو وجود الکائنات  
 عن الکاتب اس شعر میں صرف کیا ہے۔



روز ہے جلوہ نیا اوس کا ازل سوتا اب	جو بہنیں محتاج اک لمحہ کسی تنویر کا
یعنی شمس الوجود جو غمتی بالذات ہی اوسی کے جلوہ اور اویسی صنوت سے وجود عالم از ازل تا اب رہی اور اگر وہ ایک آن افاضہ نور وجود کرے تو دفعۃً عالم معدوم ہو جاگے گا قال اللہ ان اللہ یمسح السموات والارض ان تزولا ولینزالنا ان امسکھما من احد من بعدہ فافعال اور ارجو دوایم اخلاق میں سے معدوم ہو دیکھو احوال العلوم امام غزالی کتاب افات اللسان اس کے انجام بہ کو اس شعر میں ظاہر کر دیا ہے ۵	
باہم یہ بات باتیں کج بختیاں ہیں قہر	ہو جاتا ہے نفاق نتیجہ لال کا
فت ملاحظہ فرمائے صنعت النجم کے ساتھ یہ شعر ضرب المثل ہونیکے قابل ہے ۵ وہ جفا کر کے وفادار و نپیر ۴ اک نہ اک روز پشیمان ہوگا = یہ مطلع بھی شاید جدید مضمون اسی رنگ میں ہے ۵	
ہمارے دل میں تیری زلف کا خیال آیا	خراب ہو گیا اس آئینہ میں بال آیا
اسطور سے خیال زلف کو شاید کسی نے نہیں باندا ہے فت ذوق عاشقانہ اور ذوق صوفیانہ کو اس شعر میں خوب جمع کیا ہے ۵	
تم رہو دل میں پھرین ڈھونڈتے ہم غیر نہیں	بدگمان ہو گا نہ ہمارا کوئی غافل ہوگا
یہ زمین بہت پائمال ہے مگر نسیم دہلوی کا ایک شعر اسی زمین میں مجھے یاد ہے بہت خوب کہا ہے ۵	
حشر میں نامہ اعمال دکھائیں گے ہر	میرے ہاتھوں میں فقط آبلہ دل ہوگا
حبیب صاحب نے جو غزل اس زمین میں لکھی ہے اوس کا ہر شعر انکی اسادی کی دلیل ہے ۵	
عاشق زلف ہیں ہی البعد حشر کے دن	ہم جہان ہونگے وہیں شور سلاسل ہوگا
محل کے قافیہ کو صوفیانہ طرز میں خوب کہا ہے ۵	
تیرا یہ لطف و ترحم یہ لگا وٹ یہ حجاب	کہیں مجنون کہیں لیلی کہیں محل ہوگا

اسی غزل کو مقطع میں کہ ۵ لطف ہر حشر کے دن جن عقیدت کا حبیب ۶ ساتھ ہر شخص کو ادسکا متوسل ہوگا

اس آیت قرآنی کی طرٹ اشارہ ہو یوم دن عوکل اناس بلما محمد لا ینہ یہ تمام غزل جناب حبیب کی اُستادی پر ایک قاطع دلیل ہے۔

ولہ

چرخ بے ہر کے ہاتھ نہ دیکھو دل کیا کیا	خاک میں اس چھپائے مکمل کیا کیا
شب فرقت میں تیری اسے گہر بحر وفا	بہر گئے دیدہ خونبار سے سال کیا کیا

ف میں ناظرین کو اس دیوان کے محاذ سے اس طرف بھی متوجہ کرتا ہوں کہ فلسفہ تہذیب اخلاق میں کسی اردو شاعر نے غالباً اس قدر توجہ نہ کی ہوگی جس قدر جناب حبیب صاحب نے فرمائی ہے۔ یہاں تک کہ حرف ہار میں تہذیب ہی کے لفظ پر غزل کے ہر شعر کا اختتام ہو ملاحظہ ہو

۵ مہر و الفت ہے مال تہذیب	خاکساری ہے کمال تہذیب
---------------------------	-----------------------

پوری غزل نہایت لطیف ہے۔ اگر بنظر انصاف کوئی شخص اس دیوان کو دیکھو گا تو وہ اس فضل الخطاب میں ایک لمحہ کے لئے توقف نہ کرے گا کہ تمام اردو دیوانوں میں یہ دیوان مسائل۔ فلسفہ۔ تہذیب۔ اخلاق پر اس قدر حاوی ہو چکی نظیر نہیں مل سکتی اور پہر لطف یہ ہے کہ شاعری کے محاسن اور نکات کو بھی اس میں پورا صرت کیا ہو ف کسی شاعر کے اقتدار کلام کا موازنہ کر نیے لئے یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ اس کو مشکل اور ناہموار زمینوں پر کیسی قدرت ہے۔ اس مقصد کیلئے جو غزل میرے سامنے ان چند اجزاء میں ہے وہ ایک جیدہ بران حبیب صاحب کی قوت اور قدرت نظم پر ہے۔ **وہو ہڈا** ہر ایک عروج حکومت ہے دو پہر کی دھوپ ہمیشہ ہوتی ہو دلت کی چھاؤں ڈھلتی دھوپ۔ اس میں یہ شعر نہایت عمدہ کہا ہے ۵

تم آکے سامنے غزنہ میں بیٹھ جاؤ اگر	بشر ہمارے لئے چاندنی سے بھٹی دھوپ
------------------------------------	-----------------------------------

اس غزل میں نیمچل شاعری اور مشتاقین میں کے مذاق کا یہ کیا اچھا شعر ہے ۵



سہلانے وقت میں ایدل دم طلوع و غروب	سُمان دکھاتی ہے قدرت کا دہمی دہمی دہو پے
مقطع ہی بیشل کہا ہے ۵ حبیب الگنی پیری سپید بال ہو کر ۶	اٹھو بلند ہوا آفتاب پہلی دہو پے
دوسری غزل کی زمین مشکل ہو مگر خوب کہا ہے ۵	
ہجرتین وصل کی دی دل نے خبر آپ ہی آپ	جس طرف غور کیا اُسے نظر آپ ہی آپ
اسمین سیاست مدن پر چند اشعار قابل دید ہیں - ۵	
بہیل جاتی ہو کسی قوم میں تہذیب جہان	سیکھ لیتا ہے ہر ایک علم و ہنر آپ ہی آپ
اسمین لفظ ہنر سے اسطر اشارہ ہو کہ صنعت و حرفت کے عروج سے علاوہ علوم کے ایک قوم	دوسری قوم کو اپنا بندہ اور غلام بنا لیتی ہے جو وہ نون یا ایک سے ہی بے برہ ہوں فافہر و لہ
ہو گئی مشترک لغراض میں جب خود غرضی	رو کئے لاکھ پیا ہوتا ہے شتر آپ ہی آپ
یہ شعر لب لباب اون اسباب کا ہے جن سے مسلمانوں کی سلطنت فنا و برباد ہو گئی - اور آج نصاریٰ	اونکے مالک القاب بنے یہ شعر اس غزل میں ۵
یہ بھی پاتا ہے شرف قطع منازل کر کے	ماہ نو ہونہیں سکتا ہو قمر آپ ہی آپ
اگرچہ یہ مضمون مستثنیٰ اپنے قصاید میں لکھ چکا ہے مگر لفظ شرف سے ایک قسم کی تازگی پیدا ہو گئی ہے	ف رویت حیم فارسی میں (جو ٹھہر سچ کی زمین بہت ہی مشکل تھی مگر کقدر اچھے اشعار اوسمین نکالی ہیں - یہ شعر اخلاقی طریقہ میں کیا خوب ہو ۵
کیون نہ ہاگوں صحبت اہل دول سود و دور	ہونگے خوش یہ جب کروں باتیں بنا کر جو پہنچ
تغزل میں یہ شعر ایسی مشکل زمین میں کقدر نادر ہو ۵	
سید ہی باتوں میں وہ الجھے ہو گیا برہم مزاج	کان میں کچھ کہہ گئی زلف معنیر جو ٹھہر سچ
اس شعر میں ۵	سہر پہ خود حضرت انسان نے اوٹھایا وہ بار ۶ کوئی مخلوق نہ جکا مٹھل ٹھہرا -

گو مضمون حافظ شیراز کا ہے ۵ آسمان بار امانت نتوانست کشید ۶ قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند۔

اس شعر عالی کے حسن کو کوئی بشر کیا لکھ سکتا ہے اور اس کے تقابل کی ہوس کون کر سکتا ہے اصل آپ جکا مضمون حافظ شیراز نے نظم فرمایا ہے انا لعل ضنا الا مانت علی السموات والارض فابین ان یحلمتا وحلمها الانسان کان ظلوماً جهولاً مگر جناب حبیب نے جب دیکھا کہ حافظ شیراز نے گویا بخلاف آیہ قرآنی کے صرت آسمان ہی سے نفی بار امانت کی ہے۔ حالانکہ آیہ قرآنی میں آسمان وزمین دونوں سے یہ نفی مذکور ہے۔ تو انہوں نے یہ تصرف شعری کیا کہ لفظ مخلوق جو دونوں سے عام ہے۔ اس مقام پر استعمال فرمایا اور اس طرح حملہا الانسان کی وقت تخیل کو بڑھا دیا ہے جو خاصہ شعر ہے اس شعر میں کہ زندگی میں ہوا اس شوخ کا ملنا دشوار ۶ روح کو جامہ تن پر وہ حایل نہیں اگرچہ اس مضمون کو جناب حافظ شیراز نے خوب فرمایا ہے کہ ۵

حجاب چہرہ جان می شود غبار تنم خوشاد می کہ ازین چہرہ پردہ پرست گنم

مگر لفظ شوخ نے تغزل کا مزا اصل مضمون عرفانی میں زیادہ کر دیا ہے۔ یہ شعر ضرب المثل ہو سکے

قابل ہو ۵ ہزار کیسے بناوٹ گر نہیں بنتی کیا تپاک دلون میں جہان ملا لیا

اس شعر میں مضمون بقولہ حکیمانہ جناب امیر مضمون جو کلیج البلاغۃ کے کلمات قصار میں ہے

کہ ما اضمر احد شئاً الا وقد ظهر من صفحات دجھہ و فلتات لسانہ مسئلہ رویت ذات زوابع

کو انداز تغزل سے کقدر خوب لکھا ہے ۵ لاکہ ڈھونڈنا نظر آیا نہ کہیں ۶ کیا ٹھکانا بت ہر جہاں کا۔

یہ اشارہ دلیل ثالث نفی رویت کی جانب ہے۔ اسلئے کہ تلاش انسانی اُس شے سے عادتاً متعلق

ہوتی ہے جو کسی جہت میں ہو اور جب جہت ذات واجب سے مستلزم ہو تو پھر رویت اس کی ممکن نہیں ہوتی

اور دوسرے مصرع میں تمام وجوہات ممکنہ کو دلائل وجہ باری تعالیٰ قرار دیا ہے۔ لہذا وہ اس

اعتبار سے گویا ہر جگہ ہی اور ہر جگہ کے معنی مذاق عارفانہ میں حمد کے ہیں۔ لہذا کلام وجوداً

حقیقتاً فلا جوف فیہ لانہ فرغ زیادۃ الوجود علی الماہیۃ ف یہ شعر دیکھئے کہ لطف  
زبان کے ساتھ بندش مضامین میں بھی کیا حسن پیدا کیا ہے ۵

جام ٹوٹا تو صدائی شکست دل کی

یہ گیا بادہ گلگون میرے آنسو کی طرح

دوسرا شعر بہت قابل قدر ہے کہ شیرینی زبان میں حلاوت تشبیہات صادقہ کو ملا کر ایسا قند  
مکرر بنایا جو جس سواد کے اخلاقی مضمون کا مزہ دو بالا ہو گیا ہے ۵

اپنی وہ سید ہی روشش ہو کہ جھکے جو اکیلا

تو ہم آنکھ نہ بٹھائیں اس سے ابرو کی طرح

ہفت رعایت ادب گو یا ایک بڑا واجب عینی شاعری کا ہے جس میں مثنوی سا شعر غزالیہ نام جس کے  
قصاید مدحتہ میں زنگام ادب خدا و رسول بھی اس کے ہاتھ سے جھوٹ جاتی ہے مگر حبیب  
نے اس شعر میں قابل دید مراعات ادب فرمائی ہو ۵

حبیب بن بند کام تیرے کہاں ہیں شاہانہ کام تیرے

انہیں پہونچتے امام تیرے ہی زندہ بو تراب کیسا

یہ مقام متقنی اس جملہ کا تھا کہ جب امام نے وقت مصیبت میں حبیب کی دستگیری نہیں کی تو وہ  
امام کیسے مگر نقص نیاز و تقرب اپنا بیان کر کے یہ بتا دیتا ہے کہ خود زندہ بو تراب میں ہنوز استعداد  
ہی اس کی نہیں آئی کہ امام اس پر اپنی فیوض و توجہ کو مبذول فرمائیں دیکھو غائب سے یہ نکتہ رک گیا ہو ۵

۵ زندگی اپنی جو اس طرح سو گزری غالب

ہم بھی کیا یاد کرے بچے کہ خدا رکھتے تھے

۵ فب اس شعر میں حدوث اجسام عالم کی ایک دلیل کی طرف اشارہ فرمایا ہے ۵

سامے حادث متغیر ہیں فقط تو ہے قدیم

تیری رستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث

اس شعر میں مصرع اول کے یہ معنی ہیں کہ کل عالم اجسام متغیر ہے اس لئے کہ وہ اغراض متغیر سے  
کی طرح خالی نہیں ہو سکتے اور جو متغیر ہے وہ حادث ہے لہذا تمام عالم اجسام حادث ہے چونکہ پہلے  
مصرع میں مذہب مطلقین حدوث عالم میں اختیار کیا ہو لہذا دوسرے مصرع میں ذات واجب

کو۔ فاعل مختار بنابر مذہب الکلام کہنا ضروری ہوا۔ اسلئے یہ فرمایا کہ تو اپنے اختیار کی بنا پر جب چاہے جس حادثہ کو چیز عدم سے وجود میں لائے اور جب چاہے اوپر عدم لاحق طاری کرے

**ف اگرین احصاء ان اشعار دیوان جناب حبیب کا** کرون جن میں انہوں نے مسائل و قیقہ فلسفہ آہیہ اور قواعد شریفہ فن اخلاق و دیگر فوائد علمیہ کو صرف کیا ہو تو یہ تقریظ ایک مجموعہ منتخب اشعار دیوان اور اسکی شہج کی صورت پیدا کرے لہذا اب میں اس مقصود کو ناظرین ادلی الا بصار کو حوا کہ کرتا ہوں جنکی خدمت میں یہ دیوان پہونچے گا۔ اور ایک دوسرے ضروری مقصد کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ہاں اسقدر گذارش کر دینا اور بھی ضروری ہو کہ میں نے اپنے اس بیان میں اس دیوان کو اکثر ضائع فن بدیع کو عدا اسلئے فرو گذاشت کیا ہو کہ اسکی فراوانی ہو گیا ہر ورق اس دیوان کا پستان بدیع ہو گیا اچھ بیان۔ مگر اس مسئلہ ہم کی تحریر میں مجھے دو مشکلات درپیش ہیں۔ ایک تو یہ کہ کتاب خانہ میر وطن میں ہے اور یہاں دو ادیب شعراے اردو وہی میر سے پاس نہیں ہیں البتہ چند دیوان چند شعرا کے وقت تحریر ملگے ہوئے ہیں جسپر خامہ فرسائی کی مجال ہوئی مگر انپر سوا سرسری جا بجا نگاہ کرنے کے بالاستیعاب دیکھنے کی بھی فرصت نہیں ہے دوسرے اس مسئلہ کی تقریر میں ایک گردہ کثیر کی تاخوشی خریدنا ضرور ہو لیکن اگر میں اسکو قطعاً متروک کر دوں تو گویا اس تقریظ کا جزو اخیر علت تامہ مفقود ہوا جاتا ہو لہذا الحق مؤثر کہ ناظرین با انصاف سے خطاب کی جرت کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ اذا رضیت عنی کو ادر عشیرتی الخ وہ مسئلہ اہم ہے کہ مصنف دیوان کا مرتبہ شاعری میں بیان کیا جاوے لہذا میر سے خیال میں محل بحث یہ کلام ہے کہ جناب حبیب اپنے معاصرین میں کیا مرتبہ رکھتے ہیں جہاں تک میری رائے اس مسئلہ میں ہو وہ یہ ہو کہ جناب حبیب اپنی اکثر معاصرین پر فائق ہیں۔ مگر یہ تقابل ان شعراے معاصرین سے نہیں ہو جو شاعر بالطبع ہیں اور انکو علوم ادبیہ سے اسقدر بخیر ہی ہو کہ اکثر اعلاط لفظیہ و اصغہ سے بھی ادخا کلام پاک نہیں ہو اور بخت

و اتفاق کے زور بازو نے او کو ایک عظیم جاہ و ثروت و قبول کے رتبہ پر پہنچا دیا ہے  
بلکہ اس تقابل کے سرو و شمعراہین جنہوں نے کم سے کم صرف و نحو عربی و عروض و ادب کو مقدمات  
کی حد تک حاصل کیا ہوا اور پھر شاعری کے دائرہ میں قدم رکھا ہو قلیل ماہر اسکا میں اس  
کلام کا تقابل عدا الشعراء امیر اسلم صینائی مرحوم سے کرتا ہوں جو ملک الشعراء اسیر  
لکھنوی کے نامی شاگرد تھے یہ شعر خیال امیر صینائی کا ہے ۵

روشن دلون کا عیب ہی بیشبہ ہے ہنر | کیونکر نہ بڑھ کے بدر ہونا خن ہلال کا  
اس شعر میں بڑھ کے بدر ہونا ایک زاید کلام ہے۔ اس لئے کہ روشن دلون کے عیب کی ہنر سے  
تشبیہ کے لئے ہلال اور ناخن ہلال کافی تھا اسوجہ سے کہ ہلال گونا گویا بھی محبوب  
ہے اور گویا اسکا ہنر ہے **حشو نستحسن کی ایک علامت** کلام ابو طیب متبنی  
سے گدازش کی جاتی ہو قال یابنی حارث بن لقمان لا تعد مکم فی الوغی متون العناق ابو الفتح  
بن جنی شارح دیوان متبنی نے فرمایا ہو کہ یہاں اگر فی الوغی کا لفظ نہ لانا تو مدوح ایک چابک سوار  
ہوتا جسکا پیشہ یہ ہے کہ ہمیشہ گھوڑے پر سوار ہے لیکن شان ملوک یہ ہو کہ اکثر اوقات وہ اپنی  
تدابیر ملکی میں اپنے مقام پر صرف کرین اور بوقت ضرورت و جنگ گھوڑ و پیہر سوار ہوں یہ  
حشو ایک نصیحت اون والیان ملک کو ہو جو اپنے کمالات کا انحصار چابک سوار کی نشاۃ بازی میں  
بجھین۔ پس عربی شاعر کے لئے یہ فرمایا کم ہے کہ اسکا حشو تک ایک مسئلہ سیاست ملکی پر مشتمل ہوتا ہے  
**حبیب صاحب** نے بھی فطرتی پیرایہ میں کس قدر کلام تمام فرمایا ہے ۵

کوشش سے دور ہو نہیں سکتا ہر جرم ذات | دہیتہ شانہ چرخ پہ تیغ ہلال کا  
اگرچہ بظاہر یہ اعتراض سپرد ہوتا ہے کہ دہیتہ جرم قمرین بحالت ہدریتہ نمایان ہوتا ہے نہ ہلال میں  
مگر قمرین فی الواقع کائنات و سطر ہی میں نہیں ہو بلکہ اسکی بعض اطراف بھی اس سے خالی نہیں



ہیں کما تحقق من آلات التَّصَدِیْقِ دوسری ترقی تو دیکھئے کہ اجسام سفلیہ ارضیہ سے جو  
ظاہر معرض زوال و تغیر میں ہیں بد ذاتی اور بد اصلی کا وہیہ کیا گئے گا حبیب اجرام سماویہ سے  
وہیہ نہ سٹسکا مگر امیر مرحوم نے اسی طرح میں یہ شعر اس قدر پیشال کہا ہے کہ الفضا اذا نکلی استادی

پر ایک برہان ساطع ہے۔ - احرجو ہوتو رحیم نہ سایہ تھا اسلٹی - دل پرش جائی زیر قدم پائمال کا

دوسری ہر طرح غزل امیل کا مطلع ہے۔ -

غیر تو زندہ ہے پہر غم ہے میری جان کسا - سوگ رہو ہوئے ہے زلف پریشان کسا

جناب حبیب کنٹوری کا یہ مطلع ہو۔ -

غم کرے جز مرے جمعیت دران کسا - خاک ہو کر بھی ہو ہر ذرہ پریشان کسا

ظاہر ہو کہ یہ مطلع جناب حبیب کا جناب صینائی کے مطلع سے بڑا ہوا ہے وہ صحت کے ساتھ  
جس چیز میں جناب حبیب کے دیوان کو جناب صینائی بلکہ اکثر وادین طبقہ اولی و طبقہ ثانی  
شعرا نے لکھنؤ دہلی و دیگر معاصرین پر تفصیل ہو وہ کثرت اشتمال عوام مض علیہ و اصول اخلاقیہ  
و لواذرا لقا مناھا قوم یہ عروت ثانیاً جناب غالب کا دیوان بھی وقت تحریر سامنے  
ہو سلطان الشعرا جناب غالب کی کمال شاعری فارسی میں تشکیک کرنا شریعت اور اک میں  
حرام مطلق ہے اور حقیقتاً وہ اپنے زمانہ میں فخر ہند و ہستان و نادر زمان ہو۔ مگر ادنیٰ اردو شاعری  
کہیں تو غلیہ فارسیہ سے زبان کا زہ کو ہوتی ہو اور کہیں تعقید و اغلاق کے قسم صیغہ ایسے رکھو  
ہیں کہ مقصود شاعر واضح ہونا مشکل ہو گیا ہے مگر جہاں کہیں یہ ارادہ کر لیا ہو کہ اپنے کمال کا  
جلوہ دکھا دیں۔ اون اشعار میں انصاف یہ ہو کہ قلم توڑ دئے ہیں۔ پورے دیوان پر نظر کرنے سے  
معلوم ہوتا ہو کہ اردو شاعری کو شاید وہ اپنا کمال ہی سمجھتے تھے اور اسوجہ سے بڑی التفاتی اور کم  
توجہی کے بہت آثار اردو کے اشعار میں۔ نظر آتے ہیں ہم اس دیوان سے تقابل کے لئے

اوسکے چند اشعار نقل کر کے ہیں۔ جناب غالب کا سر دیوان مطلع ہے

نقش فریادی ہو کسکی شوخی تحریر کا      کاغذی ہے پیر بہن ہر پیکر تصویر کا

اس مطلع کے معنی میں لوگ استدر غلطان و پریشان ہیں اسکو تحریر کی ضرورت نہیں ہو جیسا حبیب کنوڑی

فرماتے ہیں ہے آہن آئینہ ہے اوسکے عشق کی تاثیر کا      نقش یاد ہو ہو ہر اک حلقہ میری ریخیر کا

ریخیر کے قافیہ میں جناب غالب کا یہ شعر ہے

بسکہ بون غالب اسیری میں بھی تاش زیر پا      موسے آتش دیدہ ہو حلقہ میری ریخیر کا

یہ پوری غزل دیوان غالب کی اگر دیوان ذکا کی غزل نمط ح سے مقابل کیا جائے تو اس دیوان کی غزل ضرور اوپر نایق ہو دیوان غالب کی غزل ہے

سائیش گریہ ز ابد اسقدر جس باغ وضو آئنا      وہ اک گلہ سے ہے ہم بیخودوں کی خلق نیاں کا

اگر اس دیوان کی اس غزل سے مقابل کیا جائے

بڑا رتبہ یہاں تک خود فراموشی میں عرفان کا      کہ محراب حرم سے عکس میرے طاق نیاں کا

دیکھئے یہ مطلع کیا عظمت و شان رکھتا ہے اور غالب کے زندانہ رنگ کے حلقان صوفیہ مذاق سے

مرتبہ فنا فی اللہ کو کس جلالت سے بیان کیا ہو کوئی عاقل اس مطلع کے تفوق میں مطلع دیوان

غالب پر شاید شک نہیں کر سکتا اگر پوری اس غزل کا غزل دیوان غالب سے تقابل کیا جائے

تو اس غزل حبیب کے سباق انغایات ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً ذرا دربان

کے قافیہ میں دونوں کے کلام کو ملاحظہ فرمائے غالب۔

اوگا ہو گھر میں ہر سو سبز ویرانی تماشا کر      مدار اب کہو نے پرگہاں کرے میری دربان کا

حبیب پہراہ حشت میں برگشتہ قسمت یار کے در سے      ہوا ہو کھا مجھے وان اپنی ہی سلیہ پہ دربا کھا

دیوان غالب کی غزل جب کا یہ مطلع ہو

حسن غمزہ کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد

حبیب کی یغزل ہی طرح میں ہے کیا دکھائیں گے حسین ناز و ادا میرے بعد نہ ہو گا کوئی سرِ مشق جفا میرے بعد

پوری غزل کے تقابل سے صاف ظاہر ہے کہ جو تغزل شیرینی زبان و صفائی بندش کلام حبیب میں ہو۔ غزل غالب اس سے بہت عمدہ ہو۔ اسکے علاوہ واعظانہ اور ضرب الامثال کے طور

پر حسین دیوان حبیب اغلب شعرائے اردو کے کلام سے ممتاز ہے یہ دو شعر اس غزل میں کیا

خوب لکھے ہیں ۵ دستور یاد رہی شرطِ محبت ہو یہی ۶ حق سے کرنا میری بخشش کی دعا میرے بعد

بخشد طاعت واجب ہو قضا ہو ۷ کیا کر گیا کوئی یہ دین ادا میرے بعد

میرے بعد کو کیا خوب ثابت کیا ہو۔ اسی زمین میں ایک مشہور غزل زبان زدِ خاص و عام ہو ۵

آکے سجادہ نشین قیس ہو امیرے بعد نہ رہی دشت میں خالی میری جا میرے بعد

میرا انیس نے ہی ایک سلام اس زمین میں کہا ہو جکا ایک شعر مجھے یاد ہے ۵

یاد جو وقت کریں گے یہ کلام رنگین کفِ انوس ملین گے شعر امیرے بعد

ثالثاً نظرِ فقیہ میں ابتداءً جس نظم نے جناب حبیب کی شاعری کو وسیع بنا یا وہ قصیدہ ۵

سالگرہ مبارک حضرت بندگانِ عالیٰ خلد اللہ ملک ہو۔ جسکی زمین ہو سالگرہ مقالگرہ

یہ قصیدہ میرے خیال میں یہ درجہ رکھتا ہو کہ اگر کوئی شخص عمر بہر ایک شعر نہ کہے اور صرف

ایک قصیدہ ایسا لکھے تو اسکی استاد ی کے لئے بس ایک قصیدہ ہی کافی ہے اور پھر کسی

غزل اور مثنوی اور دوسرے قصیدہ کی ضرورت نہیں ہو اگر ذوقِ دہلوی جو قصیدہ گوئی

میں طبقہٴ وسطیٰ کے شعراء میں فرو شمار کئے جاتے تھے زندہ ہوتے تو وہ برسبیل اضطراب اس

قصیدہ کے داد و تیر اور پھر دک جاتے۔ اور اس شاعری کے ایسے معترف ہوتے کہ بے اختیار

کہہ تے کہ اولاً خیر بکار اوٹھتے۔ وقت معافی اور شوکتِ الفاظی اور متانتِ ترکیب



اور رفاقت تشبیہات و استعارات کو معجب بلکہ معجز انداز سے یکجا فرمایا ہے۔ لہذا اس دیوان میں یہ عیب ہے کہ عوام پسند نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی زبان فاضلانہ ہے اور سب اس کا یہ ہر کہ تمام مہذب السنۃ دنیا کو ۳ طبقے ہیں (۱) زبان افاضل و علماء (۲) زبان متوسطین (۳) عوام کا لالنامہ۔ بازاری لوگوں کی زبان معیار اعتبار قسم اول ہے۔ یہ زبان دو طرح حاصل ہوتی ہے یا خود تحصیل علوم و صحبت و خدمت علماء سے یا یہ کہ خاندان اعلام روزگار و اہل کمال میں اوسنے پرورش پائی ہو اور عقل ہیولانے کے بعد ہی سے اوسنے اور اک محوسات میں وہ الفاظ و محاورات سنے ہوں جو زبان علماء و پر جاری ہوں اور انہیں کے امثال الفاظ و محاورات سے اس کی زبان آشنا ہو جائے **شیخ الرئيس** نے فاتحہ باریہ میں اس الغنیاء میں ارشاد فرمایا ہے کہ جب بحسب اقتضائے ضرورت مدنیہ انسان کی زبان پر جریان الفاظ ہوا تو اگر معاشرت اس کی اہل علم سے ہے تو اویسی قسم کے الفاظ اوسنے سنے اور اوس کی قوت حافظہ نے یاد رکھے اور وہی اس کی زبان پر آئے یہ مثل مشہور ہے العلم فی الصغر کاللقش علی الحجر پھر اسنے اگر مقدمات علمیہ تحصیل کر لئے ہیں تو یہ کیفیت اور ملکہ روز بروز راسخ القوم ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اگر اوس سے یہ کہا جائے کہ وہ طبقہ اوسط اور ادنیٰ کی زبان کو اپنی تحریر و تقریر میں صرف کرے تو وہ اوس پر بالارادہ بھی قادر نہ ہوگا اور اگر ہوگا تو بڑی مشکل سے جناب حبیب کندوری ایسے خاندان کے افراد سے ہیں جو ہندوستان میں علم و فضل کے لئے مثل آفتاب کے مشہور ہے اور اس خاندان کے تصنیفات جلیلہ کے آوازہ سے زمین و زمان مملو ہے لہذا اس کی زبان شغری قسم اول کی ہے جسکو مذاق عامیانہ سے گویا مباحثت ہے اور چونکہ لذت نام ملایم من حیث ہو ملایم کا ہے لہذا عوام کو اس سے کچھ التذاذ حاصل ہونا گویا محال ہے اور اسی وجہ سے وہ پسند نہ کریں گے۔ بلکہ اگر جناب حبیب ارادہ کریں کہ اپنی زبان

شعری زبان قسم ثالث کا رنگ بھریں تو وہ ادب پر قادر بھی نہیں ہیں عوام الناس کو تو وہی  
 شمار زیادہ مرغوب ہوتے ہیں جو انکی زبان میں ہون اور احمکات لسان موجب وحشت ہے۔  
 اعلیٰ مرتبہ زبان غامیانہ کا وہ ہے جو شاہد ان بازاری کا روزمرہ ہے۔ اس زبان کو بوجہ قاعدہ  
 مذکورہ وہ شخص بڑی لطافت سے نظم کر سکتا ہے جسے خود انکی مہدین پرورش پائی ہو۔ یا  
 انکی صحبت اور معاشرت میں ایک زمانہ دراز بسر کیا ہو۔ ایسے شخص کی نظم مثل برق کے اس  
 شخص فروش طائفین ہو چکا دیکھے دل اور زبان پر قابو کریگی اور محافل رقص و سرود کی  
 شمع انجمن بنائے گی لہذا اگر اس دیوان کی غزلیں عوام میں فخر شہرت حاصل نہ کریں تو کچھ  
 محل استغراب و استعجاب نہیں ہے۔ خاصاً اس دیوان کا مطبوع ہو جانا اردو زبان  
 کے لئے دولت غیر مترقب ہو جسکا عدیل و مثیل ملنا اسکو باعتبار استقبال شاید محال ہے۔  
 اسلئے کہ اب اردو شاعری کی دیوار شکستہ پر صرت چند ہی نقش و نگار باقی رہ گئے ہیں اور وہ  
 ان چند شعرا کے دم قدم سے ثابت ہیں جو اسانڈہ سال کے یادگار ہیں۔ یہ لوگ ہی اپنے  
 زمانہ شباب کی منزل طو کر چکے ہیں لہذا بعد اردو شاعری تک و عدم کو کوچ کر جائیگی  
 اور صرت ویاس اسپر تاقیارت ماتم کریگی۔ ہذا مار عفت بہ القلہ و رخص بہ الرقص و رکص  
 بہ القدم علی جناح الاستعجال والبال فی بلبال و خمس الاعران موقدۃ النیران علی  
 نکبات الزمان ولنعم ما افصح الشعراء ابو طیب المہذب بیت ان الزمان نبوہ فی  
 شیبۃ + نسیم والیتناہ علی لہرم + وقت یضیع عمریت مدتہ + فی فیروامتہ من سالۃ  
 شہرت فی صبح خامس شہر رمضان المساک فی شہور ۱۳۱۸ھ من الحجۃ  
 السنبہ لندیر العریان حررہ شین الوجود العینی مرتضیٰ الحسین النور علی الغازی فوری  
 کان اللہ لہ وحقق آمالہ

## قصیدہ

در مدح بادشاہ اسلام پناہ رستم دوران افلاطون زمان سپہ کار یار  
وفادار مظفر الممالک فتح جنگ حضور پر نور میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک  
نظام الملک اصف جاہ ساس خلد اللہ ملک و سلط و ادا امر اللہ علی العلمین  
برہ و احسان  
بسم اللہ الرحمن الرحیم

کر اپنی زلف معقد گرہ پہ ڈال گرہ  
پرو لے انکو دکھا دے کے بال بال گرہ  
کرے جو جوڑ کے تو سین کو بال گرہ  
لگی ہے مصرع قاست پہ بر مثال گرہ  
مثال نیم معقد پیری جمال گرہ  
عجب نہیں جو دہن میں بنے مقال گرہ  
لگائے گا سر و زانو میں انفعال گرہ  
شانے شاہ بہ قریب جشن سال گرہ  
بقا کے قاف کی صورت تجسہ فال گرہ

پسند طبع ہے اسے شاید خیال گرہ  
ہین ڈھیر تازہ مضامین کے لولو کشہوا  
دوہائی تیغ ادا کی پیرے کمان ابرو  
پکارے طرہ کا کل کو دیکھ کر عالم  
نہ ہول تجسسے کہوں جو لگائے پچل میں  
حضور شاہ میں جاتا ہے بہ عرض نذر  
ہمیشہ مدح میں قاصر ہے گریہ ذکر چہرہ  
جواب میں یہی کہنا کہ میں ہی کہتا ہوں  
کلاہ بنتا ہے جب رشتہ حیات جہان

۱۔ نیم معقد خط ثلث و نسخ میں لکھی جاتی ہے اور کسی شکل میں یہی (مر)

امین باغ کے جلسے میں صحبتیں گل کی  
دلیف ایک ہر پڑہ کر سنا وہ پچھل غزل  
وہی گزشتہ و پوسٹہ جشن سال گرہ  
سخن کے رشتہ میں دیکھ ہر اتصال گرہ

## غزل

انکائیں یوہن گرہ پر ہزار سالگرہ  
سعید ہو میرے پروردگار سالگرہ

لٹائے آج نہ کیوں چرخ گوہر انجم  
عدو کے بدلے ہر اک تار ہے کلاوسے کا  
خوشی سلامتی شہ کی تھی دلوں میں نہان  
مثقال خضر ہو یا رب برے حضور کی عمر  
بڑھانے آئی ہے جاہ و وقار سالگرہ  
خطاب جنگی و دولائی پائین گے امرا  
ہمیشہ آتی ہے بکر بہار سالگرہ  
مے طرب سے ہیں مسرور سب خواص و عوام  
سے غل سعید ہو اے شہر یار سالگرہ

رہیں حضور سلامت دعا یہ مانگ جلیب  
کر کے کشائیش ابواب کار سالگرہ

۱۔ امین باغ ایک محلہ کا نام ہے اندرون بلوہ حیدر آباد متصل دلی دروازہ ۱۲۔

۲۔ گزشتہ مراد ہے سال گرہ گزشتہ سے جو ۱۳۱۵ ہجری میں ہوئی تھی

۳۔ پوسٹہ یعنی سال گرہ پوسٹہ ۱۳۱۵ ہجری۔

۴۔ پچھل غزل سے مراد وہی غزل ہے جو ۱۳۱۵ ہجری کے جلسہ سالگرہ مبارک میں بمقام امین باغ پڑھی

گئی تھی ۱۲۔

ابھی سے یاد و دہر ترجیع بند ہی سب کو  
 ہزار عقدہ مضمون ہوں اس طرح میں چلی  
 ننا کے لکھنے سے مضمون یہ ہے ہاں کو بخش  
 ہو سر خنہ لب معشوق خندہ رو بخورت  
 سوا چشم ہے کیا عارض حسینان پر  
 کہ ہو یہ آصف سادس کی مدح جسکی آج  
 وہ بادشاہ دکن جسکا ناخن تدبیر  
 یقین ہے صورت رو باہ کانپے شیر فلک  
 بہم ہو غیظ مین ابرو سے گرجین کی شکن  
 پڑے جو تیغ کے آئینہ مین ہو دن کا عکس  
 گرائے ہاتھ سے شمشیر ایک او جہڑ مین  
 کہے نہ رستم دستان سے گاؤ زوری مین  
 عقیل وہ کہ کس طرح سے طبیعت مین  
 ہزار شعر سناتا اسی مین مین مگر  
 حبیب دزد مہنا مین کہیں نہ گہات مین  
 دعا یہ اپنے قصیدہ کو ختم کرتا چند

لطیف حبست تہی ہر ایک حبال گرہ  
 نہ رہنے دے کوئی اسے ناخن کمال گرہ  
 رہے نہ جو قلم مین تراش ڈال گرہ  
 ہر ایک نقطہ کو تاج مین لوگ لال گرہ  
 یہ کہہ دے نافہ کے ماتہ کو لے خال گرہ  
 خدا کے فضل سے تینتیسویں ہوا سال گرہ  
 محل کے رشتے سے کہو ہر اک محال گرہ  
 بہوون مین او سکی جو دیکھے دم جلال گرہ  
 پہچائے روے زمین پر قضا کا جال گرہ  
 بنائے وقت دغا جو ہرون کا حبال گرہ  
 عدوئے شہ کے آنا مل کی کہو لے ڈال گرہ  
 جو دے وہ بند کمر مین دم حیدال گرہ  
 لال کی نہ پڑے وقت اشتعال گرہ  
 یہ خوف سے کہ ہو وہ جہ قیل و قال گرہ  
 سمجھ کے رکھ قدم اس راہ مین سنبھال گرہ  
 لگی رہے گی دہن مین دم سوال گرہ

۱۱ اشارہ ہر ترجیع بند الموم بہ مع محبوب کی طرف جو سلسلہ ہجری کے جشن سالگرہ مبارک مین بقام امین مانج پڑھا گیا اور

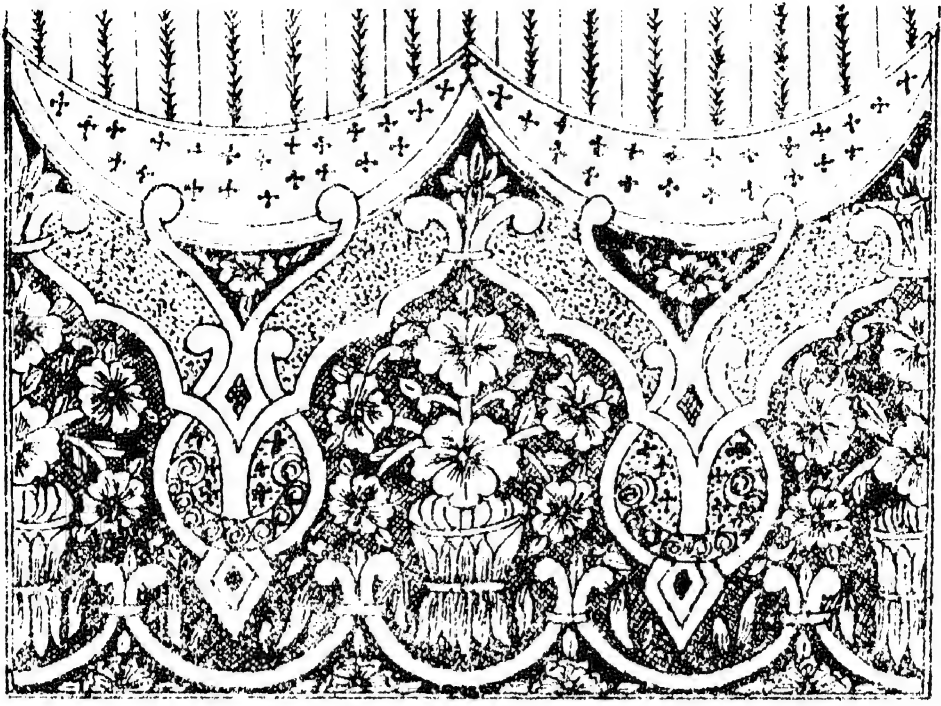
بتاریخ عالمیاب بہاراجہ بہادر مدار المہام سرکار عالی طبع و شائع ہوا۔

۱۲ قلم کا جوڑ خوش نویس اور کاتب و اہل انشاء کے زمرہ مین کس سجھا گیا ہوا ۱۲-۷

یہ اوس کریم کا در ہے جہاں عطا کی گران	او بڑا کے باند ہو تو ننگ سے کہو بے مال گرہ
لگا دے سلسلہ عمر و دولت شد مین	تو عمر خضر سے دادار بے ہال گرہ
دام اسکے رہین دستگیر عفت مدہ کشا	شگفتہ غنیمت صفت ہو ہر اک محال گرہ
ہو مثل تار شعاعی ہر اک نفس پر نور	لگے عروج کی طالع مین بے ہوال گرہ

بِالْخِیَافَةِ سَمِعْتُ





بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسن جیب صورت گرد و ذوق خود آرائی ہوا  
 دیکھ کر آئینہ وحدت میں کثرت کا جمال  
 کچھ سحر خفلات نہ ہائے آستان و بہرے  
 دادی تحقیق میں چل کر ٹہری دلی غلاش  
 اکبھان شیدا ہی صورت آشنا کو فی نہیں  
 عشق نے سارے زمانہ کو بنایا بد گمان  
 دست قدرت کے دکھائیں ایسی شکلین کھینچ کر  
 رہنا اور کسا ہے تو جو عاشق حیران نصیب  
 کیا اکبریت میں گرمیہ کوئی ہیتم نہیں  
 پر وہ غفلت اوٹھا جاتا رہا نصف الجہر

ہر بت بیاک گرم لائے کیتائی ہوا  
 محرم ستان تعین کچھ تنہائی ہوا  
 مال دنیا صرف شغل باد فیس پائی ہوا  
 کاروان سالار ذوق آبلہ پائی ہوا  
 سب کو اپنا کر لیا کس کا وہ ہر جانی ہوا  
 خود بخود میرا ترپنا وجہ رسوائی ہوا  
 کوئی از خود رفتہ اور کوئی تماشائی ہوا  
 جوش و شست میں غریب دشت خود رانی ہوا  
 تجھ ساموس جیب رفیق کچھ تنہائی ہوا  
 مہر نہ تحقیق و مجھ عہد بینائی ہوا

جیسے جی حاصل ہوئی دنیا کی جھگڑوں سے نجات  
 ہو گئی قطرہ میں پیدا آرزو کے قرب بھر  
 کون ہو سکتا تھا دنیا میں کسی کار و شناس  
 شاد رہن ہر حال میں سرت صہبائی است

سے سرفراز جہان جو تیرا سودا می ہوا  
 سب سے دوری کا محرک شوق یکجائی ہوا  
 چھپ کے ہر پردہ میں تو وجہ شناسائی ہوا  
 انکو کیا غم گر نہ لفت چرخ میں آئی ہوا

ای سبب دور کر دے رنج و حرمان حبیب  
 وہ بھی کوئی شے ہے جس کا یہ تمنا ئی ہوا

لول و لکو تیرے در سے شاد لیکے پھرا  
 کسے ہے راہ طلب میں قرار بعد فنا  
 تجھے تو حق نے پئے عدل و داد پہنچاتا  
 ہمارے نالہ شبگیر کا اثر دیکھا  
 ہوئی نہ وادی پر خار عشق میں وحشت  
 دلایا اشک نہامت نے جوشِ حیرت کو  
 کہو نگا مجھ سے جو پوچھے گا بار کیا لایا  
 نہ قہر نہ نقد قناعت کی ہو سکے فہوس  
 مجھے نہ کچھ نظر آیا سوا اسے جلوہ یار  
 سناؤں کیا میرے مہر و گم گشت اپنی  
 سحر ہوئی شبِ غم نور الفت حنین

ہزار ہاتھ سے نقد مراد لیکے پھرا  
 میرے غبار کو بھی گردِ باد لیکے پھرا  
 غضب کیا کہ حقوق عباد لیکے پھرا  
 یہ ستغیث گیا اور داد لیکے پھرا  
 خیال یار مجھے شاد شاد لیکے پھرا  
 دُر مراد مرا خانہ زاد لیکے پھرا  
 عزیز دار فنا تیری یاد لیکے پھرا  
 جہان بین نفس و فی کا فساد لیکے پھرا  
 جد ہر جد ہر دل روشن سوا لیکے پھرا  
 مال یہ ہے کہ خوفِ معاد لیکے پھرا  
 فلک سے روشنی بآدا لیکے پھرا

ہر اک طریق میں تھا خضر متزل مقصد  
 حبیب شوق ترا تجھ کو شاد لیکے پھرا



آہن آئینہ ہے اس کے عشق کی تاثیر کا  
دیکھئے حالت اگر وابستہ فتراک کی  
اپنے دیوانہ پشفت آہی جاتی ہوا نہیں  
روز جلوہ ہے یا اس کا ازل سے تا ابد  
کیون نہ کرتا ہر سبب ثابت سبب کا وجود  
ہو گئی تقدیر سے وقت اصابت متفق  
ہو سکے مخلوق سے کس طرح خالق کی ثنا  
ہر خیال نیک سے حسن عمل کی یون دلیل  
دل سے ہے تیری رضا پر ہر گھڑی شاکر حبیب

نقش یا ہو ہر اک حلقہ مری زنجیر کا  
خود اثر پیدا کرے ہر مرغ دل نچیر کا  
عفو کر دیتے ہیں وقت آتا ہر جب تقدیر کا  
جو نہیں محتاج اک لحظہ کسی تنویر کا  
جبکہ تھا افعال میں مضمر اثر تخییر کا  
ذات واجب سے ملا تھا سلسلہ تدبیر کا  
مدح صانع میں کھلا کب منہ کلی تصویر کا  
جیسے ہوتا ہے تعلق خواہ سے تعمیر کا  
پیش آگیا وہی جو ہے لکھا تقدیر کا

## ولہ

سمجھے اوٹھا کے فائدہ اصلاح حال کا  
دولت حریص کو ہوئی سامان ملال کا  
اچھا ہوا بٹھا دیا رحمت کے جوش نے  
بنجائی سے پری کی طرح دم میں دلہریہ  
اغیار کو ند و خلش باہمی میں دخل  
خونکی شفق ہے تیرہ درونکو بہار باغ  
ادنی کو منہ لگانے میں کچھ فائدہ نہیں  
کوشش سے دور ہو نہیں سکتا ہر جم ذات  
پیری میں سے شباب کی تصویر رو برو

جوہر سے کیا عرق انفعال کا  
قرص درم ہے آبلہ دست سوال کا  
اوٹھنے کو تھا غبار کسی پایال کا  
مضمون کی روح پاتے ہی قالبتال کا  
دانوں میں فصل کرتا ہے نکاح خلال کا  
لاتا ہے تیغ تیز کا پھل پہل و ٹال کا  
بڑھنے سے حسن گھٹتا ہے عارض کمال کا  
دہیہ مٹانے چہ رخپہ تیغ ہلال کا  
حیرت فزا نظر بارہ ہے ہر خط و خال کا

آپس میں اتفاق کی فکر میں ضرور ہیں | موقع نہیں یہ غیر دن سے جنگِ جدال کا

دامائی فن سینکے تو فرمایا کنگے حبیب  
پختہ کلام ہے کسی نازک خیال کا

نقش دکھا کے روزِ عروج و زوال کا  
محتاج کو صلہ نہیں ملت کمال کا  
باہم یہ بات بات میں کج بختیاں ہیں قبر  
کوشش بقا سے نام کی ایدل ضرور ہی  
ظالم عبث و لون کے دکھانے میں کدنگر  
جوہر کی قدر صاحب جوہر سے پوچھئے  
کیون جمع مال سے نہ ہو دل اپنا ناامید  
امید دار ہیں تیری رحمت کے امی کریم  
محمود آجکل نہیں مفلس کی عاقبت  
اہل کمال کو ہے بناوٹ سے احتراز  
گردن سبق پڑھاتا ہے دنیا کے کھال کا  
گا کہ بخیل ہوتا ہے مفلس کو مال کا  
ہو جاتا ہے بے نفاق نتیجہ ہلال کا  
کیا اعتبار عمر سریع الزوال کا  
کچھ تو بھی خوف کر غضب ذوالجلال کا  
شہرت پہ حصر کچھ نہیں نقص و کمال کا  
یان چرخ ہی سہ ماہی میں اعدا و سال کا  
غل ہے ہماری قوم میں قحط الرجال کا  
انجام جمع مال سے نہ کر مال کا  
محتاج و سہ کب ہوا ابرو ہلال کا

دل سے مٹی ہیں رنگِ حقیقت پائی حبیب  
مصنوع نہیں پسند ہمیں خط و خال کا

بڑا رتبہ یہاں تک خود فخر اموشی میں عرفا کا  
لہو روتی ہو اب پہلے اسے تاکا او جہان کا  
ہوئی کشتِ اہلِ ممنون آہِ سرد ناکامی  
مرے داغون کے پر توئی کیا قمری کو پروا  
کہ محرابِ حرم سے عکس میری طاقِ نیاں کا  
ڈوبیاد لکھو ظالم نے بُرا ہو چشمِ گریبان کا  
بہانہ ہو گیا رحمت کو اشکِ گرم دہقان کا  
گمانِ سر و گلستان پر ہوا سر و چراغان کا

پھر وحشت میں مین برگشتہ قسمنے کو دے  
 نہ مرغ دل پہنسا وحشی کا تیرے گریہ صحرائیں  
 نہونگے عاشق ابرو کبھی منت کش سوزن  
 شکایت کیا ہی ہمیر کی اوس سے جس نے لایا  
 شہیدان وفا کی خاک و خون نے یہ شہرِ وحشت  
 چلا ہے قافلہ اشکون کا ایدل خون بہا  
 بہارائی تو گل بوٹے بناؤن جامہ تن پر  
 پس مرون بھی میرے پاس آسکتا نہیں کسی

نکا  
 ہوا دھوکا بچے وان اپنے ہی سایہ دربار  
 بچھا تھا جہاں ہر جا حلقہ چشم غزالا نکا  
 محرک زخم دامن دار ہے چاک گریبا نکا  
 کوئی اعزاز کرتا ہے بہلا نا خواندہ مہا نکا  
 کہ نقشہ تھمے گل پر کہنچا شہرِ خموشا نکا  
 ہوئی منزل چو کھوٹی ہے تہک میر نکا  
 سبق لون میں زبان خار صحر اسی گستا نکا  
 تن وحشی کے ڈر سے بندہ دروازہ زندا نکا

سنا تھا کل حبیبِ بدہ کش نے می سوتو بہ کی  
 وہ بیچا آج اک بوتل کو اک جزو اپنے دیوانا

بہنیں کم کیفیت می سے نشہ افزائی دولت کا  
 یوہین اندوہ سے پہلو نکل آتا ہی راحت کا  
 نہ ہے شوق ریاضت اور نہ غرہ ہی عبادت کا  
 نفس کی آمد و شد سے تن کا ہیدہ بدلتا ہی  
 پچھوٹا ہاتھ سے کلفت میں استقلال کا  
 جنہیں ہم آتشا سمجھے تھوڑے سب خود غرض نگہ  
 زبانہ آہنہیں سکتی ہے لذت خوشحالی کی  
 نجات انسان کو ممکن نہیں دنیا کی جہاں گڑوں سے  
 کمال دلیری سے عاشقین کا حال اک لکھ

زبانوں کو گران ہے شکرِ منعم کی عنایت کا  
 نتیجہ جطرح نور سحر ہے شب کی ظلمت کا  
 سہارا ہے حبیبِ پینوا کو تیری حرمت کا  
 نمونہ کا غزلِ تصویر ہے میری نقابت کا  
 یہ آسائشِ شر ہے اسی تحمل تیری قوت کا  
 کیسکو ہی نہ آیا پاس کچھ صاحبِ سلامت کا  
 حریص زہد کرتا ہے تصورِ حورِ جنت کا  
 علایت کی کمی اچھا ذریعہ ہے فراغت کا  
 جہان جن میں کر دیے مجھے دعویٰ کرامت کا

<p>دل پر آرزو کا خون نہ کرا می یاس تو ناحق وڑون کیوں دل میں تاب آفتابِ نوحہ سے</p>	<p>سمجھتا تھا کہ سر پایہ سے یہ لگ بی بھناکت کا نہ ہو گا کیا وہاں سایہ تیرے دامانِ حرمت کا</p>
	<p>خدا ستارہ ہو کر ہے حبیبِ رندِ تروان مخالف کیا اثر ڈالینگے اسپر خبتِ طینت کا</p>
<p>یہ ناراضی ہوئی آخر صلہ کیوں میری خدمت کا جسے دیکھا ملا ساتھی وہ گویا اچھی حالت کا طریقِ توبہ کا ہادی ہے شغلِ میکشی و عطا قناعت سے بچاے نیک نامی کا سبب یوں ہے نہ ہو بھینس جب کوئی تو تنہا ہی غنیمت ہے نہیں افسوس کچھ ہم اپنی گنہامی پہ شاکر ہیں جہاں تک ہو سکا دیکھا تماشا گاہِ عالمِ بین بجائے خود نر کھون کے سطح سے محترم دلو ابھی تھے مہربان اب دیکھتا ہوں تشوینِ بین حریص بادہ بکر آج مینا نے کو چلتا ہوں قیود انتظامی کے سطح جزو طبیعت ہوں</p>	<p>بہلا کر کیے تو صاحب کوئی باعث بھی کہ ورت کا نہیں یاروں میں باقی پاس کچھ حباسِ سدا کا سبب آخر کوئی پیرِ مغان سی فسخِ بیعت کا مدارِ زندگانی جیسے سامانِ حفظِ صحت کا بلائی جانِ اثر ہوتا ہے نامطبوعِ صحبت کا سببِ نا اہل کی تحسین ہے گر عام شہر کا ملا بیٹھل یارب ہر نمونہ تیری صنعت کا ہے آنکھوں کو بھی رشکِ سحرِ محل ہی تیری خواب کا بدلتا ہے تم بیٹھے بیٹھا ہے آپکی مت کا کہاں تک دے گا لونگا امتحانِ ساقی کی تیر کا اثر زائل نہیں ہوتا کبھی قانونِ فطرت کا</p>
	<p>گمانِ بیجا ہے خونگِ حبیبِ رندِ شہر پر طبیعتِ اداس کی ہے آزاد بندہ ہو محبت کا</p>
<p>پنہ چو حال کچھ نہا کا یوں سے ضعفِ ہمت کا رہی راحت نہ جب بیجا ہے ایدلِ بچِ کھٹ کا</p>	<p>گر نیلے امتحانِ اکبار لیکن اور قسمت کا کہ پایاںِ شبِ غم ہے سپید صبحِ عشرت کا</p>

جواب اسکے سیواوشتمین کیا دونین نصیحت کا  
جلاوتی ہو اوکو ہر حسد کی آگ جن دل میں  
کہ ہر آئے یہ ہر زندون کی صحبت حضرت و  
ہنین جبکتا کوئی اوس سے جبکہ جبکت خود  
مصیبت میں پھنسا رہتی ہو عادت کو چہ گرد کی  
کبھی یکساں ہنین رہتی زمانیکی کوئی حالت  
فنا سے پہلے ہو لازم بقائے نام کی کوشش  
نکالیکا وہ حور و خلد ملنے کی مہی خوشکلیں  
اگر ہے ذوق آرائش تو اخلاق حسن سیکو  
عیوض سے دکا دل منظور ہو لینا تو حاضر ہو

کسے معلوم تھا انجام آغا زنجبت کا  
ہمیشہ انبساط خلق ہے سامان اذیت کا  
ذرا ٹھہرے تو ہو کارو کنا مشکل طبیعت کا  
رکوع و سجود سکھاتا ہے خم محراب طاعت کا  
عدو کے عافیت گھر ڈھونڈتے پھرتے ہیں شاہکا  
نہایت کے سوا کیا ہو سکے انجام نجات کا  
شاہ نقشبستی کب نشان رہتا ہے تربت کا  
دکھایا جسے آنکھیں دیکے جلوہ اپنی تیرکا  
ہنین ممکن کسی صورت سے مٹا حسن سیر کا  
یہ وہ سودا ہنین ممکن ہو گشتا جبکی قیمت کا

حبیب اپنی جگہ اہل دول سے ملے یہ سمجھا  
سب سے ابتدا ل نفس نہ کر مال و دولت کا

جناکشو کا تعلق شعار ہونہ سکا  
و بال جان رہین دست پندیان ہری  
خدا شناس ہوا وہ جو خود شناس ہوا  
خطا و جرم کا میرے ہوا حساب تو کیا  
دل حزمین پہ ہے خون میری ہر تمنا کا  
ترمی جنا ہے مے خونپہ منحصر ظالم  
ڈوبو یا آبلہ پانے نام جوش جنون

جو ناگوار بہت وہ اختیار ہونہ سکا  
شریک حال کوئی غمگسار ہونہ سکا  
دوستی کی بورہی جسمین دوچار ہونہ سکا  
عطا و لطف کا تیرے شمار ہونہ سکا  
یہ ناشکیب کبھی راز دار ہونہ سکا  
مری وفا کا مگر انحصار ہونہ سکا  
غم آشنا بھی لب خشک خار ہونہ سکا



نگاہ سوز سے از بس کہ جلوہ عارض  
وہ آئینے یہ خبر سنکے بہر استقبال  
جو تو نے فرض کیا تھا وہ بیشتر مجھ سے

کوئی حسین تر آئینہ دار ہونہ سکا  
ہم اوسکے گھر کو گئے انتظار ہونہ سکا  
معاف کر مرے پروردگار ہونہ سکا

مئے الست کا اتنا تو ہے حبیب اثر

سرور و اف ریخ خسار ہونہ سکا

محبت میں تری خون دل ناشاد ہونا تھا  
نہ تھا قسمت میں جسکی اوس رخ روشن نگار  
قرب بوالہوس اوٹھنا نہ تھا دلبر کے کوچہ کی  
تجھے پہچانتا تھا پہنوس کو بھی جو ٹاٹا پر آپ کے  
پسند آتی نہیں نشو و نما سے سبزہ مرقد  
دم آخر نہ تھا اگر شربت دیدار قسمت میں  
سوال وصل پر برہم ہوئی کیون اقتدر صاحب  
نہو جو یہ سہ پہن حداد کر بیڑیان کاٹے  
پس مردن اثر دکھلا رہی ہیں الفتن میری  
رگایا پہلے دل حب ہم ہوئی عاشق تو غفلت  
دل عاشق نہو صد پاش کیون کر اس تغافل سے  
چمکتا زخم تیشہ بنکے تلج تارک خسرو

تاسف کیا ہوا جو اسے قسم ایجا د ہونا تھا  
اوسے دنیا میں ایل کور مادر زاد ہونا تھا  
ہماری طرح مٹنا تھا وہیں برباد ہونا تھا  
مقدر میں اسیر دام اسے صیاد ہونا تھا  
فلک تجھ کو نہ ایسا درپے بیدا ہونا تھا  
پے تسکین آسب خنجر فولاد ہونا تھا  
نہ تھا منظور گر کچھ اور ہی ارشاد ہونا تھا  
اسیر و نکو تہا اسے اسطرح آواہ ہونا تھا  
وہ روتے آئے ہیں لاشیعہ چنکوشاد ہونا تھا  
وہ اگلا ربط اب اسے بانے بیدا ہونا تھا  
نظر انداز ہیں وہ داغ جن پر صاد ہونا تھا  
ادھر دیکھو مہدین شیرین زمین فریاد ہونا تھا

حبیب بخش بیان کرتا دوبالا نام ناسخ کو

اسے قید علیاق سے مگر آزاد ہونا تھا

سوز الفت جو نمایان ہوگا  
 کبھی وہ شوح جو مہمان ہوگا  
 وہ جھاکر کے وفاداروں پر  
 تم اگر موٹہ کے چلے جاؤ گے  
 دلو وحشت سے خدا خیر کرے  
 نظر بد سے خدا دسکو بچاے  
 کل تو متا شغل نشان و فریاد  
 میری ناکامی و وحشت سنکر  
 ظاہری ہے یہ لگاؤ ساری  
 اب تو اچھا ہوں بہ سارا بندو

تن مرا سرو چرخان ہوگا  
 پہر و کچھ اور ہی سامان ہوگا  
 اک نہ اگر وز پشیمان ہوگا  
 مرنا جیتا مرا یکسان ہوگا  
 بہر کوئی جان کا خوابان ہوگا  
 کچھ دنوں میں شمشیر خون ہوگا  
 آج کیا امی شب ہجران ہوگا  
 کوئی گریان کوئی خندان ہوگا  
 دل تہین دیگا جو نادان ہوگا  
 جیب ہوگی نہ گریبان ہوگا

عشق مہر و مہر کی ہے طرز حبیب  
 خود کہے گا جو سخن دان ہوگا

اے منتخب سنبھل یہ ہر موسم بہار کا  
 دہر کا حساب کاسے نہ ڈھیر فشار کا  
 پیری میں جاگلہس ہین جوانیکی حسرتیں  
 شہباز جان نے ڈال دی تھک کو بال میں  
 وان کہ ہے آسمان کو اوہر کوئی یار کو  
 طے کر لئے نشیب و فراز جہان تمام  
 معشوق کی زبان ہے پندیدہ سبب

آفت ہر ٹوٹا قح بادہ خوار کا  
 دانش ہر وعدہ رحمت پروردگار کا  
 وہ وقت کیف تھا یہ ہر عالم خمار کا  
 قابو ملانہ مرغ جنوں کے شکار کا  
 ہے دیدنی فشار بہار سے غبار کا  
 پھر نا ہوا مفید ہمیں کو ہزار کا  
 ہر دل عزیز ہوتا ہے نقشہ ہزار کا

چھوڑا گیا نہ روح سے اوس حور و شرک کا ساتھ	دل کو بنایا آئینہ تصویر یار کا
رونے سے میرے دیدہ یعقوب کی طرح	مونہ ہو گیا سپید شب انتظار کا
خود میرے حال دلی خبر اونکو ہو گئی	اسے برق آہ تو نے کیا کام تار کا

رکھو خیال خاطر احباب اے حبیب  
کیا اعتبار زندگی مستعار کا

ہمارے دل میں تری زلف کا خیال آیا	خراب ہو گیا اس آئینہ میں بال آیا
کسی کی چشم سیہ کا ہمیں خیال آیا	نظر جو دشت جنون میں کوئی غزال آیا
لگا کے ہاتھ مرے منہ کو ہٹ گئے پیچھے	زبان پر کبھی بوسہ کا گرسواں آیا
تمہاری سحر بانی نے سب کو بے ڈالا	غش آیا رند و نکو اور زاہد و نکو حال آیا
خوشی کے مارے مرے ہاتھ پاؤں پہ لگو	چمن میں سامنے جب وہ پری جال آیا
دہن پہ قفل توکل تھا آگے بڑھ نہ سکا	زبان تک بشریت سے گرسواں آیا
کھڑے ہیں کیون دم آخر ہماری بالین پر	حضور آج کہاں آئے کیا خیال آیا
ملا ہر ایک کا مانند جستجو جب کی	ترا حبیب زمانے میں بے مثال آیا
ہمیشہ دہیان رہا آپ کو رقصیوں کا	برا بھلا نہ ہمارا کبھی خیال آیا
کفن میں خاک لحد کے جو لگ گئے رستے	غبار خاطر احباب کا خیال آیا
ہزار کیجے بناوٹ مگر نہ ہیں بنتی	گیا تپاک دلون میں جہان ملال آیا
پری جالون نے مارا ابھرتے ہی ہکو	دم عروج سے پہلے یہاں زوال آیا
جگہ دی گور غریبان مرے غبار کو پھر	کہ ہو کے کوچہ قاتل سے پائمال آیا
وہ میرے حال پہ کیا مہربان ہوئے	گیا تھا مانسے حرمین دانسے تو بحال آیا



گناہ گار چلے سوسے نارحب دم حشر	کمال رحمت معبود کو حلال آیا
شب سرور جوانی گئی حبیب اوٹھو	خمار بادہ بڑھا وقت انفصال آیا
<p>تو دل میں سے دل گم ہے شکر نہیں ملتا  ہاتھ آئیگا کیا خاک ہمیں گوہر مقصود  تو تیرے کی سزا دیتے ہیں یاران قہر نوش  بیتابی فرقت کبھی ایسی نہیں ہوتی  سو جھمکے ہیں کیونکر دہن یار کی تشبیہ  کہتے ہیں وہ اغیار سے یاد آتا ہوں جب میں  بیدل جو ہوا مانتے ہیں اہل دل اوٹھو  حیران ہے سراپا سے ترے صانع قدرت  ہے ماہ جبین یار کی خورشید ہے عارض  چھپ جاتا ہے زینت سے ترا حسن خداداد</p>	<p>خود رفتہ ہیں ایسے کہ ترا گھر نہیں ملتا  سر پہوڑے کو چاہیں تو پتھر نہیں ملتا  بے مانگے ہمیں دور میں ساغر نہیں ملتا  جب تک کہ دل اسے شوق شکر نہیں ملتا  سیکیش کو کبھی ساغر کوثر نہیں ملتا  ویسا کوئی بیداو کا نوگر نہیں ملتا  دل سب کے ہے ہر شخص کو دلبر نہیں ملتا  ایسا کسی تصویر کو پیکر نہیں ملتا  پر ماہ سے یوں مہر منور نہیں ملتا  اس عیب سے خالی کوئی زیور نہیں ملتا</p>
کہلتا نہیں کچھ حال حبیب سٹوکل	احباب سے بھی اب تو وہ اکثر نہیں ملتا
<p>آج شہرہ ترا اسے خنجر قاتل ہوگا  تم رہو گھر میں پھرین ڈھونڈ رہتی ہم غیر دین  چشم خونبار کی گھٹ جاییگی جب طغیانی  جان دیگر بھی ہوئے حق محبت نہ ادا</p>	<p>کوئی بیجان کوئی گھائل کوئی بھل ہوگا  برگمان ہوگا نہ ہمساکوئی غافل ہوگا  میرا یہ دامن تر و امن ساحل ہوگا  دل یہ کہتا ہے کچھ ادھکا ابھی فاصل ہوگا</p>

عاشق زلفت ہیں اسے اہل محشر کو دن  
دیکھ لو کچھ نہیں پہلو میں سوا دانتوں کے  
گل سکھائیے مجھے جامہ دری فرقت میں  
چشم عاشق میں جو وہ جلوہ فگن ہو جائیں  
نہ پڑیں غیر زپہ چھینٹیں مرے نوکی جلاو  
سب مرے حال پریشان کی تماشائی ہیں  
گر ہوئے جلوہ فگن نقش و نگار حسرت  
جان آئی تن قاصد میں کہا جب اسے  
کوچہ یار میں اک دن مری تربت کا نشان

ہم جہان ہونگے دہین شور ساسل ہوگا  
ہم تمہیں مفت ہی دیدینگے اگر دل ہوگا  
سبب وحشت دل شور و سن دل ہوگا  
کون پیر پرودہ نشین حرم دل ہوگا  
ورنہ ہر اک شہدائین ترے دخل ہوگا  
کون اوس شوخ مستگار سے ناقل ہوگا  
قابل دید یہ عبرت کدہ دل ہوگا  
خیر دیکھیں گے اگر ملنے کے قابل ہوگا  
خلق کو آئینہ دار سہ منزل ہوگا

یہ حبیب ایک ہی ثابت قدم راہ وفا  
لاکھ انداز ہیں ہوں یہ کیسا متزلزل ہوگا

جو غنی سرے وہ و ناست پہ نہ مائل ہوگا  
عالموں میں کبھی ممتاز نہ جاسل ہوگا  
تیرا یہ اعطف و ترجمہ لگاوٹ یہ حجاب  
پر تو عشق پڑا ہوگا مسترد دیکھو  
ایک عالم میری حیرت کا تماشائی ہے  
تیرے دیوانیکی زنجیر کا ہر ایک حلقہ  
نالہ دل کو شکبائے خاموش تہا میں  
یک بیک ہو گئے وہ درپے آزار قریب

غیر کا دست نگر کیوں ترا سائل ہوگا  
دور کس طرح سے فرق حق و باطل ہوگا  
کہیں مجنون کہیں سیلی کہیں محل ہوگا  
واغیان سینہ پہ ہے چہر پہ فان تل ہوگا  
منہ کی کہا یگا جو آئینہ مقابل ہوگا  
جزو اعصا صفت عقد انا مل ہوگا  
یہ نہ سمجھا تا ہی عرش کا حامل ہوگا  
کسی خاطر تہی تجھ سے کا جو عاقل ہوگا

<p>خاک ہونے پہ بھی رہ جاتا حسن سیرت          وہ جوان ہونگے تو ٹوٹیں گی فرشتوں کی دھند          سے سے رغبت تو ہو واعظ کو مگر خوف یہ ہی          گلِ ندر یہ پرزادوں کے عارض ہونگے          دیکھ انصاف سے اسی برق نگاہ و لہر</p>	<p>بہنیں جاگی گلست کی اگر گل ہوگا          ایک دن چاہِ زرخ ان چہ پائل ہوگا          سبکی ہوگی اگر زندون میں شامل ہوگا          مہر و ش تو جو کبھی زینت محفل ہوگا          مین ملا خاک مین گر کیا تجھے حال ہوگا</p>
<p>امیدِ طفت و کرم پر حبیب بیٹھ گیا          غم فراق نہیں یا یہ ناشکیب نہیں          دکھائی اوس لب جان بخش نے سیحانی          خدا نے محفل جانان مین آبرور کھدلی</p>	<p>لطفِ حشر کے دن حسن عقیدت کا حبیب          ساتھ ہر شخص کے اوسکا ستوسل ہوگا</p>
<p>دفا کا فخر نہ شکوہ سے یوفائی کا          طریق عشق مین ثابت قدم رہین واعظ          خیال وصل مین پائی وصال کی لذت          ٹپک رہا ہوں مین سر دورا ستا سترے          وہ جاگے شکو جو سن سکے شور بے ہنگام          تمہارے دور مین نکلی نہ لیک خواہش دل</p>	<p>ستایا درونے پیش طبیب بیٹھ گیا          گذر کے جان سے مجھے قریب بیٹھ گیا          جگر کو تمام کے جسم طیب بیٹھ گیا          ہم اوٹھتے تھے کہ اوسے قریب بیٹھ گیا</p>
<p>نہ بار عشق نے اوٹھنے دیا تدم آخر          یہو پنج کے در پہ تمہارے حبیب بیٹھ گیا</p>	<p>خوشی کو وصل کی لازم تھا غم جدائی کا          تو پہر یقین ہو رند و نکو پارسی کا          وہ پیچھے آئے گیا پہلے غم جدائی کا          محفل سے حاجب در شغل چہہ سائی کا          تو میری آہ کو موقع ملا رسانی کا          بتو کبھی نہیں قائل مین اس خدائی کا</p>

<p>وصال میں بھی ٹھہرتا نہیں تمہیں دیکھو شراب مانگو لگا ساقی سے یار سے بوسے سمٹ کے آبلہ پانپاہر اک تسلیم سو اتری نہیں دیکھا ہے ہمنے ایٹالم</p>	<p>ہے میرے دلچہ ابھی تک اثر جدائی کا رکھو نگاشغل غنی ہو کے بھی گدائی کا قلق ہو ایہ ہماری برہنس پائی کا کبھی کسی میں یہ انداز دل ربائی کا</p>
	<p>وطن چھٹے ہوئے مدت ہوئی حبیب مگر وہی ملال ہے احباب کی جدائی کا</p>
<p>کبھی وصل یار ہوتا کبھی انتظار ہوتا نہیں چھوڑنی تھی لازم ابھی شق تیر عالم تجھے دیکھا مرغ بسمل مجھے یاد آگیا دل کیا قتل کا جو وعدہ کیا کیون نہ اسکا ایفا وہ چلے ہیں اوٹھ کے جسم نہ بدن میں مڑھتا یہ بڑھی تھی بقیہاری تری ہجر میں کہ پیارے جلے رفتہ رفتہ ایسے کہ نہ خاک تھی نہ ہم تھے ترا عہد ہے جو سچا تو ہے میرے دلوں تکین نہ بڑا جب اونگھنا دک دل منتظر پکارا نہ تھا ہو چارہ ساز و تو یہی ہے خواہش دل</p>	<p>مجھے عمر خضر ملتی تو یہی شمار ہوتا ترا ہاتھ صاف ہوتا مادل ذکا ہوتا کہ وہ سینہ میں جو ہوتا یوہین بیت در ہوتا مری آرزو بر آتی ترا اعتبار ہوتا کبھی اشکبار ہوتا کبھی بقیہ در ہوتا کبھی صبر بھی جو کرتے تو نہ اعتبار ہوتا کہ جو لوگ دفن کرتے کسی جا مزار ہوتا نہ او سے ثبات ہوتا نہ اسے قرار ہوتا مری آرزو بر آتی جو جگر کے پار ہوتا مجھے غم دیا تھا جس نے وہی نگار ہوتا</p>
	<p>غم حشر و رنج دنیا نہ حبیب دل سی جاتا مری عمر تلخ ہوتی جو نہ بادہ خوار ہوتا</p>
<p>کیون نہ خلق سے بڑے تجھ میں ہم ترا پایا</p>	<p>بہتے تو نہ عالم میں تجھ سا دوسرا پایا</p>

ہو گیا یقین مجھ کو تھے دل مرا پایا  
 کم نصیب سا اپنے رمنے نار سا پایا  
 بیخودی سے پیدا ہے گو نظر سے پنهان ہے  
 تجھ سے سیکڑوں فتنے جو جگا کے سو گز پایا  
 جا سکے نہ مسی تک جمع تھے بہت زاد  
 سھتے سھتے ایذا میں آج مر گیا عاشق  
 بیٹھ کر وہ پہلو میں سکر کے کتے ہیں

اس طرح پڑھتے ہو جیسے کچھ پڑا پایا  
 عمر بھر رہے جو یا پر نہ مدعا پایا  
 دل گیا گیا بارے یار کا پست پایا  
 شور حشر دیکھیں کے گراؤ میں جگا پایا  
 سیکڑے میں آئیٹھے جب نہ راستا پایا  
 سچ کھوٹھیں داند ظلم کر کے کیا پایا  
 آرزو ہوئی پوری دل کا مدعا پایا

نکتہ سنج کتے ہیں ای حبیب کیا کہنا  
 ابتداء میں ہی تیری لطافت انتہا پایا

کل نحو سیر باغ جو وہ رشک حور تھا  
 رویا میں جب عیان ہوا طوفان بونج کا  
 رہتا تھا شکوہ دور سے ساقی جو دور دور  
 بحر طلسم اہل غرض کے کلام تھے  
 تھا گل افشان جو نخل قدس در زمان  
 بیوقت میرے نالہ دل نے جگا دیا  
 فرقت میں فیض جذب محبت سے جی بچا  
 چھنتی نہ تھی نقاب کی جالی سورخاکی منو  
 لاکھوں تھے ہر جگہ بت بند و فرنگ چین  
 توڑا قلم عدیل نے پہلی ہی ای حبیب

جو غنچہ تھا مثال دل نا صبور تھا  
 ہر دیدہ جوش سبیل سے رشک مہر تھا  
 رند و نکے کیف کا تھا تا شاہ سرد تھا  
 دیکھا خیال کر کے تو سب مکرو زور تھا  
 لیریز گل ہر اک سبب دوشس حور تھا  
 اے اہل حشر خواب میں شور نشو و تھا  
 گو دور تھا پہ دل سے تمہارے حضور تھا  
 چشمے روان تھو جو نہ دیاے نور تھا  
 رستہ صنم کے گھر کا نہ تھا رامپور تھا  
 کہنا اب اس طرح میں غزل کیا ضرور تھا



چرخ بے مہر کے ہاتھوں سے دکھو دل کیا  
 تیغ ابرو کے تصور میں کٹے دل کیا کیا  
 گر مجھوشی پہ تھی شب کو پیش دل کیا کیا  
 یا خدا جلد ملے صحبت یاران و طن  
 دیکھئے وصل یہ تقدیر میں اونسے کہ نہیں  
 صحبت کا کل جانا لگا اثر پا کے ہوئے  
 شبِ فرقت میں تری او گہر بحرِ جفا  
 مانعِ دشتِ نوردی مجھے کوئی نہوا  
 دروایا و غم و غصہ و بدنامی و رنج  
 نہ ملا حب کوئی ثابت قدم راہِ وفا  
 مطرب و ساقی و مینا سے و سائے تھے ہم  
 جنگو معلوم نہیں کتنے ہیں شاعر کس کو

خاک میں اسنے ملائے نہ کا مل کیا کیا  
 عشق کیسے وہیں بلائیں ہوئیں نازل کیا کیا  
 مجھ کو تڑپاتی رہی صورت بس کیا کیا  
 جذبہ شوق میں ملے کرتے ہیں نذر کیا کیا  
 سختیاں ہجر کی جھیلی توہین ایدل کیا کیا  
 ہاتھ سے شانہ کے واقعہ مشکل کیا کیا  
 بہر گئے دیدہ خونبار سے ساحل کیا کیا  
 کئے خدا و نے تیار سلاسل کیا کیا  
 کشور عشق میں ہوئے تھے محال کیا کیا  
 مار کر مجھ کو پشیمان ہوا قاتل کیا کیا  
 رات کو لطف اوٹھائی بسا جل کیا کیا  
 پوچھ گوی پہ ہیں مغرور وہ جاہل کیا کیا

گنگا ہوں شیخ و برہن کی کشاکش سے حبیب

اپنے میں کرتے ہیں دونوں مجھو شائل کیا کیا

دل میں سگون محال ہے خوف و عید کا  
 بیش آتی ہیں حصول مقاصد میں جہتین  
 گل طائرانِ سدرہ چڑھائینگے ہر سحر  
 سجھے ہم ایک چشمِ زدن میں جہانِ رنگ  
 جوش بہار دیکھئے تو بے دل ہے سیر

رحمت نے غل بچایا ہی بل میں مزید کا  
 اکثر مزہ ہے تلخ دوا سے مفید کا  
 بٹنے تو دھڑا تم اپنے شہید کا  
 نقشہ کھینچا نظر میں سیاہ و سپید کا  
 ساقی زمانہ آگیا عہدِ حبِ دید کا

کیون شاق ہونہ صدمہ پستی منزلت  
ظالم کو کب ہے کیفر کردار سے مفر  
رہنے نہ پایگی کوئی حد انتظار کی  
دن رات ہے دعا کے لئے چشم منتظر  
کلفت سوتیس روز کی جب تک دے نجات

ہمت ساز زبان سے بام امید کا  
ہے سخت انتقام بھی ظلم شدید کا  
نکلے گا دم بھی آنکھوں سے شاق وید کا  
محتاج کب ہے باب اجابت کلیہ کا  
کیونکر بنگا ہر مہ نو چاند عید کا

رکھ سختیوں میں اپنے خدا پر نظر حبیب  
آسان ہے اوسکو موم بنانا حدید کا

زخم کمانے سے خوشی ایک طرح دل ہوتا  
قیس مغموم کو آزار نہ دیتا یہ حجاب  
چمن آرا کی ریاضت پہ نہ ہوتی جو نظر  
شب تار یک مین تم رخ سے اولٹو چو لقا  
اوسکے کو چہ سے اوتھانا تھا نہ لاش میرا  
ہم شب قدر سے ہر شب کو سمجھتے بہتر  
دم آخر مرے بالین پہ نہ آتے گراپ  
دیکھ کر غنوت منعم کو لہو رد دیتا  
ابتدا سے تیری اہفت جو نہ کرتی مجبور  
طالب وصل کو تھی اسلئے مرنیکی خوشی  
توڑتے تپ نہ آئیں اگر ہنچھلا کے  
آٹکھ سے آٹکھ کا لٹنا ہی قیامت تھا حبیب

جائے ہر موی بدن ناوک قاتل ہوتا  
پر دہ چشم اگر پردہ محمل ہوتا  
طعمہ برق حوادث مرا حاصل ہوتا  
ایک عالم کو گمان نہ کامل ہوتا  
بعد مدد ہی غبار رہ و تاتل ہوتا  
گر سے دمطرب و ساقی لب ساحل ہوتا  
چہوڑنا خانہ تن جان کو مشکل ہوتا  
چشم بے نوز نہ گر کانہ سائل ہوتا  
کبھی بیداد کا خوگر نہ سیہ ادا دل ہوتا  
روح کو جامہ تن پردہ حائل ہوتا  
دعویٰ یکتائی کا مجلس میں نہ باطل ہوتا  
خواہش دیدہ کی ہوتی جو عاقل ہوتا

ای دل مایوس تیرا مدعا کس نے سنا  
 دیدہ و دل دست و پا الفت میں از خود رفتہ  
 دار فانی سے سدا رہی کیسے کیسے مہربان  
 آپ کو بوجہ ہر شک افشاے راز عشق کا  
 بس کرو ہر خدا چلا اوٹھے غمخوار سب  
 لب تک آنا ہو گیا دشوار حرف مدعا  
 ہو رہے ہیں مہربان ترک وطن پر متراض  
 مجھ پر جن باتوں کا ہے الزام وہ سب میں غلط  
 سب رہے طعون تہو جتنے ہوا خواہان قوم  
 منہ میں بے گردش کہی پڑنا نہیں سکتا قرب  
 ہکو تھی صبح قیامت صبح شام و وصل کی  
 راہ الفت سے ہمیشہ دلو میں روکا کیا  
 سامنے رند و سگے ناصح بے اثر ہے وعظا  
 کون کہتا ہے کہ صاحب کی شکایت یوں کی  
 تجھ سا ساقی کوئی دریا دل نہیں پس زورین  
 عین فصل گل میں کی صیاد دگلچین فرجنا

نالہ و فریاد کر کے کیا ملا کس نے سنا  
 میرے غمخواروں نے مجھ پر کیا کہا کس نے سنا  
 لاکھ میں داماندہ چلاتا رہا کس نے سنا  
 ہجر کی شب میں تھا نالہ بے صدا کس نے سنا  
 میری ناکامی کا سارا ماجرا کس نے سنا  
 حال فرقت وصال میں کس نے کہا کس نے سنا  
 ہے ابھی تک حال جورا قریب کس نے سنا  
 آپسے کس نے کہا مجھ سے بہلا کس نے سنا  
 غیر فخرین و ملاست محراب کس نے سنا  
 ہر سحر کرتی ہے یہ غل آسپا کس نے سنا  
 وہ چلے اوٹھ کر گئے ہم کیا بجا کس نے سنا  
 کر گیا اپنی ہی کب مانا کہا کس نے سنا  
 اپنے کس نے کا جو حق تھا کہا کس نے سنا  
 آپ کی بے مہربانی کا تذکرہ کس نے سنا  
 ہر گھڑی لب پر نغم ہے لفظ لا کس نے سنا  
 بیل شوریدہ سر کا ماجرا کس نے سنا

دادرس کوئی نہیں اب صبر لازم ہے حبیب  
 بے سبب جو کچھ تم ہم پر ہوا کس نے سنا

تیغ قاتل سے جدا پہلے مرا سر ہو گیا

مہر کہ لوا امتحان عشق کا سر ہو گیا

کا ہر ش فرقت میں ایسا جسم لاغر ہو گیا  
 موجزن طوفان چشم تر کبھی گر ہو گیا  
 خط شوق اپنا روان مثل کبوتر ہو گیا  
 میہمان اگر اگر وہ حور پس کر ہو گیا  
 نالہ کیسا آہ بھی آنے نہ پائی تاب لب  
 میل ادن کی طبع نے کچھ غیر کی جانب جو کی  
 فرقت حمان میں دی جان سوی گردون ہو گیا  
 اتحاد اوس بستے کر کے سختیاں ایسی ہیں  
 دیکھ کر روئے سحر الودہ گلشن میں ترا  
 روئے رنگین پر ہزاروں بلبلیں شیدا ہوتی  
 بعد میرے پھر کوئی جا کر نہ صحرا میں پھرا  
 وقت بیتابی نکلتا ہے قابو سے مگر  
 خوش ہوئے احباب شادان دیکھ کر کھنکھو حبیب

دوش پر اپنے مجھے بار گران ہمو ہو گیا  
 دیکھ لینا اک کت سیلاب بستر ہو گیا  
 صاف کاغذ طائر مضمون کو شہر ہو گیا  
 پاس بان رضوان بنے جنت مرا گھر ہو گیا  
 دل تڑپ کر بار بار پہلو سے باہر ہو گیا  
 خود صفائی قلب سے یان دل مکدر ہو گیا  
 خلق کو عکس ہلال عید خنجر ہو گیا  
 نرم تھا جو قلب مثل موم پستہ ہو گیا  
 ترند است کے عرق میں ہر گل تر ہو گیا  
 بندہ بے زار تھا راہر گل تر ہو گیا  
 جادہ دشت جنون سہ سکندر ہو گیا  
 طاہر دل اپنا سیما بی کبوتر ہو گیا  
 روئے حاسد آب غیرت سے مگر تر ہو گیا

اتفاق اوٹکا آنا ہو گیا  
 تباہ روتوسن عمر روان  
 کہتے ہیں سن سکے ہاں پہ کیا ہو  
 تم جو آئے سہ کو حیرت ہو گئی  
 کیسے کیسے ناسور آتے گئے  
 کیا خبر کیسے ہیں یاران وطن

دلکے جانے کو بہانا ہو گیا  
 عشق کا کل تازیانہ ہو گیا  
 حال میر اک فسانہ ہو گیا  
 میر اگر آئینہ خادہ ہو گیا  
 کچھ دنوں سب کا زمانہ ہو گیا  
 پھنس کے غریب میں زمانہ ہو گیا

جانہ ہستی پرانا ہو گیا  
میری رحمت کو بہانہ ہو گیا

دن بہت گزرے بدلنا چاہیے  
میری توبہ کیا تھی تو بہ اسے غفور

پوچھتے کیا ہو کمان ہر اب حبیب  
مر کے بھی اوس کو زمانہ ہو گیا

کھل گیا راز محبت چشم تر سے دیکھنا  
چاک ہر پہلو مرا ہمد امیر سے دیکھنا  
ہر گھڑی جاری ہیں آنسو چشم تر سے دیکھنا  
یہ نکلتا ہے جنازہ کسے گھر سے دیکھنا  
کہنچینا ناوک نہ اسے قاتل جگر سے دیکھنا  
مر گیا یہ شدت درد جگر سے دیکھنا  
کب ہوا مثل نظر ممکن نظر سے دیکھنا  
ہو گی برباد اوڑکے یہ اس رنگدڑی دیکھنا  
گلفشان ہر شمع کس سوز جگر سے دیکھنا  
دو قدم چل کر ہوا ممکن نہ در سے دیکھنا  
سہل ہے خط نیلے دست نامہ بری دیکھنا

کب چھپا رہتا ہے الفت کی نظر سے دیکھنا  
ہو گی کیا معلوم یوں حالت دل صدک کی  
اپنے عصیان کی ندامت گمے جاتی ہیں  
بولے گہرا کردہ نالی جب سے احباب کے  
جذبہ الفت سے ہر مقنا طیسر آہن کا اثر  
دیکھ کر غمشین مجھے کہتے ہیں وہ مل کو تھ  
وصف ہو کس طرح سے موئے میان یار کا  
خاک میری ہر امانت کوئی جانان میں صبا  
کرتی ہے چہر کاوشنم قبر عاشق پر سدا  
نکلے وہ اس راہ سے پر ہم ہوا ایسے ناتوان  
حال دل کیا اونکو لکھوں ہیں بہت جو بائی راز

فاصلہ کو ایک دن آیا نہ مرقد پر حبیب

جو نہ ہونا تھا ہوا اوس بے خبر سے دیکھنا

کوہ سے پایہ گران ہو جائے ہر گاہ کا  
جسکے آگے ہر جہاں کیساں گدا و شاہ کا

قرب حاصل ہوا اگر شاہ تری در گاہ کا  
والد و شہید اہوں دل سے اس خدا گاہ کا



پیشتر و راہ حقیقت کے ہیں اہل معرفت  
واجب و ممکن میں رابطہ کیون نہ بتا لام وصل  
بجز ہستی میں جناب آسائے نقش زندگی  
انفس سرکش کے ہوئے اہل ریاضت کتب مطہر  
ہے طریقت علم باطن ظاہری تعلیم شرع  
موجزن ہے دیدہ عارف میں وہ دریای نواز  
دیکھیا د اور ریاضت کش تگان عشق کو  
دلو گر تیری محبت کا اثر کردے غنی  
بے سبب کہے خموشی میں نفس کا جزر و مد

جو نہ اس مسلک پر ہو پا بند ہے انوار کا  
ہے ہستی سے مقدم ہے الف اللہ کا  
اے دل نا آشنا مشکل ہے ملنا تہا کا  
جل ہنیں سکتا ہے حیلہ شیر سے دواہ کا  
بے کسی رہبر کے سجا کئے پہر اس راہ کا  
خلق میں جاری ہے چشمہ جس سے مہر و ماہ کا  
باغ میں ہر سر و پیکر بنکے تہ آہ کا  
غیر ممکن ہے نشان رجا سے محبت جاہ کا  
کہنچیتے ہیں صفحہ دل سپر الف اللہ کا

ایک مدت سے دل مشتاق جو یا ہی حبیب

قائم آل محمد محبت اللہ کا

باتون باتون میں ہونی برہم طبیعت دیکھنا  
سہ کو ٹکراتا ہوں دیواروں سے وحشت دیکھنا  
راہ دیکھی استفرا نگہوں کی بیسائی گئی  
آہ سوزان سے جلا کر خاک کر دوں گا تجھے  
جان جاتی ہے بلا سے جاؤ گمہ پروا نہیں  
فائدہ پہونچا ہمیں جب کی بدی بدخواہ نے  
ہو کے رسوا کی ہے الفیت پرہت ہمیر سے  
پروہ داری ہے گنگاروں کی آمرزش کیساتھ

و م میں ہو جاتی ہے یون ریش کی صورت دیکھنا  
کی ہے برپا میں نے زندان میں قیام دیکھنا  
اب میسر ہو الہی اوٹکی صورت دیکھنا  
میرے منہ چڑھنا نہ خورشید قیامت دیکھنا  
خون بہا ہے منہ ترا وقت شہادت دیکھنا  
اسکو کہتے ہیں مال حسن نیت دیکھنا  
دل پھنسا یا دیدہ دواستہ شامت دیکھنا  
اپنی نافرمانیاں اور اسکی رحمت دیکھنا



<p>دے رہی ہیں حکم اب غیر و نکو و بیداد کا          خلق میں ہکو نہ کچھ جانکا ہیون کا پھل ملا          جنکی آنکھیں عیش و عشرت میں کہلین آگیا          پڑ گیا کچھ کام جب رکھنے لگے کا نوپہ ہاتھ          بٹکیا غم ایسا دل بہلا یا احباب نے</p>	<p>ہم کو کرتے ہیں عطا جلد وے خدمت دیکھنا          کون پائے حاصل باغ ریاضت دیکھنا          اونکے حق میں ہے قیامت روز عت دیکھنا          آج کل ہیں روشناس ایسے مروت دیکھنا          راگان جاتی ہیں صاحب سلامت دیکھنا</p>
---	--

خاکساری میں ہمیشہ سرفرازی ہے حبیب  
 پاس ہی آنے نہ پائے یوے نخوت دیکھنا

<p>کسی مخلوق سے خالق ہے بنایا حاتا          چھپ نہ سکتا کبھی ہرگز جو چھپایا حایا          تو بناے جسے رحمت سے بگاڑی اوس کو کون          باتین کہنے کی ہیں سب گروہ نہ لیتے ترانام          یاد کر لیتے ہیں مہبود کسی حال میں ہون          ہوتی گراپ سے اُمید نہ دل داری کی          دیکھتا تو مجھے میں خواب میں جاتا تری پاپ          راہ ہستی سے اگر منزل مقصود ہستی دور          سخن حق جو زمانے کے موافق ہوتا          پوچھو عاشق سے غم عشق میں لذت کیا کر          اپنے عشاق کا گراپ کو ہوتا کچھ درد          ہمیں کہاں اوکو مری یاد دلائے والے</p>	<p>اوس کا ثانی جو کہ ہیں ہوتا تو پایا جاتا          تیرا جلوہ تو ہے ہر چیز میں پایا جاتا          پہر میں بدخواہ سے کس طرح مٹایا جاتا          کوئی مردہ نہ میجا سے جلا یا جاتا          نام تیرا ہے کہیں دل سے بہلایا جاتا          سچ یہ ہے دل بھی نہ ہاتھوں سے گنویا جاتا          ہوتا پھر ضعف کا احسان جو نہ آیا جاتا          راستہ اور کوئی محکود کہا یا جاتا          نہ کبھی وارہ منظور چڑھایا جاتا          تلخ ہوتا تو نہ اس شوق سے کہایا جاتا          بے سبب روز مراد نہ دکھایا جاتا          بان کبھی یاد جو آتا تو بھلایا جاتا</p>
--	---

رات دن چین نہیں سوزِ محبت سے مجھے

شمع ہوتا تو فقط شکوہ جلایا جاتا

ساتھ غیر دیکھے وہ گلگشت کو نکل کر تو حبیب

آج تو راہ میں ہوتا تو اٹھایا جاتا

اب بھلا قاپوہ سے دل پر حسین پائینگے کیا  
ہم چلے دنیا سے کہہ دو نامہ بر جاینگے کیا  
جا چکے ہوش و خرد جب چارہ گر آینگے کیا  
ایک منزل سے عدم کی ایک دم کا راستہ  
سٹ نہ جائیں واغ الفت کے ٹھہر اچھٹم تر  
مرٹے جو پوچھیے اونکا نہ اب نام و نشان  
خوب واقف سے میرے ہر حال کی میرا خدا  
پختہ کارانِ محبت کو نہ سمجھو بوالہوس  
ہمیں بہارِ باغِ قدرت عارض پر نوز یار  
سہین اب کس کے ہر سیر باغ و صحرا کی ہوں  
ہے فتاینِ تیرے کشتوں کے لئے لطفِ بقا  
روکنے سے تیرے ناصح بڑھ رہا میری جذبات  
دم لبونہ نہ منتظر ہے اونسے یہ کہہ دے کوئی  
دلکو اب باقی نہیں عشقِ مجازی کی ہوں  
گو شبِ ہجران بہت آزار دیتی ہے مگر  
ہو کا جسے نہ جیسے جی کس دم القاف

جلوہ فرما جس جگہ تو ہے وہاں آینگے کیا  
اب خبر دین موت کی پیغام پہونچینگے کیا  
ہم سینگے اونکی کیا وہ ہم سے فرماینگے کیا  
آگے جا بیٹو اے ہم سے آگے بڑھنا سینگے کیا  
ان نشانوں کے سوا ہم اونکو دکھلا سینگے کیا  
آپکو ہو لے ہوئے مدت کے یاد آینگے کیا  
کاتبِ اعمال آخر کلمہ کے لیجا سینگے کیا  
جو ہوا چھا ہوا دل دیکھے پچتا سینگے کیا  
گل کہلین لاکھوں مگر یہ رنگ پوچھا سینگے کیا  
مردہ دل خوش ہو گئے کیونکر جا کو پہلا سینگے کیا  
یہاں مسیحا تم باذن اللہ فرما سینگے کیا  
ساکلہ محبت ہم میں باز آینگے کیا  
جان میری جب نکل جائیگی جب آینگے کیا  
دامنِ پاک اپنا ان خاروں میں لیجا سینگے کیا  
جان تو تجھ میں ہے ہم حیر گز جا سینگے کیا  
قتل کر کے بجکو وہ جلا د پچتا سینگے کیا

بادہ احمر ہو کر خون دل ہے ای حبیب  
ساقیان بادہ پیا مجھ کو ترسائینگے کیا

<p>شام کے وقت مسافر سے منزل ٹھہرا کف دریا کی طرح سے لب ساحل ٹھہرا کوئی مخلوق نہ جس کا متحمل ٹھہرا نہ ملا شاہ مقصد نہ سید اول ٹھہرا آئینہ کب مرے چہرہ کے مقابل ٹھہرا ایک حالت پہ نہ دو دین مہ کامل ٹھہرا اسکو جو دعویٰ اعجاز تھا باطل ٹھہرا روح کو جائزہ تن پردہ حایل ٹھہرا اہل دنیا کی ریاضت کا یہ حاصل ٹھہرا پانوں ٹھہرا بھی کسی کا تو یہ مشکل ٹھہرا ایک دم ہو کے نہ پابند سلاسل ٹھہرا تو میری لیاں مقصود کا محمل ٹھہرا کوئی اسرار محبت کا نہ حامل ٹھہرا</p>	<p>کر کے طے راہ خرابات جہان دل ٹھہرا کر کے طے بحر ہوس شیب میں کچھ دل ٹھہرا سرچا خود حضرت انسان نے اٹھایا وہ بار چارہ ساز و نگو ہمیشہ رہی تسکین کی فکر مہ عارض کی تجلی سے بہا سچ کی طرح خلق میں دست و گریبان ہیں عروج اور زوال تیر ہی تصویر میں عاجز ہوا مانی خیال زندگی میں ہوا اوس شوخ کا ملنسار و شوار چمن دہرین دور روز شگفتہ رہے دل ہنیں آسان ہی برسے وقت میں ثابت قدمی قید ملت نے زو کا مجھے آزادی سے قیس کی طرح سے سرگشتہ ہوں ای نجات نامہ حب او کو لکھا سوچ کے کچھ چاک کیا</p>
---	---

راستی کب ہوئی مرغوب زمانیکو حبیب  
جس نے حق بات کہی دار کے قابل ٹھہرا

بہلا فائدہ دل دکھا کر سیکھا  
اتر والیا جیسے زیور کسی کا

نہ لیجے وبال اپنے سر پر سیکھا  
ترا عکس رخ پڑے گل پر ہٹا کیا

رولاتا ہے عشق

گیا بزم سے کون صورت دہر

کہے کیوں نہ پا کر وہ بت حسن یوسف

بناوٹ کی تقریر رندوں سے و غلط

ہے آسان نخل جاسے گرجان حسن

وہ ہر بات پر آج ہوتے ہیں برہم

بہت دکہ دے تے عاشق کو دلکو

بنایا سلیمان کا ثانی گدا کو

کجا حسن صورت کجا دلفریبی

کسی لب کو جان بخشیاں کین کرامت

کوئی دلق تھا سلب طوفان کا باد

پہنچے گا در

جدا ہونے پہلو سے دہر

اولٹتا ہے دیکھو معذرت کسی کا

نہ سچے کہ ہے ناز پرور کسی کا

ہما بن کے آیا کیو تر کسی کا

یہ منظر مست رہے منظر کسی کا

لیا ہوش جلوہ دکھا کر کسی کا

بنا خلعت دار پیکر کسی کا

ہین اس نورین دانہ زواہل دولت

بے کیا جلیب اب شتا گر کسی کا

کیا بخت نے کیا بگڑ کر کسی کا

چلے آپ اللہ رے بے نیازی

کر درسم ہر مہ کا دنبالہ پوچھو

بلا وجہ کرتا نہیں کوئی خدمت

نہ مہر ہے کوئی تیرے سودیو خالی

وہ گل تیرے عارض ہیں کہیں گریون

چھپا کب چھپانے سے جوہر کسی کا

نہ دیکھا کہ قدموں پہ ہے سر کسی کا

بہا بیگ کا پہر خون یہ خنجر کسی کا

چلے کس طرح کام بے زر کسی کا

نہ دل تیرے قبضہ سے باہر کسی کا

مشام تمنا معطر کسی کا

سے بہتر کسی کا

دن میں ہو روئے انور کسی کا

بنا خال عارض پہ اختہ کسی کا

کرین خوف کیا وہ سخنور کسی کا

بسا گاہ او جڑ اکبھی گھر کسی کا

کسی جا سے اٹھتا ہے بستر کسی کا

کوئی شاد ہے دل دکھا کر کسی کا

علاق سے دل سے مگر کسی کا

جہان میں لقب ہے ہر گھر کسی کا

نہیں زہر یہاں کچھ کسی پر کسی کا

جنگ

ق

نہ ہو لڑ گاہ عالم

عمر نے کو کوئی جگہ ڈھونڈتا ہے

تپان سے کوئی بنکے دسوز عالم

ہو او ہوس کا ہے پابند کوئی

کسی سر کی زینت سے تاج سعادت

ملا جو وہ ہے حال میں اپنی بیخود

حبیب اپنے رہبر کا دامن چھوڑو

سہارا تو ہو روز محشر کسی کا

کہ ہم ذکر کرتے ہیں تنہا کسی کا

قیامت سے امر و فرما کسی کا

مرے دل پہ قابو جو ہوتا کسی کا

قسم ہو گیا نام لینا کسی کا

نظر میں ہے ہر دم سر اپا کسی کا

پُری بات ہے دل دکھانا کسی کا

پری بن کے اتر ہے سایہ کسی کا

نہ ہو سامنا ہمارا کسی کا

کرے کیون نہ بے چین وعدہ کسی کا

کبھی تیرے کوچہ میں رہنے نہ پاتا

غضب کی ہے صاحبِ ہمتیں بگانی

سراپا بنا ہوں میں تصویرِ حیرت

نہ دو ہر گھڑی جہڑ کیا عاشقوں کو

تہہ بام میں نقش دیوارِ عاشقی



وہ خود مجھ سے صاحب سلامت نکرتے  
غضب میں وہ چین بر چین آ رہے ہیں  
گلی کوچہ یوں ہو کے رسوا نہ پھرتا  
غضب ہے ہوا ہوں میں ناوِ عیش  
ہو بچپن میں کیا قدر بیتابی دل

ہوا ہونہ ہو آج دھوکا کسی کا  
کہیں خون ناحق بہا یا کسی کا  
اگر سر میں ہوتا نہ سودا کسی کا  
زمانے میں سن سنے شہر کسی کا  
تماشا ہے اونکو ٹرپنا کسی کا

حبیبِ حزنِ سخت مشکل تھا جدینا  
نہوتا اگر کچھ سہارا کسی کا

دل میں داغِ عشق یا رہے جبین پیدا ہوا  
نفسِ امارہ نے اطمینانِ باطن کھو دیا  
کیا عجب باہم ہوا اگر اربابِ طالع و نجوم  
مبدأِ قدرت سے حسن صورت آراے ازل  
مزہ داغِ محبت کیوں ندین ہلکو ملاک  
دیکھ کر روئے صنیا پرور ترا ای رشک مہر  
لفظِ ہستی کا نہ لکھا خامہ ایجاد نے  
ہو گئی زایل ترے دم سے سیاہی کفر کی  
منظرِ قدرت تجھے پا کر پکارے حق پرست  
خاتمِ ہستی تھی مثلِ حلقہ خفا تم تھی  
دب گئی از خود نہ بہر کی آتشِ قہر و غضب  
معصیت کا رونکی بخشش کا بہانہ ہو گیا

شکر ہے اس قصرِ عالی کا مکین پیدا ہوا  
یہ سنگربن کے مارِ استین پیدا ہوا  
درد سے پہلے مرا تائب حزن پیدا ہوا  
اوسے جب آئینہ دیکھا اک حسین پیدا ہوا  
جس سے روشن ہوئی قمر وہ مہ جبین پیدا ہوا  
دیدہ دل میں مرے نورِ یقین پیدا ہوا  
عالمِ امکان میں جب تک تو نہیں پیدا ہوا  
ہم ظلمتِ سنگیا مہرِ مبین پیدا ہوا  
پڑو اعرش رب العالمین پیدا ہوا  
جب ہوئی نامی یہ جب تجسنا مکین پیدا ہوا  
جب سے تو امی رحمت للعالَمین پیدا ہوا  
فصلِ خالق سے شفیع المذنبین پیدا ہوا



مے پرستونکو لگی ہے بادہ کوثر کی چاٹ | تلخ کامونکو مذاق انگبین پیدا ہوا

فرش سے تاعوش ہے اک تہنیت کا غلجیب

نفس پیغمبر امیر المومنین پیدا ہوا

سمجھ لیجئے دل میں پچپائے گا  
کہیں یہاں سے تشریف لیجائے گا  
مرے ہم تو گریون ہی شرمائے گا  
سین گے جو کچھ اور فرمائے گا  
کہا تک مرے دل تڑپائے گا  
کہ اب آپ تشریف کب لایگا  
کہا تک نبی زلف سلجھائیگا  
میں جی جاؤنگا گر ٹھہر جائے گا  
کہیں اور پہر دلوں لچھائے گا

جنا کر کے عاشق پہ کیا پائے گا  
نصیحت ہوئی ناصح متقی بس  
تکلف کی کچھ حد ہی جان پر بنی ہو  
نہیں جھڑکیاں پھول چڑھے ہیں جبا  
کبھی اسکی تسکین بھی نہ نظر ہو  
چلے دل دکھا کر میرا یہ تو کہیے  
اولجھتا ہے دل رات توڑی ہو جتا  
نہ بگڑیگا کچھ آپکا ایک دم میں  
نہ مانا کہا مہربان اب تڑپے

حلیب آپ سودا کرین راہ حق کا

یہاں دیجے گا وہاں پائے گا

شور کم ہوگا نہ رسوائی کا  
مشغلہ ہے میری تنہائی کا  
کیا ٹھکانا بست ہر جانی کا  
چھوڑ دو شغل خود آرائی کا  
دل تو ہو سیر تماشاخی کا

سہرے جب تک ترے سوداخی کا  
کہنچنا او سکی خیالی تصویر  
لاکھ ڈھونڈا نظر آیا نہ کہیں  
دیکھو عشاق کے دلکی حالت  
دیکھتے چشم بصیرت اسکو

چشمِ خوبِ ارجمِ جستِ ہر  
کیا خط و خال کی حاجت ہے جہان  
سب عزیزوں کی جدائی ہو شاد  
دیکھئے چہان کے خاکِ رہِ دوست  
اونکے احباب سے رکھتے ہیں نیاز  
فیضِ ساقی کا ہون ہر دم مشکور  
چستِ خونِ زری پہ باندہ ہی ہو کمر  
ہم بھی خاموش ہیں کر بوسیداد  
اونکو کر دے بھی بدلنا ہے شاق  
حفظ کی فکر نہیں گہرین ہی جنگ  
ہے رہ منزل مقصدِ ایدل

ابر دامن ہے تماشا می کا  
حسنِ سرمایہ ہو زیبائی کا  
مستنی تری یک جا می کا  
سرِ مہِ طباہی کا بیسنائی کا  
یہ ذریعہ ہے شناسائی کا  
دل نہ توڑا کبھی صہبائی کا  
اور دعویٰ ہے مسیحائی کا  
امتحان گر ہے شکیبائی کا  
شور ہتا جنگی تو انائی کا  
خاتمہ ہو گویا دانائی کا  
عیوضِ اوس باد یہ پیمائی کا

جو کہا خوب کیا تو نے حبیب  
بس یہی حسن ہے گویائی کا

زبان سے ہجر کا کلمہ نہ گرا شاد ہو جاتا  
متنا تھی لحد کی قید سے آزاد ہو جاتا  
نہیں دیکھا جسے کیا ہو گی او کی معرکے  
بگڑتا تھا نہ کچھ گراک نظر تم دیکھتے جاتے  
یہ کہتے ہیں ترے نقشِ قدمِ سومر و مید  
سیحانِ نظر تھی روح لب پرین تو جی اٹھتا

کوئی دم اور وقت واپسین دل شاد ہو جاتا  
غبار اپنا بٹھاری راہ میں برباد ہو جاتا  
ہی صورت آشنا کب کو مادر زاد ہو جاتا  
بر آتین آرزوئین دل ہمارا شاد ہو جاتا  
سیہ خانہ غبار پاک سے آباد ہو جاتا  
زبان سے قسم کی جا کچھ ہی اگر شاد ہو جاتا

کمی کیسی نہ تسکین ہی جنون میں میری مگر تھی ملا تے بے مرے گرجام سے دینا کہہ پیش	اگر ہر خار صحران شتر فساد ہو جاتا ہوں تک آتے آتے ققمہ و سر یا دہ جاتا
---	--

حبیب خوش بنیا گرا یکدم بھی مطمئن ہوتا  
زمین شہر پر شہر ام آباد ہو جاتا

کرامت کا دعویٰ سب ہو گیا نہین دیکھتے ہی ہتھ جوش شک ہوا شیفتہ سکے وصف جمال ہوا جان دینے سے یہ فائدہ منور کیا دل غم عشق نے چھپا کب چھپانے سے افکار نصرت تری زلف شہر نگ کا بتوں کی محبت میں تڑپا یہ دل بڑا یہ جوانی میں بارگشاہ جلے خار و دروالم و لکے ساتھ نظر آیا جلوہ خواب میں شکایت کرونگا تو حشر میں	جو کچھ تھے مونہہ سے کہا ہو گیا پھٹا ابر پانی ہوا ہو گیا مجھے بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہو گیا کہ حق محبت ادا ہو گیا مراد و محب کو دوا ہو گیا یہی تذکرہ سب بجا ہو گیا مرے حق میں کا فر بلا ہو گیا کہ آخر کو قبلہ نما ہو گیا کہ پیری میں قاسم دوتا ہو گیا چلو صاف اب راستا ہو گیا مرا بخت خفتہ رسا ہو گیا خدا کا اگر سامنا ہو گیا
---	---

بنا آج کہتے ہیں تائب حبیب  
یہ میخوار بھی پارسا ہو گیا

جو حق تھا عبادت کا گرچہ نہ ادا ہوتا	فرمایا تھا جو تو نے وہ میں نے کیا ہوتا
-------------------------------------	--

کیون بہول کے رستہ کو آفت میں پہنچا ہوتا  
 کچھہ تھنے نہ ہوتا کچھہ بین لے کر ہوتا  
 پاس اور کئے پر چٹا میں گر جیتے رہا ہوتا  
 پہچان کے سلاک سے یاروں کی آیت  
 سمجھے ہیں قدیم او کو حادث ہی وجود اپنا  
 حاصل نہ ہوا کچھہ بھی بیت بانی حشر سے  
 زندوں نے عیش و رو کا اک لحظہ ٹھہرنا  
 کیا خوب کیا میرے در پی نہ ہوے نصیح  
 تم آگے دل ٹھہرا سوقت یہ عالم تھا  
 دنیا کو سمجھتا میں اک تل سے بھی کم رتبہ  
 جو شاہ ہمارے ہیں آج او کی وہ حالت ہر

کہو یا مجھے ہونے نے ہوتا نہ تو کیا ہوتا  
 کیا اس میں بگڑتا تھا کام اپنا ہوتا  
 دیوانوں کی حالت میں رسوا نہ ہوا ہوتا  
 گھٹتا نہ کبھی ان میں گر نور خدا ہوتا  
 دریا سے نہ ملتا جو قطرہ نہ فنا ہوتا  
 کیا خوب تھا اگر شیوہ تسلیم و رضا ہوتا  
 کیا کہنے کو تھا واعظ کہنے تو دیا ہوتا  
 یہ عشق کا سودا تھا رکنے سے سیوا ہوتا  
 چپ بھی نہ رہا جاتا کہتے تو کلا ہوتا  
 جلوہ ترا آنکھوں میں گر نور خدا ہوتا  
 مجبور نہ تھا کل تک حب طح گدا ہوتا

مکن تھا حبیب اب بھی منزل میں ملجاتی  
 ہر شخص تنکا پوسے گرا بلہ پا ہوتا

سیما بدار ہو گا کشتہ نہ سپیکرا اپنا  
 ہے بادہ ولا سے لبریز ساغرا اپنا  
 یان عیب پوش کب ہی زرشل قلس نامی  
 گردش کا کیا ہے شکوہ کیساں ہر دشت صحرا  
 گر حسن ہی زبان میں تاثیر ہے زبان میں  
 پہونچا دیا اگر اوس بقیس دش کو نام

مانے یہ خاک میں بھی چمکے گا جو ہر اپنا  
 حامی ہے دو جہان میں ساقی کو تراپنا  
 رکھتے ہیں نقد معنی دل ہے تو نگر اپنا  
 دیتا ہی دینے والا رقی مقدر اپنا  
 ہر نکتہ رس جہان میں ہو گا مسخر اپنا  
 لیجائے گا ہا سے بازی کو تراپنا

<p>ہو دلسا ناز پرور قابو سے جب کہ باہر دشمن سے خوف کیا ہے حامی اگر خدا ہو کچھ کم نہیں ہے واعظ یہ ابتدا کی سختی ہر چیز میں ہے قدرت ہر شے ہر ایک صنعت یوسف کو جطر سے کنگان کا تھا لشور ق جائگی دل سے کیونکر کنتور کی محبت</p>	<p>رکھے کوئی بھروسہ دنیا میں کس پر اپنا ہم کیون کرین مکہ ز قلب منور اپنا اوسکے کرم سے ہوگا اسباب بہتر اپنا تو نے بنا دیا ہے عالم کو مظہر اپنا آنکھوں میں پہر رہا ہے اوسطرح گہر اپنا اوس خاک سے بنایا خالق نے پیکر اپنا</p>
---	--

ہوتا تھا دل مکہ ز بیمہ یون سے جنکے  
کب ہو جلیب مصلح اوسکے برابر اپنا

<p>آج وانا کل کا غم کیون کہا یگا ساقیا کب تک ہمیں ترسائے گا دل میں پنہان کیون نہ رکھیں داغ مہر بیخبر داد و دہش میں کرنے بخل آ اگر آنا ہے اسے وعدہ خلاف یاد رکھیں سے ستم پر جب کو ناز ہے خبر کس کو تلون آپ کا بن رہے ہیں خود غرض حکام وقت ق کوہ کے پہلو میں ہیں دل کی طرح ۲ سچ رکھیں دینگے ظالم کیا جواب ۳ ہے جہان میں راحت و غم و شباب ۴</p>	<p>ہو گا جو قسمت میں آگے آئیگا یاد رکھ ہر دے گا جو بہر پائیگا جی اندھیری قبضہ میں گہر پائیگا ساتھ کیا لایا ہے کیا لیجا ییگا تباہ کئے دکو مرے تڑپائیگا کل یہ ہنسا اشک خون رو لائیگا آگے چل کر رنگ کیا کیا لائیگا ان سے کیونکر داد کوئی پائیگا یہ سامان بھی مدتوں یاد آئیگا منتقم جب سامنے بلوایگا نیک و بد کا نام ہی رہیائیگا</p>
--	--



جلد او لٹے گی بساط انبساط | کیا ہمارا صبر خالی جائیگا

شکر کر موجودہ حالت چھپ  
آگے چوکھ ہوگا دیکھا جائیگا

بہلا جو جس کام میں کسی کا تو اوس میں وقفہ نہ کیجئے گا۔

خیال زحمت نیکیجئے گا ملال ایذا نہ کیجئے گا

وہ مجھے فرما رہے ہیں ہنسر ہمیشہ ملنے کی آرزو پر

لال ہوگا محال شے کی کہی تنہا نہ کیجئے گا

حبابے ہر زندگی کا نقشہ کہاں کا دن ماہ و سال کیسا

ہوا ہے یہ دم کا کیا بھروسہ اسید فردا نہ کیجئے گا

کیا تو ہے عشق حضرت دل لیا ہے سر پر یہ بار مشکل

ہوا اگر مدعا نہ حاصل تو راز افشا نیکیجئے گا

جو آپ آئین پے عبادت یقین چھو جائے مجاہد صحت

مگر برائے خدایہ زحمت کہی گوارا نہ کیجئے گا

جو اہل دنیا کے تھے مخالف ہوئے وہ دنیا کے اور نہ دینگر

سمجھئے اب خاتمہ ہے دین کا جو فکر دنیا نہ کیجئے گا

یہ قاعدہ رسم و راہ کا ہے خیال دو نو نظر ہو یکسان

سیکو پروا نہ ہوگی جسم کسی کی پروا نہ کیجئے گا

تعلق اہل جہان سے ہوگر تو رکھے بیم ورجا برابر

سیوا خدا کے کیلئے اوپر کہی بہر و سنا نہ کیجئے گا



غریب سے جو نہ لمانت کسی سے الفت ہو لا عداوت  
 اگر ہے کچھ غیرت بے شرافت تو راز افشا نہ کیجے گا  
 بیان کی احتیاج ہے کب رہا ہے صرف ایک حرف مطلب  
 حبیب کا در و دل سناں اب اسکا چارہ نہ کیجے گا

ایک عالم کو مہ نو کا گمان ہو جائیگا  
 ہنکے بولے خیر اک دن امتحان ہو جائیگا  
 ناقہ ریلی کا مجنون ساربان ہو جائیگا  
 ایک دن افسانہ یہ زار نہان ہو جائیگا  
 ہوگی آفت گر مخالف راز دان ہو جائیگا  
 خلق میں وجہ حیات جاودان ہو جائیگا  
 یہ گمان کب ہٹا وہ ظالم بد گمان ہو جائیگا  
 ہر قسم اوسکے دل کو اک شان ہو جائیگا  
 دامن نظارہ کشت زعفران ہو جائیگا  
 چارہ گر میرا تر اطف نہان ہو جائیگا  
 رحمت حق سے یہ صحر اگلستان ہو جائیگا  
 بس یہ ہوتا ہے جو دشمن آسمان ہو جائیگا  
 یان شریک ماحضر ہر یہاں ہو جائیگا  
 تاجکے ستاروں آخر میں مان ہو جائیگا  
 سود تو معلوم ہے جیکا زیان ہو جائیگا

ہام پر آکر جو وہ ابرو کمان ہو جائیگا  
 آکے اوسکے جب کہی ہمنے کیا اظہار عشق  
 برین ہوگا شاہد مقصد ہمارا ہر چہ خجست  
 ایتدائے عشق میں مطلق نہ تھا اسکا خیال  
 کیا بھر دسا کیون کسکو دو کلید عافیت  
 اکتساب فن میں کوشش چاہیو اکدن شغل  
 صحبت احباب سے تھی دو گھڑی کی دلگی  
 ڈر خدا سے ہنس نہ اسی آسودہ دل مفلوک  
 دیکھنا حالت جو پہنچا جلوہ گاہ یار تک  
 اس طرف بھی اک نگاہ فیض ای بخش خلق  
 خوف کیا گردنت میں پہنکا ہمیں بد خواہ نے  
 خاکساروں کو چھپا کر مگی دامن میں زمین  
 دل کی ستغنائے بخشی ہے تھکے سے نجات  
 ہوتی ہے اسید واری کی بھی صاحبانہما  
 دیکھو پچھتاؤ گے دل دیکر تو نکو امی حبیب

آکے خود پٹی سے مرگ ناگہانی دیکھنا  
 آئینہ توڑانہ بہایا اپنا ثانی دیکھنا  
 وقت پر دو گنا طبیعت کی روانیکاشت  
 اپنا جلوہ دیکھتے ہیں سنکے قصہ طور کا  
 تو سہی رجا سے بت بنکر رقیب سخجان  
 صفحہ دل پر ہے صورت یار کی یک چشم تر  
 میری بیتابی کا چہرے پر اثر مطلق نہیں  
 کیا کہوں میں کقدر و لکھور قاتل شوق  
 ہم ہیں غافل رات دن وہاں فکر اسٹھان  
 اب شہر لہون میں نہیں ہیں تمک کیسے نہیں  
 کرتے ہیں برباد اپنا گھر ہم اپنے ہاتھ سے  
 طالب کین پیرا کر بنے ہیں مستند

یسے منہ موڑا اجل نے سخت جانی دیکھنا  
 اونکا بچپن میں ہی یہ عالم جوانی دیکھنا  
 سنگدل باتوں میں ہو جائینگے پانی دیکھنا  
 یا آہی ان بتوں کی سن ترانی دیکھنا  
 اونکی محفل میں مری جادو بیانی دیکھنا  
 ہونہ بے رونق یہ شکل زندگانی دیکھنا  
 درو دکو وہ سمجھتے ہیں کہانی دیکھنا  
 اپنے سایہ سے ہو وحشت بدگمانی دیکھنا  
 حب قومی اور شوق حکمرانی دیکھنا  
 ہیں یہی بدنامی دولت کے پانی دیکھنا  
 انہیں ملک دولت کی نشانی دیکھنا  
 بد نصیبی اپنی اونکی کامرانی دیکھنا

جنگا دل غمخوار ہے اونکو مبارک ہو حبیب

مرگ سے پہلے ہماری نوحہ خوانی دیکھنا

قتل کر کے ایک نظر دیکھا نہ میں تڑپا کیا  
 زندگی بہراہ میں دیکھ کیا تڑپا کیا  
 کیا کہوں سودا می زلف یار نے کیا کیا کیا  
 ہوتی شادی مرگ گر تشہیف فرما ہو تو آپ  
 کشتہ تیغ تغافل کو نہیں اصلا گلہ

یہ تغافل ہے ستم جلاوتوں نے کیا کیا  
 بعد مردن دیکھنے آئے بہت اچھا کیا  
 در بدر محبو پہرایا جابجا رسوا کیا  
 وعدہ کرنے پر یہ حالت تھی کہ میں کیا  
 خوش رہو پیاری کیا جو کچھ بہت اچھا کیا

کی بہت کوشش مگر کچھ سہ پہل چلتا نہیں  
 عمر بہرین آج پایا لطف زخم و لکشا  
 یاد ایام گزشتہ آگئی جسم مجھے  
 سامنے غیورن کے بیتا باز لونا خاکپر  
 قافلہ منزل پہ پہونچا اور میں حسرت زدہ

دشت دل نے زمانہ میں مجھے رسوا کیا  
 اوسکی ناوک افگنی پر مرغ جان ٹپا کیا  
 دیر تک زانو پہ سر رکھے ہوئے رویا کیا  
 راز میرا آج طفل اشک نے افشا کیا  
 کیا کہوں حال اپنی غفلت کا پراسوا کیا

کب سے ہے یہ عارضہ کیا دشمن جان چھپا  
 کچھ علاج اب تک نہ تھے دشت دل کا کیا

دشت میں پہر نیکا سامان کہی ایسا تو نہ تھا  
 لب پہ ذکر رخ جان کہی ایسا تو نہ تھا  
 وہ پر پوش میرا مہمان کہی ایسا تو نہ تھا  
 ہون میں ہم پہلو سے جان کہی ایسا تو نہ تھا  
 یاو قاتل میں ہر ایک دیدہ دل خون رویا  
 سر بکت میں ہوں اگر تیغ بکتے قاتل  
 رشک گوہر سے لکھتا ہوں اوسو غیر لعل  
 کیا صبا کا کل دلدار کی خوشبو لائے  
 خون کے آنسو دن اب بتا ہوں دکھاتوں  
 کہو دے زلف کیا در ہم و بر ہم گلشن

یہ جنون دست و گریبان کہی ایسا تو نہ تھا  
 وز پو شیدہ نمایان کہی ایسا تو نہ تھا  
 عشرت و عیش کا سامان کہی ایسا تو نہ تھا  
 درد دل کا کوئی دران کہی ایسا تو نہ تھا  
 زخم خندان مرا گریان کہی ایسا تو نہ تھا  
 شکر ہو قتل کا سامان کہی ایسا تو نہ تھا  
 شغل و مصروفیت نہ ان کہی ایسا تو نہ تھا  
 غنچہ دل مرا خندان کہی ایسا تو نہ تھا  
 جی کا میرے کوئی خوان کہی ایسا تو نہ تھا  
 دیکھ غنچہ پریشان کہی ایسا تو نہ تھا

دل ہو بیتاب بل غیر سے شاید وہ حبیب  
 جوش دشت کا مجھے ان کہی ایسا تو نہ تھا

پہرے بہت پہنہ وہ رشک ماہتاب ملا  
 لقب ضعیف ہوا ناتوان خطاب ملا  
 مرے ترپنے پہ نالے عبت ہین از بخیر  
 بدن کو سوز کلیچہ کو داغ و لکھور و  
 اٹھا دیا تھا جسے آج کچھ سنا ہی اور  
 چوپیکے بادۂ الفت گرک کی خواہش کی  
 جفا و جور میں ناز و ادائیں صورتیں  
 خطا و نکال آیا پس مرگ خوبی قسمت  
 مقرر ہوا اثر سوز عشق کا صیاد  
 چہرہ کی سیاہی سپید بالون میں  
 جب آیا سانسے ڈوبا عرق میں غیر سے  
 اگے جو خاک سے عاشق کی یہ سزا پائی  
 بہر اوج جام بلورین کو میرے ساتی نے  
 جہان میں نیک کو ہر گز زمان نہیں بد سے

جگر کو داغ ملے دیکھو اضطراب ملا  
 تھارے چھٹنے سے کیا خاک میں شاب ملا  
 اسیر لفلکو حصہ میں پیچ و تاب ملا  
 جو کچھ ملا ترے چھٹنے سے جیسا ملا  
 تری گلی سے ٹککر لحد کا باب ملا  
 جگر پرشتہ ملا ہکو دل کباب ملا  
 وہ شوخ ساری حسینون میں انتخاب ملا  
 جواب نامہ کی جانا نامہ کا جواب ملا  
 کہ سیخ پتیر یہ ہر مرغ دل کباب ملا  
 قصور خلد میں پچھڑا ہوا شباب ملا  
 کہی نہ رنگ سرخ یار میں گلاب ملا  
 کہ داغ لالہ کو سنبل کو بیچ و تاب ملا  
 عیان ہوا امہ کامل سے آفتاب ملا  
 کہلا یہ خار جو ہم پہلو سے گلاب ملا

حبیب عزت و توقیر و رزق بی منت

جہان میں عوض مرج بوترا ب ملا

گر ضبط نہ تھا ممکن جی سے ہی گذرنا تھا  
 پہلو سے مرے او کو دل لیکر مکرنا تھا  
 غافل نہ حساب آسایہاں تج کو ابھرنا تھا

ایدل غم فرقت کا اظہار نہ کھاتا تھا  
 مطلب یہ کہلا آخرو ز دیدہ کا ہو سکا  
 دریا ہی میں رہنا تھا قطر کی طرح شامل

کچھ حال نہ چھوتم پیار میں شب فرقت کا  
 پوچھی نہ میری حالت دکھلا کے چلو صورت  
 کیسی ہے عطائیری اب تک نہ ہوئی سیری  
 سمجھے تھے وہ ایسا کب حیران ہیں اعجاز  
 کی قافلہ والوں نے تقدیم زلیخا پر  
 ہاتھ اوسے جو کہ ہر قدر تکا مدد اوسے  
 بیتابی سے ہوں نالان ظاہر کئی لبان

میں کہہ نہیں سکتا ہوں چینا تھا کہ مرنا تھا  
 آئے تھے اگر صاحب دم ہر تو ٹھہرنا تھا  
 اکبار تو ایسا قی سا غمرا بھرنا تھا  
 دشوار بہت مجھ سے بگڑے گا سنو نا تھا  
 جس چاہ میں یوسف تہری پانی سی بہنا تھا  
 اسی زخم جگر تیرا مشکل ابھی بھبھنا تھا  
 یار آیا تھا جب مہمان کچھ دیر ٹھہرنا تھا

رکھنا تھا حبیب اپنے مالک پر نظر ہر دم  
 بیداد مخالف سے ہرگز نہیں ڈرنا تھا

کام غفلت میں ہو گیا دل کا  
 کب دامن کو بھی نہ آزدہ  
 کون کرتا ہے کسکی ہمدردی  
 درد نے کر دیا تھی پہلو  
 اہل دل ہے وہی زمانے میں  
 پہر گئی بے سبب تمہاری نگاہ  
 بھرمین اک غریقِ رحمت کے  
 مردود ہے جو ہونہ پیر و نفس  
 اپنی وقت پسندیوں سے مٹا  
 زندگی تک تھے ساتھ ہم درجا

نہ سنا تھے مدعا دل کا  
 اس قدر تھکوا پاس تھا دل کا  
 کون سنا ہے ماجرا دل کا  
 خون آنکھوں سے بہ گیا دل کا  
 پاس جسکو ہوا ک زرا دل کا  
 ہو گیا خون بے خطا دل کا  
 ہے غم تازہ آشنا دل کا  
 سخت مشکل ہے روکنا دل کا  
 مانگے کس سی جو نہ ہا دل کا  
 مٹ گیا آج دغ دغ دل کا



پاس کرتے ہیں باوفا دل کا  
چارہ گر کام ہو چکا دل کا

خود غرض اس کی قدر کیا جانیں  
بخنیہ زخم تیج یا سس نہ کر

چھوڑ دیا کئے بی ثبات حبیب  
ہے تقاضا یہ بار بار دل کا

اوٹھے یہ صاف کہ دل کا غبار تک نہ رہا  
بتوں کا ظلم حساب شمار تک نہ رہا  
ہمارا آج تجھے انتظار تک نہ رہا  
وہ آیا اور دم احتضار تک نہ رہا  
کہیں ہمارے گریباں کا تار تک نہ رہا  
نشان بھی آمدِ فضل بہار تک نہ رہا  
ہزار شکر کہ روز شمار تک نہ رہا  
سیمِ سمند بت شہسوار تک نہ رہا  
کوئی رفیق پہونچ کر مزار تک نہ رہا  
فلک نے ایسا مٹایا غبار تک نہ رہا  
دوا ہے مے نہیں حبِ دمِ شمار تک نہ رہا  
ہمارے پاس دل داغدار تک نہ رہا  
مگر پہونچ کے بت گلزار تک نہ رہا  
تن ضعیف سزا ہے فشارِ آہ تک نہ رہا  
دلِ حزن کا کوئی یادگار تک نہ رہا

رفیق بعد فنا عشق یار تک نہ رہا  
جو دل کے لینے میں تھا وہ قمرِ آہ تک نہ رہا  
تمام کر دیا کیا جلد دور سے ساقی  
ہو ا یہ موت کا حیلہ مری عبادت کو  
جنون کے ہاتھ سے باقی برائی نام کوئی  
یہ باغبان کو ہوئی کہ کہ آشیائے نکام سے  
سزائے عشق یہیں دی ہوں زنجیرِ جھگڑا  
صبا کے جور سے اک ذرہ غبار مرا  
نہ پوچھی ایک نے مرقد کی نہ گذشتہ انوس  
بلند قصر تھے تہمت کی طرح جگرِ اوخین  
سردور گھٹنوں پائے یہ لطف ہوساقی  
غمِ فراق میں خون ہو کی چشم تر سے بہا  
دلِ حزن کو نہایت تھا جوشِ بیتابی  
گھلا گئے کی ندامت سے شمعِ سانِ شکر  
حبیب کا شکہ پہلو میں درد ہی ہوتا

<p>کس دن خیال یار امیہاں نہ تھا          رسوا کر گیا اسپہ مجھے یہ گمان نہ تھا          مانند طفل اشک تو من بی زبان نہ تھا          اوس وقت اسپہ گستاخان نہ تھا          یہ کوہ اسطرح کبھی آتش فشان نہ تھا          جس سے قریب میرا کوئی مہربان نہ تھا          کیا مکتفی تجھے مرا اک آستان نہ تھا          یہ بوجھ دیکھنے میں کچھ ایسا گران نہ تھا          احسان کب عزیز و نکا دلیر گران نہ تھا          شاید یہاں کبھی کوئی دل شادمان نہ تھا</p>	<p>کب دل میں نخل غیر کا سوا جان نہ تھا          الفت میں کوئی دل کے سوا راز دان نہ تھا          کہتا نہ اونکے سامنے کیون اپنا درو دل          آگے کہاں سے شیب میں دلجمعی شباب          سینہ سے سوز عشق کے شعلے بلند ہیں          سب حال کہے چارہ گری اوسپہ چوڑی          رحمت کا جوش کہتا ہو کیون در بدر پھرا          خم کرو یا مثال کمان با عشق نے          کس دن مجھے نہ یہ سبکی ناگوار تھی          کہتے ہیں لوگ دار عنا باغ دھس کر کو</p>
--	--

اوسنے دلائی ہیں وہ اُمید میں جلیب کو  
 پہلے کیسا جن میں سے نام و نشان نہ تھا

یہ خیال وضع تھا عمر بہر کہ عیان نہ راز درون ہوا  
 پہرے خاک ہونے پہ کو بہ کو پس مرگ جوش جنون ہوا  
 مہین کیا جفاؤں سے گلگیا کہو ایسے جور سے فائدہ  
 ہوئیں خاک سیکڑوں حسرتیں دل ناشکیب کا خون ہوا  
 تزا دل معین نظر بنا ترا غم نہ موجد شر بنا  
 ہوا جو تب نہ وہ گہر بنا وہ فسان ہوا بھی فسون ہوا  
 رہے شکل دیکھتے چارہ گر کہ بہتین ساری کوششیں بی اثر

وہ سنبھالتے گئے جب قدرِ احساں اور زبون ہوا

ہمیں لچپلی ہے قصا جہاں ہی یقین کہ نور سے دیا

دم نزع آئے ہو جانِ عجیب نیک شگون ہوا

تہا شبابِ پاک کوئی فسوں وہ ہجومِ شوق وہ جوشِ خون

ہستے لوگ کتنے تھے ہے جنوں وہی مشکے صبر و سکون ہوا

دم غصہ شمعِ معین تہا دم جوشِ حرصِ امین تھا

جو نظر میں نورِ یقین تہا سببِ صفائے بطون ہوا

نہ سہامِ طعنے سے کچھ ڈرانہ خدا سے دلین رہی حیا

کیا سجدہ بت کو جو بر ملا مجھے عشقِ راہ نمون ہوا

تہا حبیبِ طالعِ زشت میں او گینِ خارِ غم میری کشت میں

تہا فسادِ اسکی سرشت میں جو معینِ سفلہ و دون ہوا

تا مٹا بس ورنہ دکا حوصلہ بڑھیا گیگا

گر یوہین ایذا فراقِ یار کے سے ہے رہے

ناز پرورِ نوجوانِ دم نہ لو دہڑ کا یہ ہے

مفت لے لینگے وہ دل ہرگز نہ تھا ایسا گنا

نامہ و پیغام سے ہوتا ہی پیدا ربطِ ضبط

ایلی بیتا خچن ہو کر نخلِ ادب سے ہن اشک

عاشقوں کو اپنے دادِ خانِ نشاری کچھ تو دو

یاس کا شکر ہو دل میں ہی شہِ خوبانِ مقیم

ہر گھڑی کے چہرے سے آبلہ بڑھیا گیگا

اشتیاقِ وصل سے شاید لگ بڑھیا گیگا

تم پڑے رہیا و گے اور قافلہ بڑھیا گیگا

ہم یہ سمجھے تھے کہ قیمت سے صلہ بڑھیا گیگا

شکوے گہٹ جائینگے جب سیلہ بڑھیا گیگا

دیکھ بچت ایگا پہر جب را حلقہ بڑھیا گیگا

واہ کہہ دینے سے اسکا حوصلہ بڑھیا گیگا

دیکھ کر از خود تیرا داحلہ بڑھیا گیگا

راہ مقصد کو سراب آب سمجھاوی حبیب  
جب قریب آئیگی منزل فاصلہ طریجا ایگا

خاک ہو کر بھی ہے ہر ذرہ پریشان کسا  
یا آلہی دل بتا دے خواہاں کس کا  
کسکی شادی غم اندوہ مند او ان کسا  
آج گھونٹیلگی گلا تو شب ہجران کسا  
کیا کہیں داغ عیان کسا ہی نہ نہان کسا  
سوگ رکھتی ہے تری زلف پریشان کسا  
آج کل خانہ اُمید ہے ویران کس کا  
تاک رکھیں گے تری حاجب و دربان کسا  
بن گیا ہے دل حسرت زدہ زندان کسا  
قید ملت کی کسے کہتے ہیں ایمان کسا  
خاک مجنون سے بنا ہو تن بجان کس کا  
شکو تھا ہاتھ مین ساقی کے گریبان کسا

غم کر کے جزمے جمعیت دوران کسا  
ایک سے سو نہان رکھتا ہے ایمان کسا  
یہ بھی دو نقش ہیں رفتار جہانکے ایدل  
ہے بلا خیز کہیں روز قیامت ہی سوا  
حسرتوں نے پرطاوس بنایا تن کو  
مستند ہے یہ عشرت پس قتل عشاق  
دشت و صحرا میں حسین پر لے ہیں گہر بڑی ہو  
لے وہ چھپ چھپکے جوتا تا گیا سوی علم  
یاد کسکی ہو جو اک لحظہ نکلتی ہی نہیں  
لطف ہو حضرت واعظ بہین آزادی مین  
روح لیلی مری تربت پہ یہ چلاتی ہے  
کہہ چکیں وعظ تو واعظ سے یہ پوچھوں کہ جانا

معتکف ہوئی یہ شہرت کسی ہوئی ہو حبیب  
دیکھیں دم ہر تے ہیں مشہور سخندان کسا

آج ہمنے سحر و شام کو کیجا دیکھا  
لب جان بخش مین اعباز مسیحا دیکھا  
کبھی زندان مین بیٹھے کہی صحرا دیکھا

زلف کو زنجیر سے اوبت رعنا دیکھا  
رخ جانان مین فروغ کف موسیٰ دیکھا  
ہوئی امداجون جب تو نہ کیا کیا دیکھا

آہ نے راز کو میرے کیا افشا دیکھا  
ہمنے ساقی کی جدائی میں نہ ہو لیس کی کبھی  
حسرت دید میں وہی جان ٹپ کر اوسنے  
داغ جسمین کہ ہون دست فلک سر دو چار  
مثل عشاق رہا کرتا ہی گردش میں مدام  
سامنے سے ترسے ہوتا نہیں آئینہ جدا  
پر گئی ہے دل سنبھل میں گرہ الفت کی

تہا جو ہمد وہی اب کرتا ہی رسوا دیکھا  
سر اٹھا کر طرف ساغر وینا دیکھا  
تمنے مگر نہ سوئے عاشق شیدا دیکھا  
ایک دل ہمتے زمانہ میں نہ ایسا دیکھا  
اوس جوان کا فلک پیر کو شیدا دیکھا  
ہو گیا محو جمال رخ زیب دیکھا  
جب سے اوس دلبر طرار کا جوڑا دیکھا

صاف کہتا نہیں کیوں دل کا ہو کیا خالق  
آئے جو وقت ترے پاس تڑپتا دیکھا

رنگ میں بوین ثمرین ترا جلو دیکھا  
بانغ و صحر اوجہل معدن فردیا دیکھا  
ہو لے سب جب سے تمہارا رخ زیب دیکھا  
اقربا ترک وصیت سے پشیمان ہوئے  
چشم شتاق کو اغوش تمنا سجھے  
وائے قسمت کہ سوائے نگہ گرم کبھی  
ہو گیا صورت تصویر بحیرت نگران  
نہیں معلوم کہ ہر کب سے روان چشمہ چشم

تو ہی تو ہتا نظر غور سے جسجا دیکھا  
ایک عشق رخ دلدار میں کیا کیا دیکھا  
جو کچھ اس عمر میں تہا ہمنے سنایا دیکھا  
اوسکے کوچہ سے نہ اوٹھامر الاشا دیکھا  
شکل دکھلا کے چھپے وہ یہ تماشا دیکھا  
ایک دن بھی نہ ترا لطف مدارا دیکھا  
جسے اسے آئینہ روتیر اسر اپا دیکھا  
ہوش جب سے ہوا ہمنے اسے بہتا دیکھا

ولین انکے تہا وہی کد یا جو تو نے حبیب  
سب ز خود رفتہ ہیں حال اہل ولا کا دیکھا



ملاں آپس میں اسے دلبر مہرئی سے ہو نہیں سکتا  
 نہ بولیں اون سے اکدن یہ توجہ سے ہو نہیں سکتا  
 کہیں عسرت کا حیلہ ملے گی سے ہو نہیں سکتا  
 مرا بگڑا ہوا کام اور میرے درد کا درمان  
 نہ ڈر رہتا ہے خلعت تانے دل میں خوف خالق کا  
 ہزاروں جان بلب عاشق ہیں اک معشوقی عوا  
 بلا زلفون کی لی سر پر عوض میں نقد جان و کیر  
 بنیں ممنون کیوں اہل توکل اہل دولت کے  
 یہاں بھی اور وہاں بھی ہیں وہی مالک ہی حکم  
 ہمیشہ سے عدوی عافیت نا اہل کی صحبت

گنا کر منہ خفا ہو یہ کسی سے ہو نہیں سکتا  
 کنارہ دو گہری کی دلگی سے ہو نہیں سکتا  
 کہہ سکاں کبیر جا یہ سخی سے ہو نہیں سکتا  
 کسی سے بن نہیں پڑتا کسی سے ہو نہیں سکتا  
 سوائے کبر و نخوت کچھ غنی سے ہو نہیں سکتا  
 نظر کرنا نگاہ سرسری سے ہو نہیں سکتا  
 یہ سوداگ سوامیرے کسی سے ہو نہیں سکتا  
 گوارا رنگ محتاجی غنی سے ہو نہیں سکتا  
 جدا ہاتھ اپنا دامان علی سے ہو نہیں سکتا  
 کوئی دل خوش بدو کی دوستی سے ہو نہیں سکتا

حبیب مبتلا ایسا تحمل و در و فرقت میں  
 کسی سے ہو نہیں سکتا کسی سے ہو نہیں سکتا

شب کہ مطرب تھا شرب ناب تھی پیمانہ تھا  
 سوز دل سے لب یہ ہر دم نالہ بیت باہ تھا  
 جلوہ گردل میں خیال عارض جانہ تھا  
 کیا کروں اب مبتلا ہوں آپ اپنے خائن  
 شہرہ آفاق ہوتی میری از خود رنستگی  
 فصل گلبن چوڑتا مے دیکر ماہ صیام  
 کیا کہوں ڈر یہ ہے وہ لیلیٰ ادا رسوانہ ہو

وہ پر پوش کیا نہ تھا گویا کہ جو کچھ تھا نہ تھا  
 ہجر ساقی میں کسی پہلو قرار اصالہ تھا  
 گہر کی زینت تھی کہ زینت بخش صاحب خانہ تھا  
 دی تھی نعمت اسے بوج لب پر مے شکرانہ تھا  
 خیریت گزری کہ آنکھوں سے تجھے دیکھنا تھا  
 کچھ جنون مجھ کو نہ تھا وحشت نہ تھی سودا نہ تھا  
 ورنہ مجنون ہی بھی کچھ بڑہ کر میرا فسانہ تھا

گر نزاکت میں نہ ہوتا مثل تار عنکبوت یوں ضعیفی آگئی گویا بل سے تھمے ضعیف سے یقین عاشق ہوتا رام گویا ہو لو خیر نیم ہزار انگلیں مہار نام تھا و روز بان	خوب الفت سے زمانہ میں کوئی شہتہ تھا اور شباب ایسا گیا جیسے کبھی آیا نہ تھا میں کل دیکھا تھا جا کر حال کچھ اچھا نہ تھا ختم دل پر ہاتھ تھا لب پر گر شکوہ نہ تھا
--	--

بخت کی برکت گلی گزری ہو عدسوی حبیب  
دیکھتے ہیں اونکے تلوے جبکا منہ دیکھا نہ تھا

جبین پر کیوں شکن ہوا سے جان منہ سے غصہ سے لال کیا  
ہزار باتیں ہوں ایک ہیں پھر بسلا یہ باہم ملال کیا  
نہیں ہے اب تاب در و فرقت کہاں کی عزت کہاں کی غیرت  
ہیں مبتلا اپنے حال میں ہم کیسا اس دم خیال کیا  
بتاؤ مجھ کو یہ کیا ہوا ہے یہ کون سا درد لا دوا ہے \*  
یہ کیوں میرا دم اوجھ رہا ہے ہی خود بخود جی نہ ٹھال کیا  
تمام عالم ہوا جو شیدا تو کچھ تعجب نہیں ہے اسکا  
بت ستمگار تجھ کو بخشا خدا نے حسن و جمال کیا  
گنہ سے سیری ہوئی نہیں ہے یہ کہتے ہیں سب اہل قرین کر  
قلق میں ہر دم دل حزن ہے کہ ہوگا اپنا آل کیا  
یہ اوس ستمگر سے کوئی کہدے مریض فرقت کی اب خبر لے  
ہیں کٹ رہی زندگی کی گہڑیاں کہاں کا دن ماہ و سال کیا  
غصہ ہے وان جو چین جبین پر ہجوم غم ہے دل حزن پر

لہو کے دیبے میں آستین پہ ہر دامن ہنکون سواں کیسا  
 ہوس ہر ایک جی کی جی میں ہوئے جو عش و صل کی خوشی میں  
 تمام شب گزری بے خودی میں جواب کیسا سوال کیسا ۛ  
 جہان چھانا پڑا ہے کب کا ٹھک پہ وحشت کا اب ہر شہر  
 کہاں کا مغرب کہاں کا مشرق جنوب کیسا شمال کیسا ۛ  
 وہ مہر زون میں ہوا جو طاع تو اک زمانہ نے خاک اوڑائی  
 چکنے دیتے نہیں ہیں بد میں عروج کیسا زوال کیسا ۛ  
 حبیب کر کے بتوں کی الفت ابھی سے ہجر کی شکایت  
 رہے گا اب حشر تک یہ جھگڑا یہاں بھلا انفصال کیسا  
 شراب پی جان تن میں آئی الم سے تہا دل کباب کیسا  
 گلے سے لگاؤ اوصاحب کہان کا پردہ حجاب کیسا  
 اب آؤ یہی برطرف نکلت نقاب کیسی کہان کا پردہ  
 جھکائے کیوں ہو مشرم سے تم عیان ہو رخ سے حجاب کیسا  
 بڑا جو میں رکھ کر غدرستی کہا یہ ہنسر چڑھا کے تیوری  
 ہٹو ذرا ہوش میں رہو جی سنبھالو دل اضطراب کیسا  
 مہین مبارک میر جو لیا ہے بھلا دو جو ہکو ویدیا ہے -  
 جو ہو گیا اوسکا ذکر کیا ہے یہ دوستوں میں حساب کیسا  
 بہار کے دن ہیں کیا مزہ ہے شراب کا دور چل رہا ہے -  
 لگا ہے سبزہ چمن کھلا ہے برس رہا ہے سحاب کیسا

مین رشک مجنون ہوں دیکھ ادھر تو نہ لاصبا گلستان کی خوشبو  
 غبار کی ہے دماغ کو خوشگہان کا عطر اور گلاب کیسا  
 وہ چشم کرتی ہے صید آہوہین اتنے تیر مزہ ترازو +  
 پکار ہوگی یہ کل کو ہر سو کر یہ ہے مشکناپ کیسا  
 کبھی وہ مستی مین رنگ لائے کہی کیا شاہ مسکرائے  
 عجب طر حکے مزے اوٹھائے وصال کی شب مین خواب کیا  
 نہ میل کر ساقیا یوہین دے پسند مجھ کو نہیں کوئی شے  
 جگر پہ چرکا لگے پیالے کہان کا پانی گلاب کیسا  
 نہیں ہے دوزخ کا دلکو کچھ غم میری ہی سن ناصحا ذرا تھم  
 حسیں وہ پرگناہ ہین ہم عذاب کیسا تو اب کیسا  
 جو روز ہے رخ تو زلف سے ہر شب ذوق نماند چاہ شب  
 یہ حال ہے بچپنی مین یارب تو ہوگا عہد شباب کیسا  
 یہ دور ہے چشم سر نہ گونا گونا سے اک قطرہ بھر خون کا +  
 جہان مین رنگ سے فسون کا ہرست ہر شیخ و شباب کیسا  
 حبیب ہین بند کام تیرے کہان ہین شاہ انام تیرے  
 ہنین پوچھتے امام تیرے ہے بندہ بو تراب کیسا

صید کا خون رہتا بنتا ہے خود صیاد کا  
 اسی زبان خاموشی موقع نہیں فریاد کا  
 حکم رکھتی ہین یہ باتیں نشترِ فساد کا

روح پروردِ وقت بد مین ہی سب بیداد کا  
 اسی دل مضطر ٹھہر دارِ عنا ہے باغِ دہر  
 پسندناصح کی خلش بہتر ہے لطفِ عیشِ سر

عذر کیسا جب اجازت دیکھا پیر معان  
 کیون کمی کرتا ہو گریہ دہی منظور ہے  
 دے نہ ایغافل متاع نیکنامی ہاتھ سے  
 پہیر تے رہتے ہیں جو ہر دم ضمیر میں قوی  
 آفرین عاشق کے دلپور نہ یہ فرقت کی آگ  
 و لکھو ملتی تھی جناب عشق سے داد سخن  
 ایک سان رہتی نہیں نادان ہوا سے روزگار

میں تو اب تک منتظر بیٹھا تھا اس ارشاد کا  
 شاید اکدن یہ بھی ہو جائے وسیلہ یاد کا  
 پیش پا ہے راستہ تاک عدم آباد کا  
 لین ابھی کچھ دن ہوں لا تخلف المیعاد کا  
 ایک دم میں توڑ دے دم کورہ حداد کا  
 نکتہ سنجی حق یہ ہو حق تھا اوسی اوستاد کا  
 دیکھ لی قرآن میں افسانہ قوم عاد کا

ہو سکا جو کچھ کیا وہ دست بازو سی حبیب  
 میں نہیں خواہاں ابھی تک غیہ کی ادا کا

دیکھ ٹھہر انظار آنے سے ترے دل کسا  
 کون ہے ترے سوار ازق جو داد کریم  
 جگہ گئی میرے سوا کشت تنہا کسکی  
 چار سیٹے طالب عزت کو عزیزوں ہو سلوک  
 پہر کہاں آپ چہ پین گے جو کہو داو حشر  
 میں ہوں یا ترک ملاقات کو باعث ہین حصو  
 بدر بنجا تا رہے اپنی ہی تک و دوسر بلال  
 ہم بھی ہین تم بھی ہو اسی حضرت داغ خطیر  
 جمع ہین عاشق جان باز اشارہ کر دے  
 اسی صبا کون گل اندام چمن سے گزرا

بنگیا قبلہ خاطر اس سب کس کا  
 کبھی محروم ہلٹا نہیں سایل کس کا  
 نا امید یسے بدلتا رہا حاصل کس کا  
 یوں ادب کرتے ہیں اقربان و امانل کس کا  
 آج پہچان لین سب کون ہو قاتل کس کا  
 ہو گیا تازہ طریقہ خط فاصل کس کا  
 ہوا شرمندہ احسان نہ کامل کس کا  
 نیک انجام کرے خالق عادل کس کا  
 دل ہے ان سب میں تری نذر کو قابل کس کا  
 تذکرہ کرتے ہیں آپس میں عنادل کس کا



یہاں تو اکثر یہ سینوں کا رہا دیوانہ  
دیکھیں محشر میں طرہ دار بنے دل کس کا

چھوڑا شیخ نکر فکر حبیب  
کچھ خبر ہے تجھے ہشیار ہے غافل کر کا

بنھے گی اونٹے کیونکر انجیڈا انجیڈا ام کیا ہوگا  
زیادہ ہوتی جاتی ہے شبِ فرقت کی بتیابی  
گذر ممکن نہیں اسی ساکن کو چہ ولس  
کوئی پہلو نہیں ملتا ہے وعدے سے مکر نیکا  
مرزہ دیکھو کیا ہے قصد سینا کا زاہد نے  
ادائیں اوس پر پوشکی کو دیتی ہیں بچپن سے  
بہگی رات دن اک عاشقوں کی بہیر کو چہ میں  
گر بیان جوش و شمیم کوئی پہاڑیگا دامن  
نشانہ نگ طفلان کا ہوگا کوئی دیوانہ  
شکستہ ہے مگر یہ رنگ حکمران صورت سے  
اونہیں جسد نے خطا پہنچا ہی ہر دم یہ تصور ہے  
خدا شاہد ہے ہمنے جتنے ناز اونکے اٹھا کر

سنا ہے پہر نفاہ میں کچھ کسی نے کہہ دیا ہوگا  
سحر سے میں اسی تشویش میں ہوں آج کیا ہوگا  
گشتے تھے ہم بھی ملنے کے لئے تمہوں ہوگا  
بہواری وہ مجھ سے کہتے ہیں اچھا کہا ہوگا  
تھکر کر رہ جا کہتا ہے کوئی دیکھتا ہوگا  
یہ چتون جانستان ہوگی یہ فاسٹ تیرا ہوگا  
کوئی دیوار سے در سے کوئی سر پوڑتا ہوگا  
جگر پہاڑ تہہ رکھے کوئی اہل بوٹا ہوگا  
کسی کے قتل کا سب کی زبان پر تذکرہ ہوگا  
جو سیرت بھی ہوئی اچھی نہیں معلوم کیا ہوگا  
اب اونکے پاس پہونچا ہوگا قاصدِ حلیا ہوگا  
زبان سے گوہنیں کہتے مگر دل جانتا ہوگا

حبیب خستہ جان لے غویا الفت کی نیربائی

ذرہ پوچھو تو اس سے پھر کیا مبتلا ہوگا۔

گہٹیں گی خواہشیں ایدل تو حاصل بدعا ہوگا  
ابھی تک میں تمہاری دوستی پر ناز کرتا تھا  
ذرا یہ بہیر چھٹ جائے تو پیدار است ہوگا  
نہ تھی امید یہ اغیار سے ہر دم گلا ہوگا

نہیں امکان میں اپنے نتیجہ فکر و کوشش کا  
کہیں گے اور کیا کاٹو گلے اپنے ہم و نکلے  
جفا سحر و فنا کا دم بہرے ایسا زمانے میں  
کرینگے ایک دن بدنام یہ اہل غرضت کو  
خدا سے مانگ ایدل شرم کر بندو کی منت سے  
جب آجائینگے آنکھیں منتظر ہیں جسکے آنکلی  
جسے چشم زائوہ در یوزہ گرد و ویش کا کشتا  
ترے احسان میں لاکھ سحر سے نام لک  
تصور میں ہوں بیخوداؤں کیونکر ہو گئی آنکھیں  
مرا کیونکر ملے گا دانہ زرد کو بذل نعمت میں  
نہ پایا ایک بھی تیرا شناسا سارے عالم میں  
رسمی طبع کی اکثر دم نہ کر سخن دیکھی

وہی ہوتا ہے اکدن جو مست درین لکھا ہوگا  
وہم تکبیر ہر لب پر رضینا بالقضا ہوگا  
اگر ہوگا کوئی میرادل صبر آرزو ہوگا  
کہے دیتا ہوں میں دیکھو نفا ہو گے تو کیا ہوگا  
جو عجم جہند ہے ہر دم وہ کیا حاجت روا ہوگا  
وہ شب حیرت فزا ہوگی وہ دن عشرت فزا ہوگا  
یہ مال و زر کہیں بندیتی سے مل گیا ہوگا  
کسی بندے سے حق بندگی کیونکر ادا ہوگا  
زبان سحر و سحر طلب کس طرح یارب ادا ہوگا  
جو پس خوردہ سے شب کا وہ سحر کوناشتا ہوگا  
میں سمجھا بتا کہیں کوئی تو صورت آشنا ہوگا  
نہیں معلوم ہوا اپنا مقدر کب رسا ہوگا

حبیب اکثر کیا یہ قصد لیکن ہو نہیں سکتا

کرینگے ہم بھی اب جو وقت کا جو مقتضا ہوگا

تو رنجہ خود عرق انفعال آجاتا  
ہمیں فراق میں لطف وصال آجاتا  
بقا کسی ہو بلا سے زوال آجاتا  
تو ایک آن میں زاہد کو حال آجاتا  
اگر ادھر مراد یوسف جمال آجاتا

اوٹھیں جو اپنی جفا کا خیال آجاتا  
جو خواب میں نظر اون کا جمال آجاتا  
نکالتا فلک اکدن تو آرزو سے عروج  
شمارے یار جو ستارہ سنگدل مجھ سے  
بناتا بزم حسینا نکو مصر کا بازار

سنا تھا غیر سے جو تھنے کہہ دیا مجھے	وگر نہ مفت دلون میں ملال آجاتا
بچا یا سنگد لون سے حبیب نریلو	وگر نہ آئینہ دل میں بال آجاتا
<p>حال اپنا خلق کو قصہ کہانی ہو گیا خط میں جو وعدے کو تھے اپنے ارباب کا ہر کہتے ہو سبے اعتنائی دوستی کی شان عیش میں اپنی سسپہ کاری کا جہان خیال خود غرض مجھے دیا جان باز یونکایہ صلہ سید ہی باتوں میں نکالا تھنے وہ جن ادا چرخ نے پنہان کو کیا کیا حسین زیر زمین سنگے شہرہ دل کا آجانا بت بہر پر</p>	<p>عشق میں مرنا حیات جاودانی ہو گیا آپکا لکنا بھی پیٹم زبانی ہو گیا خوب غصہ بھی دلیل مہربانی ہو گیا کچھ نہ چھو شرم سے میں پانی پانی ہو گیا واہ صاحب میں تو نذر بدگمانی ہو گیا شش جہت میں شہرہ جادو بیانی ہو گیا نوجوانوں کا عدد یہ پیرفانی ہو گیا میرے حق میں اک بلای آسانی ہو گیا</p>
خدمت خلق خدا ہے موجب عظمت حبیب	منصب شاہی طریق پاسبانی ہو گیا
<p>بساط دہر پر چھ کیوں بچپائے دام آز اپنا ہر اک تدبیر گویا فکر بہر دمی دشمن تھی زبان تک حرف طلبا منے اونکے نہ لانا تھا یہاں اندوہ محرومی سے برق خرمین ہستی سما سکتی نہیں وہم و گمان میں بھی عطائری کہا سب نے پر پوش چوڑی انسانی تھنے</p>	<p>کبھی سوچی اگر انجام تو اسے حیلہ ساز اپنا کیا بیتابی دل نے غضب افشائی راز اپنا تعلق پر محول ہو گیا عجز و نسیان اپنا دکھاتی ہے کسی اسی شمع تو سوز و گداز اپنا کہا شک ہو گا دامن ہوس یارب دراز اپنا کوئی یون ہاتھ سے دیتا ہر حسن امتیاز اپنا</p>

عجب حالت ہو خوشی کی تہنیں کوئی جگہ دلو  
ہوس ہو رہنا ہر دم درار باب دولت کی  
ٹھکرا آنکھ سے آنسو دکھا دیتا ہے مروت کو  
تجھے منظور ہو دنیا تو یہ کہ کیا روک سکتا ہے  
ہوئی تب بزم ہستی انکی خوش خوئی عطر گبین  
ہوا آخر یہ طے دونوں طرف الفت برابر ہے

تہا رہے در سے پہر تا ہی نہیں رو نیا ز اپنا  
تقاعدت کہتی ہو بیٹو خدا ہے کار ساز اپنا  
یہ پتی سے نشیب اپنا وہ رفعت تھی فرو اپنا  
ذریعہ ہے حقیقت میں خداوند محب ز اپنا  
گلون نے وقت گلچین کر دیا جب ہنر ز اپنا  
تجاوز کر گیا جب حد سے ناز او کا نیاز اپنا

حبیب مبتلا کو صبر نے کیا کیا تسلی دی  
مصیبت میں بھی تھا ایک یار دلنوا ز اپنا

عقل پر پتھر پڑے الفت میں دیوانہ ہوا  
کہہ گیا جو جی میں آیا ایسا دیوانہ ہوا  
سچی باتوں میں ہی ہوتا ہے قیامت کا اثر  
بد نما سمجھا گیا پیوند استغناء و حرص  
زنگ قہقہے دل شیدا مرقع بنگیا  
مخرب بنیاد آسائش ہو رہتا جہان  
جان ہر مول و کا اسی خوشی جوانی جان لے  
تیرہ بختی کی بلا سے یوں بھٹکا چاہیو  
جذب دل یہ ہوا سے کہتے ہیں باطن کی شر  
کیا شکایت اسکی صاحب اپنا اپنا رنگ ہو  
ملکے دونوں میں تہی حلز کی قوت ایک

دل جو امدت سے اپنا تھا وہ بگینہ ہوا  
بونہ میں کم ظرف کا لہریز پیمانہ ہوا  
تذکرہ میر اعجب دلچسپ افسانہ ہوا  
تنگ دلق فقر کشکول گدایا نہ ہوا  
یہ خدا کا گھر بھی اس صورت سے بنانا ہوا  
بستیان او جرین کبھی آباد ویرانہ ہوا  
نقد دل حسن یوسف ثانی کا بیعانہ ہوا  
حبط سلجھا کے زلفون کو الگ شانہ ہوا  
اونکے پر تو سے سنو میر اکاشانہ ہوا  
غیر ہین ہم تم سے جب غیر و نسی یارانہ ہوا  
میل حبسیت سے جزو شمع پروانہ ہوا

<p>اوسکی شان عالم آرائی پہ کی جہدم نظر قالب کی مین ساقی تو نے پہونکی ہو یہ روح</p>	<p>گوشت غولت مراد ربار شامانہ ہوا قلقل مینا سے پیدا شورستانہ ہوا</p>
<p>خوب ہی رنگ جوانی شیب زکھویا حبیب مخود لے بھی خیال رو سے جانانہ ہوا</p>	
<p>سہر سے اونچا جب یہ سیلاب فتنہ ہو جائیگا ساز و سامان نذر طوفان بلا ہو جائیگا رنگ دامنیکے کبھی نقش و نگار آرزو سبکو ہو معلوم ہین دینے کے اوسکی لاکھتہ صبہ لازم ہے جو رک دے پا کو قابو خود غرض مہربان جب ہونگے وہ ہوگی نہ حاجت غرضکی اب تو بیٹھے ہین ترے کوچہ میں مثل نقش پا ہے وہ انسان جو بقائی نام کی کوشش کرے جہاں کے مل سے اگر ہے سہ فرازی کی ہوں بیقرار می کو گرگی دور جب سچی کشش کر ریاضت اسقدر رنگ کدورت دور ہو غیر کے سایہ سے بچ کر حل طریق عشق میں</p>	<p>کہتے ہین نا آشنا ہر آشنا ہو جائے گا نوح کی کشتی ہمارا بوریا ہو جائے گا اک نہ اک دن یہ چمن بھی جانفزا ہو جائیگا ورنہ حاجت مند کیا حاجت روا ہو جائیگا ایک دن حال اوسکا خود عبرت فرا ہو جائیگا ہر اشارہ اپنا حرف مدعا ہو جائے گا یا مٹھین گے یا مقدر رہنما ہو جائے گا ملگنی دولت زیادہ گرتو گیا ہو جائے گا بن پڑیگا گریہ نسخہ کیمیا ہو جائے گا مرغ دل خود طائر قبلہ نما ہو جائے گا رفتہ رفتہ عامل خذ ماصف ہو جائیگا ورنہ یہاں زہن ترا خود رہنما ہو جائیگا</p>
<p>جو دیا ہے اوسنے اوسکا شکر کر دے حبیب وجہ استغنا تجھے فضل خدا ہو جائیگا</p>	
<p>بنائے آئینہ تصور جہان دل داغدار دیکھا</p>	



فراق میں لطف وصل پایا خزان میں رنگ بہار دیکھا  
 تمام کاموں کا راستی پر ہمیشہ دار و مدار دیکھا  
 فساد طینت میں جنگی پایا ہر ایک صحبت میں خوار دیکھا  
 سنبھالا جس دن سے ہوش ہمنے وطن کو کل چند بار دیکھا  
 نہ کی عزیزوں کی نگہ ساری نہ پھر کے اپنا دیار دیکھا  
 ہوے جو مانوس کج روی سے پھرے رہ صدق راستی سے  
 نہ بیٹھے اگر روز وہ خوشی سے نہ کچھ بجز انتشار دیکھا  
 ہے مہر اہل دل میں بخش معاہدوں کد ام کا ہش  
 نہ ہمنے پایا اسی کو بغش نہ اوسکو کامل عیار دیکھا  
 بساط عیش و طربے برہم پہ رہے نشیب و فراز عالم  
 پیادہ ہیں اونکو دیکھتے ہم جنہیں ہمیشہ سوار دیکھا  
 پڑی ہے پیچھے کچھ ایسی شامت مٹا رہے ہیں نشان شہوت  
 بہت عزیز و نکو بہر شہرت گنوائے اپنا وقار دیکھا  
 جاتا جس وقت رنگ صحبت تھانیک و بدین ہی لطف خلعت  
 لگ خزان آئی یا قیامت نہ پہول دیکھا نہ خار دیکھا  
 دل و جگر کو ہوا گوارا کہاں سرور شراب بہتی  
 ملا کبھی اضطراب میں بھیہ کبھی اوسے بیکار دیکھا  
 گیا وہ دور سیاہستی رہا فقط نام سے پرستی  
 جو صنعت پیری میں آنکھ کھولی تو کچھ طبیعت پہ بار دیکھا

حبیب ہم مصفیہ ببل ہمیشہ سے گلشن جہان مین

دفا کی خوب ہو حسین وہ گل نظر نہ آیا ہزار دیکھا

ہچکیاں آنے لگین مین پیچھے ہونے لگا  
دور تک جانے لگی دھکے دھڑکنے کی صدا  
دی اجازت نام لینے کی تو پھل نکلے حضور  
وہو ودا من کو تیا کوئی گریبان گیر ہو  
فضل گل آتی ہے یاسین ام جان بکھل  
دیرین کعبہ سے اگر گریستش کی تو کیب  
ہجرین گلزار کا رہنا نہ راسس آیا ہمین  
کوچہ الفت کی چالین ہمیں ساری سیکھ لیں  
روتی جاتی ہے شب عشرت تہا ہر ساتھ

خود بخود لوں انتظار نامہ بر ہونے لگا  
فرقت قاتلین پہ ٹکڑے جگر ہونے لگا  
ذکر خیر و نکام بجان رات بھر ہونے لگا  
شوق قتل عاشق شوریدہ سر ہونے لگا  
جوش وحشت پہ مجھے دودو پھر ہونی لگا  
شکر ہے اوس بست کے کوچہ تک گزر ہونی لگا  
شور و غاں چمن سے درد سر ہونے لگا  
عشق سا استاد جب سے لرا ہر ہونے لگا  
دیکھو صد مہ سے فوق روئے سحر ہونی لگا

یاد آیا پھر عدیل خوش بیان ہو حبیب

ریج تنہا ہی بڑا مضطر جگر ہونے لگا

نہ سٹھام نہ سے کچھ جب تک کہ دم لب پر نہیں آیا  
بنی جان پر مری گو کچھ وہ بن ٹھنکر نہیں آیا  
بتا اسی زگرں ہیا کیوں پتھر اکسین آنکھیں  
چنی افشان جبین پر موتیوں کی حسن خوبی نے  
کہوں کیا تم سے مہر کے جیا ہوں در وقت  
نجانے پر مہ وہ شوخ کہتا ہے مجھ سے

کئی جان پر زبانیہ شکوہ دلبر نہیں آیا  
ادا سے جب چلا حیرت ہے کیوں مجھ نہیں آیا  
اجل آئی تجھے یا قاصد دلبر نہیں آیا  
پسینہ شرم سے امی گل ترے منہ پر نہیں آیا  
مہرے سینہ میں دم دودو پہر اکثر نہیں آیا  
کئی دن سے جفاؤں کا مری خوگر نہیں آیا

جو چلتے چلتے لے لیتا خبر تیر ہی نہ گھٹ جاتی	کلی تک سیر اے قاتل تیرا خنجر نہیں آیا
توکل نے دکھایا لطف شاہی کا گدا ئی میں	جو سرکش تھا ہمارے در پہ کب گھٹ نہیں آیا
بہار آئی گل انداموں نے پہنے ہار پہ لوٹے	مرا طوق و سلاسل لیکے آہنگر نہیں آیا

جلیب رند مشرب نے نہ پی میاں دے سکے ساقی  
زبان چسکی نام ساقی کو تر نہیں آیا۔

مائل خال رخ حور ہوا خوب ہوا	دل پہ چوداغ بہتا ناسور ہوا خوب ہوا
ہو گیا میرے تڑپ جانے پہ قاصد بھم	اور زخمون سے بدن چور ہوا خوب ہوا
بڑ گیا حسن جو بکھرا لے موہ نہ پر گیسو	دن مثال شب دیو ہوا خوب ہوا
سنگ رہ جانے سر کو مے ٹھکرا دیو	آنے جانے میں یہ دستور ہوا خوب ہوا
میرے اٹھ جانے پہ غیر رون سے ہنسنے کو	بڑ کے پاس سے یہ دور ہوا خوب ہوا
بڑ گیا سوز جگر گھٹ گئی طاقت دلی	ناک کر نیسے بھی مجبور ہوا خوب ہوا
مستحق دار کا عشق تہ دلہ نے کیا	خلق میں شالنی منصور ہوا خوب ہوا
محبو محبوب جو دیکھا او نہیں رحم آہی گیا	رنگ رخ شرم سے کافر ہوا خوب ہوا
شکر ہے میری طہ سے نہ ہوئی کوئی کمی	ترک الفت او نہیں منظور ہوا خوب ہوا
میں نے خود کہہ دیا جب چہ پے کا عشق گرا	تیرا دیوانہ جو مشہور ہوا خوب ہوا

خود نہیں آگیا ہے وضع کا پابند جلیب  
ادنی صحبت میں یہ مذکور ہوا خوب ہوا

توڑ کر دلوں سے تیرے پہلو ٹوٹا	نہ یوہین کیون قدر انداز کا بازو ٹوٹا
میرا منہ دیکھیں گے حیرت سے سب اہل عشر	گر گرا نبار می عصیان سے ترازو ٹوٹا

مختب ہو گا یہ پانی ابھی سب آب مضاف  
تیرے ہر تار سے وابستہ ہے جان عاشق  
شدم کو دیکھتے شرمائی خزانگی سننتی  
سر جھکا جب ہوا باعث وہ سرفراز کیا  
نکرو دو نظر سے کہ ہوں مانند شرم شک  
شب فرقت ہے ٹھہرتے نہیں شعلہ ملین  
حفظ میں رکھتی ہے نرمی ستم ایجاد نکو  
سب کو چیرتے کہ غائب ہوا کیونکر ادا دل

مجھ سے سیمز اس کا شیشہ جو لب جو ٹوٹا  
موت ہو رشتہ الفت جو کہیں تو ٹوٹا  
دست بیدار سے کب برگ لب الوٹوٹا  
کبھی تہ کرنے سے طاعت میں نہ زانو ٹوٹا  
سلسلہ اسکا ملاکب جو سر سو ٹوٹا  
تارہ ٹوٹا کہ مری آنکھ سے آنسو ٹوٹا  
نہ سر وہی کیطرح خنجر ابرو ٹوٹا  
چاک سینہ ہے کہیں اور نہ ہے پہلو ٹوٹا

شکر ہے بچکے بدخواہ کے حلقے سحر جلیب

ہاتھ بیکار ہوا کوئی نہ بازو ٹوٹا

نور سے تیرے منور کجہان ہونے لگا  
ابتداءے عشق میں شرط شکیبائی تھی  
تخم معنی کیلئے اچھی نہیں یہ سرزمین  
ہے گستاخانہ کیلا سے مقصد کی مہار  
خشک ہے کشت متائے چمن آرائے نظم  
عندلیب باغ کو ہے کج تنہائی نصیب  
جس تلک کو مرے سمد و فاپر نار تہا  
کھلے دلی آرزو خود کر لیا ہننے عدو  
ہو گئے رسوا خدا را چہوڑ دو بیداد کو

مہر عارض رشک مہر آسمان ہونے لگا  
کیا تحمل کا ہمارے امتحان ہونے لگا  
بوستان فکر تاراج خزان ہونے لگا  
قدس قسمت کا مخالف ساربان ہونے لگا  
خازن فکر باطل گلستان ہونے لگا  
زناغ اسود بلبیل ہندوستان ہونے لگا  
ہے یہ قسمت کی کجی وہ بدگمان ہونے لگا  
جب ذرا مہوار اونکا پاسبان ہونے لگا  
ہر طرف سے ابو شور الامان ہونے لگا

پڑ گئی ہے دلمین جبر کا فوکے رنجش کی گرہ	منتون سے وہ بھلا کیون مہربان ہونے لگا
ہو چلا ہر طرف شہرہ تمہارے حسن کا	اب تو اک عالم ہمارا ہم زبان ہونے لگا

شک تھا چہرہ کا تغیر دیکھ کر ہلکا جلیب  
وردا الفت اب تو باتوں سے عیان ہونے لگا

## روایت بائے تازی

قاصد بنو زینکے نہ خط کا پھر اجواب کالی ہے عمر شغل مغراب و کباب میں سائل زکوۃ حسن کے پٹھے ہیں دیر سے جادو بیان ٹھکر لب و شیرین زبان ہیں وہ انداز میں ادا میں ملاحظت میں حسن میں طرز جن میں وہ ہیں زمانے میں بے نظیر پڑا ہر نیاز نامہ کو دین ادا کرنے کا لیان دیہتی سے سیر ہو کے یہ آواز آسیا دینگے دعائیں پھول پلا گل کی فصل میں آئی ہے لب پہ جان دم رحلت قریب ہی	جان آئی لب پہ زیستے ہلکا دیا جواب ہے خوف حق کو روز جزا دینگے کیا جواب ای شاہ حسن کچھ نہ ابھی تک ملا جواب ہر اک کو بات بات میں کرتے ہیں لا جواب ہو گا جہان میں نہ کوئی آپکا جواب کوئی نہیں طریق وفا میں میرا جواب بہیم ہمارا اسلہ کا ہمارے نیا جواب ہے اوسکی ذات جھٹ و بخشش میں لا جواب لشہد بے زرد نکونہ دے ساقیا جواب بس انتظار کی ہوئی حد آچکا جواب
---	--

گذری نہیں ہے وعدہ کی ساعت ٹھہر جلیب  
آجائینگے وہ خود ہی کو یہ دم میں با جواب

ساقیا شاق ہے یہ پیش و پس جام شراب	دل میں رند و نکسے کے کھان ہونے لگا
-----------------------------------	------------------------------------



سیرت تھی دم دسترس جام شراب  
 موسم گل میں ہو گرد دسترس جام شراب  
 ساقیا کہتی ہے دل سے ہوں جام شراب  
 دور کے ساتھ چلا قافلہ ہوش و حود  
 فصل گل غیب ہی ساقیا کرم سے گزری  
 ذوقِ رعبت سے بدل دیتا ہوں نفرت و لکی  
 ڈال دے جان تن خاکیمین ہی ساقی و صبح  
 میکشی میں ہو جو وہ ترکِ نظر مائل صید  
 بزم سے جب وہ اوٹھیں غدرِ شگون بدبو  
 بنکے ساقی روش باغیچہ بیٹھا ہے وہ ترک  
 دور دیتا ہے وہ سر ہنگ تو کہتے ہیں رند  
 مانگتے جاہلین نہ کیوں رند ہے دست ساقی  
 کیفیت کیا جو بھرے دل ہی نہ سینوار ونگی  
 عہدِ پیمان کا ہو اک شاہد عادل ساقی  
 تھوڑی ہی بدلی گزک کو بھی مجھے دی ساقی  
 ہو گیا دور و تسلسل میں تناسخ کا ثبوت  
 تنکے چنوا تی ہے مہربان میگوں جنکو  
 ایسی تدبیر بتا ہکو ہی اسے زادِ خشک  
 عبرت آگین ہے یہ یادِ شکست ساغر

تہہ کرتے ہی ہوئی پیر ہوں جام شراب  
 پی ہی جاؤں نکر دین پیش و پس جام شراب  
 رہیے میخانہ میں بنکر گس جام شراب  
 بنگی قفل مینا جہرس جام شراب  
 نہ ہی دلمین ہمارے ہوں جام شراب  
 نکل زنبور عسل ہے گس جام شراب  
 دم میں ہو قفل مینا نفس جام شراب  
 قید کر لے بطائے کو نفس جام شراب  
 چمکے ساعز تو کہیں سب عطس جام شراب  
 آج شہ گام چلے گا فرس جام شراب  
 دیکھو کاوے پہ لگا ہو فرس جام شراب  
 در توبہ کی طرح باز پس جام شراب  
 ہوتی ہے یہ غرض باز پس جام شراب  
 منہ سے جو کہتا ہے لکھ دے وہ چمک  
 ذائقہ منہ کا بدلے کو پس جام شراب  
 باکم و کیف دم باز پس جام شراب  
 سمجھے ہیں خط شعا عیگو خس جام شراب  
 کہ ہوا برو ہوا میں ہوں جام شراب  
 کون میخانہ میں ہے واد رہ جام شراب

عود کرتی ہے جوانی کی حرارت دلمین ہے بجایہ کرین گر ہو س جام شراب

لیچلا کہینچ کے ہکوسوئے نجانہ حبیب  
جرم توبہ کی سزا میں جس جام شراب

خاک رسی ہے کمال تہذیب  
جسکو کہتے ہیں جمال تہذیب  
رخ انسان پہ خال تہذیب  
شکل عنقا ہے مثال تہذیب  
ہے عجب جاہ و جلال تہذیب  
دل میں آتے ہی خیال تہذیب  
نہیں رہتا ہے خیال تہذیب  
ہونہ جاتا جوز وال تہذیب  
بزم خلعت میں سقاں تہذیب  
اون کی گردن پہ وبال تہذیب  
بنا جاتا ہے زلال تہذیب

سہر و الفت ہے آل تہذیب  
ہے وہ آرایش حسن باطن  
کم نہیں مردک چشم سے کچھ  
آج کل ہم میں اگر سچ پوچھو  
کبھی ہوتا نہیں بد وضع کا خوف  
رُخسہ کرتا ہے متانت پیدا  
اپنے مطلب کا جہان کچھ ہو لگاؤ  
قوم کا اپنے نہ گھٹتا وہ عروج  
جام جم سے ہے کہیں پر تمکین  
اسکا خون کرتے ہیں جو ناحق کوش  
مردہ قوموں کے لئے آب حیات

بدر بنجائیگا چند سے میں حبیب

حق نے چاہا تو ہلال تہذیب

مری وفا ہے شکر تری جفا کا سبب  
ہوئی شکستہ دلی رحمت خدا کا سبب  
ہے عجب جاہ چشم فقر اغنیہ کا سبب

تری جفا کے سوا ہے مری وفا کا سبب  
ہمیشہ ہے مری بیچارگی کا پاس او سے  
تباہ کرتی ہے خود بینی و خود آرائی

خدا کو بند و نہ چھت تمام کرنا تھا  
 جدا نہیں ہے کبھی بحر سے نمود حباب  
 نہیں جو دلپہ موثر کوئی سخن واعظ  
 حسد عزیز و نکو ہوتا ہے کامیابی پر  
 ترے جمال کا پر تو ہے داغ الفت میں  
 نہ تو اتنی جبارت جو آپ رکھتے خیال  
 کسی سے شرم ہو کیا جب خدا سو شرم نہیں  
 وہ اپنے وقت پہ آتی ہے ٹل نہیں سکتی  
 بقا کے بعد فنا ہے فنا کے بعد بقا

ہوا ہمیشہ یہ ترسیل انبیاء کا سبب  
 تری بقا ہو کیونکر مری بقا کا سبب  
 برا نہ مانئے حضرت یہ ہے زیا کا سبب  
 ہے پیش تر یہی پیدا اقرار کا سبب  
 ہے نور مہربین ماہ کی ضیا کا سبب  
 کہیں حضور سے کیا عرض مدعا کا سبب  
 کچھ سہمیں شک نہیں ایمان ہو حیا کا سبب  
 ذرہ سی بات بھی ہو جاتی ہے قضا کا سبب  
 بقا میں کسے مضمحل ہو فنا کا سبب

کریم جلد تباد سے حبیب کو وہ راہ  
 دام دارِ عنا میں ہو جو غنا کا سبب

حشر کے دن بھی نہ پاس آگیا ڈر سے آفتاب  
 ہجر کے صدمہ سے آنکھوں میں جہان تاریک ہے  
 باپروہ مہروش ہو راہ میں میں محمودید  
 سینہ پر داغ پر پھٹ کر گریبان آگیا  
 وصل کی شب باتوں باتوں ہی میں جاتی ہر صبح  
 تربیت سے جرم اصلی مٹ نہیں سکتا کبھی  
 ہوں میں اک آئینہ عبرت پئے اہل نظر  
 تم مرے گھر آؤ میں ششدر ہوں اوکلی شان

خوب واقف ہو مرے سوزِ جگر سے آفتاب  
 چھپ گئے تم ہو گیا پنہان نظر سے آفتاب  
 کیا کشش ہے بندہ گیا تا نظر سے آفتاب  
 چاند نکلا ہو گیا پنہان نظر سے آفتاب  
 کیا نخل آتا ہے کچھ پہلے سحر سے آفتاب  
 کھوسکا دہبہ نہ داماں قسم سے آفتاب  
 دیکھ غافل کہ رہا ہے ہر بشر سے آفتاب  
 آج نکلا ہے خدا جانے کدھر سے آفتاب

آج تک اس صبح کا آنکھوں میں پھرتا ہے سمان  
گھر سے وہ نکلے ادھر نکلا او دھر سے آفتاب  
میں چھپا کر سوز دکھو گر پڑتا ہوں کبھی  
جہان کتا ہے زحمت دیوار و در سے آفتاب

وقتِ خلعتِ نزع تھا سوئے کوچہ جہانِ صلیب  
حالِ پوچھو چھلکے پٹا ہے سفر سے آفتاب

افسوس جا رہی ہے جوانی گیا شباب  
اب خلد میں ملیگا یہہ بچہ ٹرا ہوا شباب  
بیچین کر رہا ہے دلون کو ترا شباب  
ایسا کسی کا کب ہوا حیرت فرا شباب  
کیون ہوں نہ سیر بہت پیر مغان سے دل  
کیفیتیں تھمن رندی ہستی کی تا شباب  
گدرا وہ وقت چھوڑے بچپن کی شوخیان  
پڑہ لیجئے رسید کا خط آگیا شباب  
جب سے ہوئے جوان معیشت کی فکر ہے  
سودا تھا سر میں عشق کا جب تک شباب  
بکھی مزین فراق کے صد مومن سرجان زار  
پیری میں آہی جاتی ہے کچھ کچھ صلاحیت  
دیکھا ہنرین زمانہ میں ایسا عذر حسن  
کہتا ہے دل یہ جھیل کے پیر کی ہمتیں  
ساتی نے پہونکدی ہو بدن بین وہ تازہ ریح  
قامت جہکا جو بارالم سے تو کیا عجب  
غفلت میں مفت ہو گئی آخر بہار عمر  
نکلی ابھی نہ پوری تھا کوئی حبیب

گل پوشیدہ ہو گئی دیوانہ بن میں عندلیب  
نام تیر الیتی ہے ہر دم چین میں عندلیب  
آگئی کس سرور عنا کے گل عارض کی یاد  
بنگنی از خود زبان میرے دہن میں عندلیب

زلف مشکین بین لکایا گل کا طرہ یار نے  
 ہر طرف گلزار میں شور مبارکباد سے  
 عطر گل ملکہ زیب بزم ہوا شمع و  
 جھکے گل بہن عالم غربت میں ہم پہرہ حار  
 موسم گل دیکھ کر ایسا خوشی کا جوش ہے  
 دیکھیں کب آئے ہمارے باغ مقصد میں بہار  
 ساتھ ہنا نوحہ خوان میر اجنا زہ جواب کھے  
 بے بہارائی ہا اب شاخ گل پر آشیان  
 دین چپکنے کے یہ دن اول نغمہ ہا شوق کو ق  
 سنگے یہ حیران نہ ہوتے کیون نوا سجان دہر

کیون نہ اب تنگے چنے دشت خفتن میں عیال  
 آج صدر آرا ہے مرغان چمن میں عنبر لیب  
 جان دیگی سنگے پروانہ لگن میں عنبر لیب  
 وہ اعتراف میں گلستان وطن میں عنبر لیب  
 اب نہیں پہو لے سہا قی پر بہن میں عنبر لیب  
 اب تو ہے ہر آرزو کے چمن میں عنبر لیب  
 لپٹی ہوگی چادر گل بھی کفن میں عنبر لیب  
 رہ چکی ہے مدتوں رنج و محن میں عنبر لیب  
 درد دل کہتی تھی تو دیوانہ پن میں عنبر لیب  
 سنگے ہیں زانغستان دکن میں عنبر لیب

مستند رنگین مقالی اداسی ہوگی اور حبیب  
 خوش بیانی سے بنے جواہل فن میں عنبر لیب

## روایت بائے فارسی

ہجر میں وصل کی دی دے لئے خبر آپ ہی آپ  
 پاس آنے سے نہ پیو و امیدین احسان  
 میری تقدیر کی گردش کا تاشا دیکھو  
 عمل صانع مطلق کی صدف شاہد ہے  
 کوئی بعیر نہ اگر بوسے کا تخم نیکی

جس طرح غور کیا آئے نظر آپ ہی آپ  
 دور ہو جائیگا سب خوف حذر آپ ہی آپ  
 پھر گئی چاہنے والوں کی نظر آپ ہی آپ  
 قطرہ بٹا نہیں دریا میں گہر آپ ہی آپ  
 ہاتھ آئینگے ریاضت کے مثر آپ ہی آپ



امتحان کی ہر جگہ کتے ہین دنیا جسکو  
ہے بشر فاعل محبت ارنگوئی و بدی  
دوستی ہو کہ عداوت نہین رہتی پہنان  
پھیل جاتی ہے کسی قوم میں تہذیب جہان  
ہے اسطورہ پہ افعال ذمیمہ کا رواج  
بہر دے کان کیسے نہین کچھ امین کلام  
روح پر ہوتی ہے خود ہیبت حق کی تاثیر  
ہو گئی مشترک اغراض میں جب خود غرضی  
حسن آہن میں بھی ہو گر کوئی آزاد خیال  
اپنی باتوں میں کرے غیر کا مطلب جو ادا  
یہ بھی پاتا ہے شرف قطع منازل کر کے

فاش ہو جاتے ہین یاں عیب ہنر آپ ہی آپ  
پیش آجاتے ہین سب نفع و ضرر آپ ہی آپ  
دلکی ہو جاتی ہے ہر دلو خبر آپ ہی آپ  
سیکھ لیتا ہے ہر اک علم و ہنر آپ ہی آپ  
کارگر ہوتا ہے صحبت کا اثر آپ ہی آپ  
یون پلٹتی نہ کہی اونکی نظر آپ ہی آپ  
دل ہلا دیتا ہے اللہ کا ڈر آپ ہی آپ  
روکے لاکھ پاپ ہوتا ہے شر آپ ہی آپ  
توڑ لیتا ہے وہ دیوار میں در آپ ہی آپ  
اوسکو ہو جاتی ہے ہر دل پہ ظفر آپ ہی آپ  
ماہ نو ہو نہین سکتا ہے قہر آپ ہی آپ

تم کرو فکر سخن چھوڑ کے افکار حبیب  
کر یا عجب قدر کرین اہل نظر آپ ہی آپ

لامین تشریف لحد پر جو پس مردن آپ  
ہم کے صدمے بھی غم عشق سے نیت نہ بھری  
اے درگاہ اود ہر پائے بڑا دست نظر  
نہ بہتر کتی کہی پیر و کیسے عارض کی چمک  
کنے سننے کا اثر چارہ گرد و کب ہوگا  
بدگمانی سے جفا کر کے وفاداروں پر

کیجئے گانہ کہین پیر خدا شیون آپ  
عیش و راحت کر بنے مفت میں دشمن آپ  
صفت مرثگان کی طرح مٹنے لگے چلن آپ  
مارتے آتش گل پر نہ اگر دامن آپ  
رام ہو جاے دعا دو وہ بت پر فن آپ  
خیر خواہ ہو نہ کو بتاتے ہین عبث دشمن آپ

فائدہ خوف جہنم کا دلا کر واعظ  
یون مری آنکھوں میں ہوتا نہ زمانہ تاریک  
ستم ایجا دچھپا سنے کہیں خون ناحق  
سچی ہوتیں نہیں ارباب غرض کی باتیں  
روکنے سے نہیں رکتی ہو کہی تیغ قضا  
عشق کی راہ میں کھٹکا ہے مجھے حضرت دل

غضب حق سے لرزتے ہیں یہ تراسن آپ  
منہ چھپاتے جو نہ دکھلا کے رخ روشن آپ  
جس طرف جائیگا کہہ دی گی تری جتوں آپ  
بے سبب ہوئے ہیں ہر ایک کی کیوں مٹاں آپ  
یہ سچ ہے منہ پر اگر لیں سپر آہن آپ  
نہ بنیں راہبر می کر کے کہیں نہ رن آپ

یہ زمانہ ہے سمجھ بوجھ کے چلنے کا حبیب  
کسی موقع پہ نکر جائیں انیسٹاپن آپ

ہر اک عروج حکومت سے دھوپ ہر کی دھوپ  
جہان ہو طور تجلی اوٹھائیں گروہ نقاب  
نہیں قرار ہے اوس مہر و شکی الفت میں  
تم آ کے سامنے غریب بن بیٹھ جاؤ اگر  
زمانہ کھو گیا جب رنگ سیرہ بختی کا  
فلک کر گیا شکر سے بھی وہ بیہری  
عروج ہے شہ خاور کو خاک ساری سے  
سہانے وقت ہیں ایدل دم طلوع و غروب  
جو قوم آج ہے بستی میں کل تھا او کا عروج  
یہ عارض و مٹا ہے مہر اور وہ ہی پر تو مہر  
حبیب آگئی پیری سفید بال ہو

بہر غمہ ہوتی ہے دولت کی چھاؤں ملتی دھوپ  
جلے ابھی ورق زر کی طرح ساری دھوپ  
خیال کس کو ہے سایہ کمان کا کیسی دھوپ  
بنے ہمارے لئے چاندنی سو ٹھنڈی دھوپ  
طلابا بنائیں گی آہن کو یہ سنہری دھوپ  
بنے گی خرمن عیش عدو کو بجلی دھوپ  
خاور ہوتا اگر کیوں زمین پر پڑتی دھوپ  
سمان دکھاتی ہے قدرت کا دھیمی دھیمی دھوپ  
کسی جگہ پہ ٹھہرتی کبھی نہ دیکھی دھوپ  
خدا کی شان ہی دیکھو تو کتنی سمٹی دھوپ  
اٹھو بلند ہوا آفتاب پھیلی دھوپ

## رویت تائے مشائے فوقانی

<p>روشن تھی شمع داغ متن تمام رات          تڑپا تمام رات کراہا تمام رات          طلہات میں پھر امین اکسلا تمام رات          اس زلف کی قسم نہیں سویا تمام رات          گھر میں تھا میرے دنیا اجالا تمام رات          آیا نہ جب وہ رشک مسیحا تمام رات          ہنستا ہی چاند کو زخ زبیا تمام رات          سوئیں جو آپ کھوکھے جوڑا تمام رات          برین رہی عروس متن تمام رات          غش ہی تمام دن تو ہے سکتا تمام رات          تھی سیر صنعت چمن آرا تمام رات</p>	<p>اکدن خیال یار رہا تمام رات          درو جگر سے خواب نہ آیا تمام رات          لکھی ثنا کے زلف چلیبیا تمام رات          کیا پوچھتے ہو حال شب انظار کا          اوس مہر و ش کے نور سے روشن تھی بام دور          وی جان مریض عشق نے آخر دم سحر          اندر سے حسن تار و نیل افشان ہو خندہ زن          پھیلے جہان میں نافہ مشک ختن کی بو          کی خوب ساتھ ساقی مہوش کی میکشی          ہے لب پہ جان زار تمہارے فراق میں          خود بوئے گل تھی بلبل باغ شباب یار</p>
---	---

دل میں جو اوس قمر کا تصور بندھا حبیب  
 بستر سے اٹھ کے صحن میں ٹٹلا تمام رات

<p>دیکھا کیا میں خواب میں خنجر تمام رات          جھپکی نہ آنکھ امی دل مضطر تمام رات          اور پاس بان سے ماہ منور تمام رات          یکجا تھے جمع شیشہ و ساغر تمام رات</p>	<p>تہا اشتیاق ابرو کے دلبر تمام رات          سو جاؤں میں وہ آکے کہیں ہیساں پہر نجائیں          پھر اسے دیکھو مہر کا در پر حضور کے          بدستون سے ندون کی سب چور ہو گئے</p>
--	--

انگو پھٹ گیا سے کسی زخم کا ضرور  
 جی بھر کے تانہ دیکھ سکون وقت فرج بھی  
 کرتا ہوں می کشی میں بسر اپنے دن مگر  
 اوس ترک کو جو شش ستم کی نئی ہی چاٹ  
 یوں گیوے صنم کا بندہ ایک بیک خیال  
 دن بھر تو شغل دشت نوردی ہی ہجیرین  
 جب نام میرا سنتا ہی کہتا ہے وہ نگار  
 جسد مہ سنا کہ کل ہی شہادت کا سامنا

یہ چین تھا بہت دل مضطر تمام رات  
 پہم اسے اسنے سانپہ پنجر تمام رات  
 رہتی ہے یاد سائی کوثر تمام رات  
 تلوار کو چٹا تا سے پتھر تمام رات  
 سینہ پہ لوٹتے رہے اثر در تمام رات  
 کرتا ہوں کانٹے تلواروں سی باہر تمام رات  
 قصہ اوسکا سنتا ہوں گھر گھر تمام رات  
 اللہ بخشے ہاتھو نہ تھا سب تمام رات

ساقی کی چشم بہر کچھ ایسی ہوئی حبیب  
 چھوٹا نہ میرے ہاتھ سے ساغر تمام رات

ہے نگہبان رخ کا خال روئے دوست  
 ہم نہ ہوں پتھر ہو ہم پہلو سے دوست  
 پہر گئی جب زکس جادو سے دوست  
 بہا گئی ہے دل کو ایسی خوئے دوست  
 ہے خیال عارضو گئیوئے دوست  
 سولہائیں آگئیں عشاق پر  
 ہڈیاں میری نہ کھاتا اسے ہما  
 آگ پڑ کے کیوں نہ پہلو میں مرے  
 اہل یہ ہے نقل محراب حرم

حافظ قرآن ہوا ہندو سے دوست  
 آئینہ کوٹے بہار روئے دوست  
 سب مسلمان ہو گئے ہندوئی دوست  
 آتی ہی ہر گل سے مج کو بوئے دوست  
 گھٹے مسلمان ہوں کبھی ہندو سے دوست  
 جب کمر تک آگئے گئیوئے دوست  
 وانت رکھتے ہیں سگان کوئی دوست  
 غیر ہین وان آج ہم پہلو سے دوست  
 سجدہ واجب ہے ہتھ ابروئی دوست

تیج ابد پر کٹے لاکھوں گھٹے  
 دل ہوا مفتون نگاہ یار کا  
 بعد مردن قبر میں اٹھوں پھر  
 پھر رہا ہے آج پتلی کپڑا  
 ہے خیال خال مشکین رات دن  
 اب وہی سر ہے کہ ٹکراتا ہوں میں  
 کیا کوئی آفت ابھی باقی ہے اور  
 لے اوڑھی بیباختہ دل کو مرے  
 رنگ الفت سے مٹا رنگ دوی

بنگیا گنج شہیدان کو سے دوست  
 شیر افکن ہین مگر آہو سے دوست  
 آئینا عجبو خیال رو سے دوست  
 میری آنکھوں میں قد و لچوئی دوست  
 دل کو میرے جان لو مشکوی دوست  
 وصل میں یہ تہا سر زانو سے دوست  
 لے چلا ہے دل مجھے پہر سو دوست  
 آگئی جسم ہوا سے گوئے دوست  
 ہو گئی ہے مجھ میں پیدا بوی دوست

غیرت منظور ہوں میں امی حبیب  
 ہر گھڑی ہوں مہرٹ ہائے وہوئی دوست

اوس سے کیا چہپ سکے بنائی بات  
 کہنے گزری سے ایک سان کس کی  
 رہے دل میں تو ہے وہ بات اپنی  
 میں سمجھتا ہوں یہ نئی چالیں  
 کہدیا اپنے دل کو خود حیرت  
 رکھ لیا عاشقوں نے نام و نشان  
 رنگ بگڑا ہے اونکی صحبت کا  
 مجھے بوجہ ہوتے ہو بدظن

تار جاکے جو دل کی آئی بات  
 کہی بگڑی کبھی بنائی بات  
 منہ سے نکلی ہوئی پر آئی بات  
 کبھی چھپتی نہیں سکھائی بات  
 چہین لی مرے منہ کی آئی بات  
 گئی جان پر نہ جانے پائی بات  
 اب نہیں ہے وہ ابتدائی بات  
 سر کے باور سنی سنائی بات



کیا ہوا نو کا مزاج بد انکا کوئی	روٹھنا کھیل سے لڑائی بات
غیر کا ذکر گر نہ تہا صاحب	میرے آتے ہی کیوں اوڑائی بات

دل میں رکھتا ہے خوب بکری حبیب
چاہے اپنی ہو یا پرانی بات

<p>اٹھتا کسی مخلوق سے کیا بار محبت  ساقی وہ پلا بادہ شرار محبت  دنرات تڑپتے رہے ہمار محبت  انسان ازل سے ہے گرفتار محبت  ہر دم ہے کیکلی گل عارض کا تصور  کیا حال ہے زار نہیں عمار کا بھی ہوش  کیون خوف کروں قبر میں آئینے فرشتے  گو غیر مخاطب تھے نظر ہماری طرف تھی  ہر وقت بھی دہن ہو کہ منہ لپیہ پہنچ جاؤں  دینا ہے یہ شاید کہیں کچھ اور مخالف  تحریر سے تقریر سے انداز واداسے  ہر آبلہ پاک ہوئی دشت میں تسکین  یاروں سے کھو وقت گیا چارہ گری کا  ہمدرد نہیں رنج بن راحہ کا ہر دشمن  فرامین وہ جو حکم گوارا ہے خوشی سے</p>	<p>ہونا تھا ہمیں حامل اسرار محبت  آجائے نظر عالم اسرار محبت  آیا نہ کسی کو کبھی تیار محبت  ماس آیا اسے طوق گرانبار محبت  پہلو میں کہنکنا ہے مرے خار محبت  حضرت تو کیا کرتے تھے انکار محبت  سنے کو زبان سے مرے اقرار محبت  سب تار گئے یار کی گرفتار محبت  یار ہو کہیں طے رہ دشوار محبت  احباب رہیں شاید اقرار محبت  گردل میں سے ہو جاتا ہے اظہار محبت  تہے خار مداوا سے دل افکار محبت  اب تو مراد ہو گیا ناچار محبت  ایچرخ نہ آئی تجھے رفتار محبت  ہیں قابل تعذیر گنہگار محبت</p>
---	--

احباب کا شیدا ہی حبیب جگر افکار  
دل اسکا ہے یا یوسف بازار محبت

<p>بہت عزیز ہے دنیا می بے ثبات میں بات خیال صاف ہو بندش میں بھی نزاکت ہو جہان کو سے حلاوت بیان کی مرغوب کبھی ملا نہ بناوٹ میں سادگی کا مزا محال ہوتا ہے اکبھی ہوئی کا سلجھانا سہون شریعت ارازل سے کس طرح ممتاز فقط عوام کو مرغوب ہے سحر و ابندی نہ کچھ ہوا ہے ہنوکا ہاری کوشش سے سند ہے جو شرفا کی زبانیہ جاری ہو حبیب غم ہے کسے مل دوز نہیں تو نہو</p>	<p>یہ آرزو ہے کروں اونے میں حیاتین بات سخن کا حسن یہی ہے کہ نکلے باتین بات پسند کام و زبان ہو گئی بات میں بات بگڑتی دیکھی ہے اکثر تحکفات میں بات بڑا ستم ہے جو پڑ جائے مشکلاتین بات ہے اک نہ ایک تو مختص ہر ایک ذاتین بات خواص ڈھونڈ میں گے رنگینی نکاتین بات بنے گی آپکے اونے سے التفاتین بات بدلتی رہتی ہے پڑ کر محاورات میں بات جو نکتہ سنجہ میں ہے اونکی کائنات میں بات</p>
---	---

## روایت تائے ہندی

<p>ذرا ہو کوہ چاہیں اگر ہم اولٹ پلٹ برہم وہ صحبتیں ہوئیں احباب منتشر جستہ نہیں نفاق میں یوں نقش مدعا کس کے شہید ناد کا یہ ذکر چھڑکیا چاہے تو اکثر میں بناوے گدا کو شاہ</p>	<p>کر دے وہ اک اشار میں عالم اولٹ پلٹ کچھ ایسا دفعتاً ہوا پیہم اولٹ پلٹ ہو جائے جسطرح خط تو ام اولٹ پلٹ دم بھر میں ہو گئی صدف ماتم اولٹ پلٹ کرنی پڑیگی تجکو بہت کم اولٹ پلٹ</p>
--	---

وہ آتے آتے پہر گئے اک یہ بھی چال تھی	یان جان پر بنی کہ ہوا دم اولٹ پلٹ
ہوتا ہے یوں غضب سے طبیعت میں انقلاب	قلب و جگر کو جیسے کرے سم اولٹ پلٹ
ظالم نکال دے شہادت کی آرزو	تلوار کو نہ غیض میں ہر دم اولٹ پلٹ
بندوں کے جرم پر جو نہ کہیںچے وہ خط عفو	ہو جائے دم میں دفتر عالم اولٹ پلٹ
کل جتنے عدل و داد کا شہرہ تھا خلق میں	بیکس ہیں آج وہ یہ ہے کچھ کم اولٹ پلٹ
مثلیں رومی ہیں دفتر تنسیق ملک مال	ابتر تباہ درہم برہم اولٹ پلٹ

مصنوع ہے یہی صاف نہ بندش ہو کر حلیہ  
الفاظ میں ہے سب سے مقدم اولٹ پلٹ

گلو نکا دور ہے بلبیل مزے بہار میں لوٹ	خزان مچائیکلی آتے ہی اس دیار میں لوٹ
کشود کار کی کوشش میں دے نہ حرص کو خل	شکت دیتی ہے فوج نکو کار زار میں لوٹ
بھائے سیکڑوں دل اونکے خل عارض نے	مچائی رنگیوں نے وادی تار میں لوٹ
وہ نظم ہے رہے جسکی جزو کل یہ نظر	نہ کر سکے کوی گونگیر کار و بار میں لوٹ
جہان میں ہوتی ہے احسان کی جزا	ثواب نیکیوں کی دور اختیار میں لوٹ
عبث ہی بوند کا چوکا اگر گھڑے ڈھلکائے	ہمیشہ نقد میں وار ہے یان اودھار میں لوٹ
کے ہیں شیب نے سب جسم کے قوا کمزور	شروع ہو گئی ہر سمت اس حصار میں لوٹ
ہجوم پائس میں چوڑا سی امیہ کٹور دل	ہے قتل عام کا غل شہر میں جوار میں لوٹ
بنے وہ فلاح کو نین خوش ہو تو جس سے	زیادہ گنج کو اکب سے ہو شمار میں لوٹ
دیار دل میں ہے پھر داغ عشق کا توڑا	جنون متاع ہو س نوںم بہار میں لوٹ
بھری ہے تازہ ہر ایک سر میں شور و شر کی ہوا	عجب نہیں جو مچے باغ روزگار میں لوٹ

حبیب مشق ریاضت سے کہو کے رنگ دوی منے وصال کے ہر دم فراق یارین لوٹ

## روایت ثانی سے مثلث

<p>ہوگا اقتدار گنہ او کے کرم کا باعث          سے یہ ایجان تمہارے ہی قدم کا باعث          ہوگی مسکن گزار ارم کا باعث          حرمت دیرو کلیسا و حرم کا باعث          شادمانی کی منتا ہوئی غم کا باعث          ہوگا اگر روز تری پشت کے خم کا باعث          وضع کا پاس ہوا قول و قسم کا باعث          تیری ہستی ہوئی ہستی و عدم کا باعث          ندرت جام ہوئی شہرت جسم کا باعث          سکے ج طرح ہو ترویج و دم کا باعث          ہوگی رابطہ قوت شہم کا باعث          کثرت جو ہر شہیر و دم کا باعث</p>	<p>رات دن فرماند امت سے الم کا باعث          میرے کا شانہ میں اسطر حکمی رونق کب تہی          نزہت باغ عمل دہرین انسان کے لئے          غور کرتا ہوں تو ہے شان تری اس معبود          لاکھ چاہا نہ فراہم ہوا سامان نشاط          راستی کہتی ہے غافل بھی بار عصیان          نقش احسان کیا ثروت کی ہوا نے برباد          سارے حادث متغیرین فقط تو ہے قدیم          رہ گیا عالم ایجاد میں ایجاد سے نام          یون تیرے نقش تو لا سے ہونا می ہر قلب          کسکی مشاطگی خلق شمیم گل سے          سے یہ کسکی نگہ یاس کا ہر تو قاتل</p>
---	--

دلین محبوب سے کیوں ہیچدانی سے حبیب

فضل خالق ہی ترے زور قسم کا باعث

دلین رکھتے ہیں جوانی کی ہوس پیر عیش  
 تہی نہ تقدیر موافق ہوئی تدبیر عیش

عمر رفتہ کے پلٹنے کی ہے تدبیر عیش  
 کہوش شہین کر کے تنہا مفت کو احسان

فرق آیا نہ کسی طرح سے آزادی میں +  
 کیا عجب منہ سے وہ کچھ کہے پلٹ جاؤ اگر  
 آج تک تو نے کسی کام میں کوشش کی کی  
 خاک بیزی ہے مقدر میں ہو س تیرے  
 مانگنا ہے تو نہ کیوں اپنے خدا سے مانگوں  
 اپنے اقوال پر حضرت تو کرین پہلے عمل  
 شکر کرنا کہیں بلجائے زمین گرد و گز  
 جز نداشت ہنہیں کچھ غیظ و غضب کا انجام  
 سخت جان ایسے ہنہیں آپ پر مرنوالے  
 آج تک کچھ بھی اثریاء کے دل پر نہ ہوا

چارہ سازوں نے پہنائی ہمیں رنج و عیش  
 بار بار ہو گئی جس شخص کی تحریر عیش  
 کرنے بیٹھا ہے ولا شکوہ تقدیر عیش  
 رات دن کرتا ہے یہ کوشش اکسیر عیش  
 ہاتھ پھیلا کے میں دون ہاتھ سے تو غیر غیش  
 ہنہیں تاثیر تو واعظ کی ہے تقریر عیش  
 اسی مکن قبر کے کرتا ہے یہ تعمیر عیش  
 پیر و نفس نہ کھانچ گلو گیر عیش  
 کہیںچے رنج و ابرو کو سے شمشیر عیش  
 آہیں بیکار ہیں اور نالہ شہگیر عیش

چارہ عشق تباہ شیخ سے کیا ہو گا حبیب  
 درد دل سنکے کرے گا میری تکفیر عیش

### رویتِ جیم تازی

حصہ میں آگیا ہے دل مبتلا کے رنج  
 فرقت کا حال کون کہے قصہ مختصر  
 فکر حصول رزق میں گردش کی حد بچھ  
 معشوق بے نیاز غم عشق دے مجھ  
 ہوتا ہے درد و غم کا اثر اہل درد پر

وزرات ہیں غضب کے تردد بلا کے رنج  
 تم سے ملے ہیں جھیلے صدے اوٹھا کر رنج  
 سن او سکے منہ سے سیر شکم آیا کے رنج  
 دل تک آنے پائیں کبھی ماسوا کے رنج  
 کرتے ہیں رنج و گیمہ کے خلق خدا کو رنج



ہو کہ وہ بھی تو ہے وہ پرگاہ سے جُک  
فصل خزان میں نغمہ بلب کا لطف کیا  
اوپٹھی گھٹا بہار کا موسم ہے ساقیا  
راحت بتوں کے عشق میں مفقود ہو گئی  
ہوتا ہے وقت مرگ غم ترک ملک و مال  
ہو گا مال نہ کو بھی پوچھو نہ دوستو

ہے ہیچ سامنے دل صبر آزما کے رنج  
ہونگے سوا بیان سے اہل عزت کے رنج  
دھو ڈال دے بادہ گلگون پلا کے رنج  
پتھر کی طرح بیٹھ گیا دل اٹھا کے رنج  
شاہوں کے رنج سے ہیں کہیں کم گدا کے رنج  
مشکل ہے آشنا سے سنے آشنا کے رنج

دل سے جلیب فوت ہوئی وصل کی خوشی  
اتنے اوٹھا ہے ہجر میں اوس مہ لقا کے رنج

اہل بنش کو نہیں اسیر زر کی احتیاج  
فرقت و لدا میں دونوں برابر ہیں نہیں  
اپنے بندہ کو دیا ہے جہت قدر اللہ نے  
لاکھ رو کو جذبہ دل کہینچ لے جاتا ہے خود  
بڑھتے جاتے ہیں مخارج کثرت دولت کی  
یہ یقین جانا کہ اب نزدیک سے ادا کار زوال  
کرے اسے غافل مہیا جلد کا فور و کفن  
غم دیا ہے جس نے اس کو اشک شوقی چھپا  
کیون نہ ہو وقت فراغت سیم و زر سے دل غنی  
ہوئی گر بھی مری دل سے تمہاری دیکھو راہ  
رحمت باری سے کیا نسبت ہو دو لہتمند کو

بہر سر ہے تو اس کے خاک در کی احتیاج  
انتظار شام ہے کچھ نہ سحر کی احتیاج  
کچھ نہ کچھ اس کے سوا ہے ہر بشر کی احتیاج  
کب ہو الفت کی گلی میں راہبر کی احتیاج  
ہر ہمیشہ دخل کی تابع بشر کی احتیاج  
جس حکومت کو نہیں اہل ہنر کی احتیاج  
ہے تجھے ہر وقت سامان سفر کی احتیاج  
ہو گی دامن سے نہ پوری چٹم ترک کی احتیاج  
ہوتی ہے ذکوہاں نور قمر کی احتیاج  
جانجان ہوتی نہ ہرگز نامہ بر کی احتیاج  
پایا میں ہوتی نہیں اب گہر کی احتیاج

ہر نظر میں خوار ہے جو نخل بار آور نہیں  
فکر عقبی پورین دنیا پر مقدم رکھ حبیب

پاس کیوں جائیگا ہے جسکو شرم کی احتیاج  
جاگلس ہے جسطرح غربت میں گھر کی احتیاج

## ردیف حیم فارسی

خود میں جو سچے وہ کر لیتے ہیں باور چوٹ سچ  
آجکل بغیش ز مسکوک ملتا ہی نہیں  
ان بتوں میں آئے شان کبر پائی ہی محال  
کچھ دلوں سے گھٹ گیا ہی خود بخود اونگھتا ک  
کون دیکھتا تھا اعجاز بنوت کا جواب  
غیر ممکن ہے کہ فرق آئے محبت میں مری  
جو ہری کرتا ہے جب کا ہا کے اوکا ٹول  
کیون نہ بہا گون صحبت اہل دول سی درود  
راست بازی پر ہوا انسان کو کسطح نار  
سید ہی باتوں میں وہ الجھے ہو گیا بزم مزاج  
ہے بلاے جان شب فرقت میں درد انتظار  
کیون نہیں آتا کہی تحقیق کا تنج کو خیال  
کہتے ہیں وحشی ترے یوں اپنے دل کا عیا  
اہل دنیا کو نہیں مرغوب خالص راستی  
ہے محل راحت و آرام پنا کہے دوست

روح کی قوت سے ہو جاتا ہر اکثر چوٹ سچ  
غازہ روئے عمل بنتا ہے مگر چوٹ سچ  
ہو نہیں سکتا ہے ہرگز بندہ پرور چوٹ سچ  
بدگمان کئے کیا یارب لگا کر چوٹ سچ  
بن نہیں سکتا کہی پیش پیچہ چوٹ سچ  
اسمیں کیا بس کوئی کہدی تھے کچھ کر چوٹ سچ  
صاف کر دیتی ہو ظاہر آب گوہر چوٹ سچ  
ہو نگے خوش یہ جب کروں بائیں بنا کر چوٹ سچ  
کرتے ہیں جوہر سے ثابت جبکہ تہہ چوٹ سچ  
کان میں کچھ کہ گئی زلف مہر چوٹ سچ  
کیا کہوں کہتا ہی کیا کیا قلب مضطر چوٹ سچ  
خون کئے لاکھوں ہی سن سن کر تگر چوٹ سچ  
جسطرح بڑ ہانک دیتے ہیں قلند چوٹ سچ  
شاہد اغراض کا گویا ہے زیور چوٹ سچ  
گو کسی جائی معین پر ہو بس چوٹ سچ

مردوں اللہ کے گہر میں خدائی کر چکے پڑ گیا افواہ میں سچ بھی تو ہو جاتا ہے جھوٹ صورت آئینہ و تصویر دان محو جمال ہم بھی سنتے ہیں یوہین مدت سے وعظ و کجوا	سید ہے لوگوں کو یہ بت کروا کے باور جو ٹھس یہ بھی دیکھا ہو کہ ہو جاتا ہے اکثر جو ٹھس جنگلے ہیں کتنے ہی حیران و ششدر جو ٹھس نمکو باور ہو گیا بے دیکھے کیونکر جو ٹھس
--	--

ہے بہر کو حبیب اس وقت مشکل امتیاز  
خلق میں ہو جائے شایع جبکہ لکھر جو ٹھس

شاق ہے دل پہ غم ابروئے حذر کی آنچ کیون نہ آجائے فرومایہ کو غصہ جلدی حرص کے جوش میں اچھا نہیں لڑنا بھڑنا ہیں کثافت سے بری جنکے طالع ہیں لطیف	سچ کہا ہے کہ بُری ہوتی ہے تلوار کی آنچ آگ لگتے ہی بھڑکتی ہے خس و خوار کی آنچ خاک اقوام کو کر دیتی ہے پیکار کی آنچ نہ دہوان سے نہ کہیں آتش گلزار کی آنچ
--	---

پہونکدگی دل بد خواہ کو اگر وز حبیب  
برق سے کم نہیں کچھ آہ سحر بار کی آنچ

## روایت حاحطی

نہیں طول شب فرقت ترے گدو کی طرح سینہ مشتاق ہے پہر بعد شہادت قاتل مثل دل اب نہیں باقی مرے پہلو میں جگر بیکسی پر مری ہر دیدہ جو سر رویا جام بڑھا تو صدا آئی شکست دل کی	سحر عید صباحت میں نہیں رو کی طرح پاؤں رکھتے تیرے آکر کہی زانو کی طرح بہ گیا ہو کے لہو آنکھ سے آنسو کی طرح خون ٹپکا کیا تلوار سے آنسو کی طرح بہ گیا بادہ گلگون مرے آنسو کی طرح
--	---

جگر و دل جو کیا آتش فرقت نے کباب  
جذب الفت کہیں دلدار کے دھڑک لچل  
تجھ کو آنا ہے تو آہم ہیں جہان میں پیارے  
نہ بہنیں آتش غیرت میں گلا کاٹکے کیون  
ہے چڑھی چڑھتی تیغ نہ نو دھت سے  
دشت عزت میں جو میں غار نیلان پہ چلا  
استخوان میرے بنائے لہر سے ہما

خون آنکھوں سے ٹپکتا رہا آنسو کی طرح  
گر کے اوٹھ سکے نہ ہیں ہمت و تاب آنسو کی طرح  
گل پہ شبنم کی طرح پلکوں پہ آنسو کی طرح  
مچھلیوں میں نہیں جن آجکے بازو کی طرح  
حسن خرم پر نہیں ملتا تیرے ابرو کی طرح  
بہہ گیا پھوٹ کے ہر آنسو کی طرح  
آخر شہ رہ گیا منہ دیکھ کے آنسو کی طرح

لکھی رہنا نہ حبیب اہل حد و غافل  
عادت نیش زنی ان میں ہے بچو کی طرح

نکبہ یار اثر کر گئی سب دو کی طرح  
اپنی وہ سید ہی روش ہے کہ جھکے جو کابل  
بیر خنی دیکھ کے ہر روز نہ آؤن ظالم  
عشق چھپتا نہیں گولا کہ چھپاے کوئی  
بنگیا خوب شب بھر میں ہمدرد فلک  
ہے تماشا مرامر کا ٹکے کہتا ہے وہ ترک  
چشم پر خون سے ہماری جوا دھکیگا طوفان  
یہ نزاکت ہے کہ بوسہ کا خیال آیا اگر  
شب فرقت سے کہ آنکھوں میں جہان ہو ایک  
داغ الفت تو چراغوں سے سوا ہیں روشن

چو کڑی ساری حسین ہوئے ہیں آہو کی طرح  
تو ہم آنکھوں پہ بٹھائیں اسے ابرو کی طرح  
میرا قابو جو ہو دل پر ترے قابو کی طرح  
بولتا رہتا ہے سر چڑھ کے یہ جادو کی طرح  
مارے ٹوٹے ہیں پیارے مرے آنسو کی طرح  
کہوڑ کوں سے پھر آئیں اسے ٹیڑھ کی طرح  
فلک پر نظر آئیگا ٹاپو کی طرح  
گل عارض ہوئے پر مردہ لجاو کی طرح  
ماہ کامل بھی نظر آتا ہے جگنو کی طرح  
دونین دل لیکے پیرین طفل جو ٹیڑھ کی طرح

باغ عالم میں سدا صاف رہے پاک اوٹھے	رنگ کی طرح جمے آکے چلے بو کی طرح
دشت عزت میں حفاظت کو ہمیں کافی ہے	تیغ قاتل کا نشان جو سشن بازو کی طرح
کہتے بیٹھا کبھی گر حال شب ہجر اوٹھیں	ٹپکی خامہ سے سیاہی مرے آنسو کی طرح

اونکو کیا پاس نمک شاہ دکن کا ہو حبیب  
جو مسلمانوں کے دشمن ہیں ہلا کو کی طرح

بخشنے اثر نہ وصف لب یار کی طرح	شیریں نہو بہلا مری گفتا کس طرح
صحبت میں میکشی سے ہوا نکار کی طرح	چہرہ ڈیگا بے پلائے وہ مینو ار کی طرح
جو کچھ دیا ہے وہ بھی نہ دینے سے ہے سوا	ہے جائے شکر کیجئے تکرار کی طرح
ہر شب خیال گیسوئے حصار یار میں	ترپون نہ مثل مرغ گرفتار کی طرح
قاتل تو کہہ بیچتا ہے اودہر جہ بول افہر	سینہ سے نکلے دیکھئے سونہار کی طرح
صیاد کے ستم سے کہ گلچین کو جو رہے	بیل چٹا بہار میں گلزار کی طرح
سودا ہوا ہے کامل مشکین یار کا	چٹکون نہ سر کو میں پس دیوار کی طرح
وہ مسکرا دے مرے آنسو ٹپک پڑے	ہوتا نہ درد ہجر کا اظہار کی طرح
گر مجھے اتحا دین ہوتی نہ کچھ کمی	آتی تہا مری بزم میں اغیار کی طرح
مثل کلیم غمش ہوئے ہم اوٹھتی ہی بقا	کرتے نظارہ رخ دلدار کی طرح
حیران ہوں دتو ہو آئے تو اس نوکر چرغا	کرتے ہیں آج وصل کا اقرار کی طرح
جیمین ہے جا کے کوچہ جانا نین جان	پرہاتہ آئے طاقت زقار کی طرح
ہے شربت وصال دو اکمریض عشق	جائے بغیر مرگ یہ آزار کی طرح
کین لاکھ منتیں یہ وہ رہتے نہیں حبیب	خیر اب زیادہ کیجئے اصرار کی طرح



ہوں ناتوان کہلین لب گفتا کر طرح  
 اچھا ہو بے مرے ترا بیا کر طرح  
 اسی بیخودی کیا مجھے ہشیا کر طرح  
 اوٹھیں گے معصیت گراں باطن  
 پہاڑوں جنوں میں دامن کہسا کر طرح  
 کہہ دو کوئی پڑھیکا یہ طو مار کر طرح  
 دلدار تنہے بنے وہ دل آزار کر طرح  
 لیگا چین میں گل کی جگہ غار کر طرح  
 اوٹھ کر چلین گے در نہ گرا بنا کر طرح  
 سوچو تو ہوگی گرمی بازار کر طرح  
 چھوٹے نشست خانہ خمار کر طرح  
 ہر فصل گل میں دامن کہسا کر طرح  
 کہہ میں نہ منہوں سے سر و کار کر طرح

لاؤن زبا نہ حال دل زار کر طرح  
 جز وصل جائے ہجر کا آزار کر طرح  
 آتے ہی اونکے کہل گئیں آنکھیں نہ انگڑا کر طرح  
 ڈرتا ہوں اسی کریم کہ سنکر صد اکھڑا کر طرح  
 اقتدری جوش وشت دل بے فکر ہے  
 کہتے ہیں کر کے وہ مرے نامہ کو پاشیا کر طرح  
 کیونکر خیال خود غرضوں نے بدلیا کر طرح  
 بلبیل کے آشیانہ میں کیونکر سرگازا کر طرح  
 محشر سے پہلے چاہیے عصیان کا فیصلہ  
 بیوجہ گر کر و گے یوہین عاشقو نکاحون  
 زاہد خلاف وضع کے ہے ترک رسم و رآ کر طرح  
 بہر تاسے دیکھو ہو لون سے قدر چکا باغنا کر طرح  
 رازق نے خود بنایا ہے جب انکو دریا کر طرح

راحت میں دلنوازی سے آفت میں چارہ ساز  
 چھوٹے حبیب تری سرکار کر طرح

### رولیف خانہ معجمہ

ہے آٹھ پہر تو جلوہ نامہ مثال نطسے پر تورخ

عارض ہے قمر غور شید جبین شب زلف سحر ہے پر تورخ

آنکھوں میں ہوا ہے گہر تیرا دل کہتا ہے رکھ ہر دم پردہ  
 ہو چشم تنہا کیونکر دعا عشق کی نظر ہے پر تو رخ  
 جب مد نظر اغیار تھے وہاں تاریک تہا یان آنکھوں میں جہان  
 روشن ہے چراغ روح روان کیا آج ادھر ہے پر تو رخ  
 کی فکر مگر باعث نہ کھلا اسے لالہ رخ ہمہ روز وفا  
 بتلا تو یہ دل کا درد ہے کیا گردِ داغ جگر ہے پر تو رخ  
 غش کوئی کیسے کہتا ہے نور خدا تیرا جلوہ  
 ہو دخل ترے گہرین کس کا یان صاحب درہر پر تو رخ  
 اوٹھ عاشق مضطرب ہے کرا آئی ہے شب مقصد کی سحر  
 وہ دیکھتے ہیں غم سے ادھر اسے خاک بسر ہے پر تو رخ  
 شہر ہے بہار عارض کا بلبل کی طرح عاشق بہین فدا  
 ہے باغ جوانی روح فزا برگ گل تر ہے پر تو رخ  
 جس سے ہوا آنسو خون جگر بن جائے عقیقہ دھل گھر  
 غور شدید فکر اور سیم ہوز راہ بیان مگر ہے پر تو رخ  
 بیتاب حبیب مضطرب ہے حیران کہی کہی ششدر ہے  
 پہرتا ہے گل خورشید صفت منہ اس کا جدھر ہے پر تو رخ

ہین کو پلین د خون کی یا پیر ہین ہی سرخ  
 یا ہر شہید ناز کا تیرے کھن ہی سرخ  
 کہا میں نہ کھائیں شیر ہیشہ دہن ہی سرخ

آئی بیمار جلوہ گل سے پن ہے سرخ  
 تختہ کھلا ہے لالہ خود رو کا دشت میں  
 ہم سے پین کہ خون جگر ہے پرست ہین

<p>کیا دل غنی ہے لیکے لئے انخواں کا دور کیا خانہ جنگیوں سے ابھی دل بھر نہیں لایگی رنگ کچھ یہ طبیعت کی برہمی</p>	<p>جام پلور صورت لعل میں ہے سرخ کیون آج پھر لباس تیرا تین ٹرن ہی سرخ غصہ سے روئے شاید یہاں شکن ہی سرخ</p>
	<p>پہولی سے ہر طرٹ شفق مہر اتر رہا پھر آجکل حبیب فضائے وطن ہی سرخ</p>
<p>ہوا کوئی نوشتہ کب خط تقدیر کا نسخ جنگل رنگ سے مشتق سواو خط مشکین ہے وہ ہر اقرار سے دم بھر میں خود انکار کرتے ہیں کراٹا کا تبین نے عمر بھر میری جو لکھا تھا</p>	<p>نہ لکھا خامہ قدرت نے اس تحریر کا نسخ نہیں ممکن ہے اس قرآن کی تفسیر کا نسخ سخن آخر کا ہے اول کی کل تقریر کا نسخ ہو اسے ایک خط غفو اس تحریر کا نسخ</p>
	<p>حبیب اس عہد میں ویسا ہی نسخ کا مقلد ہے تھا اپنے وقت میں جسطرح پیر و میر کا نسخ</p>
<p>عشاق میں کسی کو نہ اتنا ملا سوخ ادنیٰ سا فرق بھی ہے کوئی فرق ظاہری آخر کو بے سبب اونہیں بدظن بنا دیا ہر حال میں بھرینگے اونہیں کا دم وفا ہے مخرب عمارت دولت جہان میں لاتا ہے فرق وقت و اعزاز و جہان میں ہم بھی کبھی وخیل تھے اونکے مزاج میں اہل دول کے قرب میں ہے خوف آبرو</p>	<p>پایا ترے حبیب نے حیرت فزا سوخ ہے انتہاء عروج کی بس ہو چکا سوخ ہما شاق حاسدوں کے دلوں پر مار سوخ ہو بے سبب عتاب کی تشویش مار سوخ طبع وزیر و شاہ میں نا اہل کا سوخ ادنیٰ کا خدمت امر میں سیوا سوخ مشکل ہے آجکل تو رسائی کب سوخ محسود خلق ہے جسے کچھ بھی ہوا سوخ</p>

کہلیا نگا حبیب دم نظم دج شاہ

دکھلائیں آج اپنی عقیدت کا کیا سوخ

## روایت دال محملہ

اوس چشم فسونگر نے کیا جبے نظر بند  
مطلق نہیں ہشیاری و غفلت میں تفاوت  
طوفان میں بہ جائیں نہ اسے دیدہ پرچش  
محبو علیا لث سے ہو کیا منکر ترقی  
کیونکر نہ ملیں پنجہ سزگان کف افسوس  
خود بینی و نخوت کا جنھیں روگ لگا ہی  
بے قید ہیں پائے طلب علم و کمالات  
اسے پیک دعا لیکے پلٹ گو ہر مقصود  
پڑ جاتی ہے فی الفور گرہ یا سکی دلیں  
کرتی نہیں رو کوئی سپر تیغ قضا کو  
کہلتا نہیں جادو سے بیان اونکا کہ اعجاز  
اسکھون میں پھرا کرتی ہے تصویر تہاری

میٹھے ہیں تصور میں کئے حجر کیا در بند  
بیداری سے کیا چشم بصیرت ہے اگر بند  
یہ پارہ دل حسرت و حرمان کے جگر بند  
کس طرح اوڑے لیکے قفس طائر پر بند  
تھے پارہ دل مردم دیدہ کے جگر بند  
در او مکے ہیں دامن پئے ارباب ہنر بند  
رکتا نہیں ہو کر کبھی ہالہ میں قمر بند  
پھر نہ کہیں باب اجابت ہو اگر بند  
میٹھی کو جہان دیکھتی ہیں دست نگر بند  
ایک وار میں بیکار بنا دیتی ہے ہر بند  
ہو جاتا ہے فقریر میں ہر ایک بشر بند  
کرتا ہوں کیس وقت اگر دیدہ تر بند

تیرے لئے دنیا میں حبیب متوکل  
کہلیا میں ہزار اور کرے ایک جو در بند

کیا دکھائیں گے حسین ناز وادامیر و لب  
صحبوتوں میں نہ رہیگا یہ مزا میرے بعد

نہ بنے گا کوئی سر مشق جفا میرے بعد  
صبر دے اہل وطن تلو خدا میرے بعد

حوصلہ شلیگا بیداد کا کیا میرے بعد  
منہ کھلا شخیر قاتل کا حذر خیر کرے  
بخشد سے طاعت واجب ہو قصدا سے معبود  
کہتے تھے کچھ کہ گیا میں وہ ہو ہے چپ ہرین <sup>ٹھا</sup>  
کیون نہیں غیر جو کہتا ہے وہ منہ پر کھلا  
دوست تو یاد رہے شہر طمہ محبت سے یہی  
میر ہی الفت کا بیان کر کے حسین روئینگے  
دم آخر بھی نہ لا کر دیا نامہ کا جواب  
کون دیکھ گیا گلستان تمنا سبز  
آکے اس باغ کو دیکھیں جو ہوا خواہ چمن  
موت مگل میں نکلوا یا تنہا گل چمنوں نے

کون لگا یہ محبت کا صلہ میرے بعد  
دیکھئے آتی ہے کس کسکی قصدا میرے بعد  
کیا کر گیا کوئی یہ دین ادا میرے بعد  
کس سے پوچھوں مرا کیا ذکر رہا میرے بعد  
ہو گی غیبت جو کیا میرا گلا میرے بعد  
دل سے کرنا میری بخشش کی دعا میرے بعد  
دیکھ لگا جو زمانے میں رہا میرے بعد  
نامہ بر بیٹہ رہا آئے گا کیا میرے بعد  
چمن دہر کی بدلے جو ہوا میرے بعد  
ہر زبان پر ہو یہ کیا رنگ ہوا میرے بعد  
ہاے دو دن بھی وہ عالم نہ رہا میرے بعد

زندگی میں ہنوی قدر تو کیا غم ہے حبیب  
داد اس نظم کی دینگے مضحا میرے بعد

ہر اک گلی میں ہوں آکے ماہر و آباد  
نک نہ چاہیے کہتا ہے بسے زخم جگر  
تمہارے تیر جب آتے ہیں دل یہ کہتا ہے  
یہ ذکیال ہنر مند صاحب تکمیل  
پئے وہ جام کہ ساقی بدن میں جان آئی  
حسد نہیں ہے زمانے کا خیر خواہوں میں

الہی پہر ہوا وسیط لکھنو آباد  
ختن کر گئی یہاں زلف مشکبو آباد  
ہزار شکر ہوئے داغ آرزو آباد  
تباہ پہر تے نہ ہوتا جو لکھنو آباد  
یہ میکہ رہے باشیشہ و سبو آباد  
کریم ہو تو رہے خانہ و عہد و آباد



ملا زمین پہ نہ وہ بست ہزار چال خاک  
یہاں سے اوٹھکے وہاں بیٹھے وہاں ہی گئے  
نکل سکے لب عیسیٰ سے پہر نہ تم کی صدا

ہوئے ہیں زیر زمین بھر جستجو آباد  
رہیں ہمیشہ یہ میخانے کو بہ کو آباد  
جہان میں شہر خموشان کرے جو تو آباد

حبیب کلید حزانکو دیکھئے کب تک

کرے قدم سے وہ ہمہ روتند خواہ آباد

لطف آئے کسی برج میں او سکی شنا کے بعد  
ہوتی ہے قدر او سکی جو راحت ہو بعد رنج  
یوں دلوں مرزہ دیتے ہیں ہم ہر امید پر  
مانگوں خدا سے اپنے نیکوں نفس مطمئن  
ہوتی ہے جسطرح شب دیو کی سحر  
کیا خوف حشر جھیل کے دنیا کی سختیاں  
ہو الٹیام زخم زبان کا محال ہے  
ہیں مبتلائے جہل مرکب وہ خیرہ سر  
بدہین معاملات میں درپردہ سادشین  
مذہوم ہے بہار میں اتنا بھی انشراح  
لازم اواسے دین ہے جوت ہو سکے  
سمجھو بنار ہا ہے خطا کار کو دلیہ

رُتبہ زیادہ سے ہے جب کا خدا کے بعد  
پر جانگس ہے فقر کی ایذا غنا کے بعد  
کہتا ہے جیسے خود کوئی آمین دعا کے بعد  
بس ایک یہی مقام ہے بیم ورجا کے بعد  
آتا ہے روز عیش یوہین ہر بلا کے بعد  
مجرم کو چوڑ دیتے ہیں عادل سزا کے بعد  
کیا لطف معذرت سخن ناسزا کے بعد  
ہوتا نہیں ہے جنکو تہنہ خطا کے بعد  
یاران سینہ صاف سے عہد وفا کے بعد  
بیل کا سینہ چاک ہو گل کی قبا کے بعد  
مقبول رب ہے طاعت واجبہ کے بعد  
راضی جو درگزر یہ نہوا التجا کے بعد

انداز ساز و ہر ہے حیرت فرا حبیب

دلچسپ تر ہے بیان جو صدا ہو صدا کے بعد

<p>غم دنیا سے یہ رکھتے ہیں طبیعت آزاد پاسگئے روز کے جہگڑون سے فراغت آزاد بستے ہیں ابر کرم جنکی ہے طبیعت آزاد روز احباب کو دیتے نہیں زحمت آزاد</p>	<p>قید تکلیف سے ہیں اہل طریقت آزاد ہوگا تنہائی و غربت سے صبر کیا ایچھ ہنہین جمتے کسی چہر پہ کبھی ہو کے غبار یار خاطر بھی کہیں ہوتے ہیں بار خاطر</p>
<p>مشکل ہے خدا بار علایق کا حبیب خلق میں چاہیے انسان کی ہمت آزاد</p>	
<p>جیتے جی ہم کبھی ہو لینگے نہ تیری بیداد وہ قسمت او سے بیدار کو بھائی بیداد ہے کبھی شفقت و لہنت کبھی سختی بیداد ایک دن سانس آجاتی ہے ساری بیداد ہو گئی او کے لئے موت کی تلخی بیداد خون انصاف یہاں ہے یہ کیسے بیداد</p>	<p>لے فلک خوب دم داد رسی کی بیداد جس سنگار سے رکھتے تھے نوازش کی امید تمنے یکساں کئے عاشق کیلئے راحت و رنج غضب حق سے امان ملتی ہے کظالم کو فوت مقصد نے کیا جبکا کلیجہ پانی جو سنا خود غصون سے کیا باور تمنے</p>
<p>داد رس ہیں شہ فیجاہ دکن تیر جلیب خوف کیا ہے کسی ظالم نے اگر کی بیداد</p>	
<p>ہر ایک نوع میں موجود ہے فراق کا درد ہمیشہ مہلک اقوام ہے نفق کا درد کہلے قمر سے جو پوچھے کوئی محاق کا درد تو پہل جاتا ہے انسان کو منق کا درد کہے بھی کر کوئی بے ساز و سیلے راق کا درد</p>	<p>عیان ہے سنگ سے آہن کے اشتیاق کا درد وہ سنگ ہے نہ جس دل میں اتفق کا درد ہو انہیں ہے بلا وجہ کوئی دل پر داغ گلے میں پڑتا ہے جو وقت رنج کا پھندا نہ سمجھے گا جو ہمیشہ رہا ہے با سامان</p>

مہین بھی بہاؤ لازم ہے اسکی چارہ گری ہمارے دلپہ بہت شاق ہے نفاق کا درد

حبیب خوب تھی طرز کلام اہل عرب  
ہو اسے ہندین حالی کو اس مذاق کا درد

اب نہیں جو روحنا کے متحمل ناشاد  
ایک دن بھی دل لیلیٰ میں نہ گذر ایہ خیال  
یوہین فرقت میں ہیں اسے گل تر و عاشق نالان  
بے سبب ہوئے ہیں گر خون بلا سی ہو جائیں  
آج پر کیا ہے ہمیشہ سے ہے دنیا کا یہ رنگ  
دل و جان سے ترے پابند ہیں جو حلقہ گروش  
ہے مقدم او نہیں مظلوموں کا پاس خاطر  
تیری تقدیر میں راحت ہے تو پیش آئیگی  
دسمم مانگنے والوں سے زیادہ خوش ہے  
واد مصا بر کی بہت جلد نہ کیوں دے مالک

تاہ کے رکھے گا یہ پرخ مراد دل ناشاد  
آ رہا ہے مرا مجنون پس محل ناشاد  
جیسے کر لے تہین فغان ہو کے عناد ناشاد  
آ کے مقتل میں پلٹ جائے نہ قابل ناشاد  
شادمان ناقص و بے علم ہوں کامل ناشاد  
ہو گئے کیا دیکھ کے یہ طوق و سلاسل ناشاد  
داد خواہوں تو نہیں رکھتے ہیں عادل ناشاد  
سختیاں جہیل کے کہیں ہوتا ہی بدیل ناشاد  
او سکے در سے نہیں پھر تا کوئی سال ناشاد  
بچ نہیں بھی نہیں ہوئے متحمل ناشاد

سچے ہمدرد ہیں رہتے ہیں جو ہر وقت حبیب  
دیکھ کر کلفت اقران و امثال ناشاد

## ردیف دال ہندی

ماز رفتار چرخ روشن پہ گہنڈ  
نفس سرکش کو دبا کر یہ خوشی کیوں ایدل

ہے جوانی پہ غور آپ کو جو بن پہ گہنڈ  
ہو گیا تجھ کو ظفر پاتے ہی دشمن پہ گہنڈ

دلبری کی وہ ادا تھی یہہ دلیل الفت  
 قافلے لوٹتی ہے اونکی نگاہ خونریز  
 ہمہ تن جوہر قابل ہوں مجھے زیبا ہے  
 فصل گل آئی بنی تخت زمرہ ہر شاخ  
 خاک میں ملے بنے سر مرچشم امید  
 سرگذشت اپنی کہیں ہم تو پسچین پتھر  
 رہنے دی ہی یہ امانت تری ای دست جنون  
 تم ہی ایجان سی ملے چلو سیر کو آج  
 سائے زلف نے بجان کیا دولون کو  
 سہی کبھی ہند میں مرغوب ادا ہے بت چین  
 تھا مسلمانوں اک دن یوہین بنداد پہ فخر  
 کر دیا برق حوادث کے تم نے برباد  
 حسن تدبیر کی تحسین کریں کیوں نہ حبیب

ہم کو بتیابی پہ ناز اونکو ہے چتون پہ گہنڈ  
 کار فرما کو ہے بیباکی رہن پہ گہنڈ  
 زر خالص کی طرح اپنے کھرے پن گہنڈ  
 عند لیڈونکو ہوا حسن شیمین پہ گہنڈ  
 میرے درون کو ہے اوس قصر کردن پہ گہنڈ  
 خوش گلو یون نگرین بہر کبھی ساون پہ گہنڈ  
 آستین پر ہمیں غم ہے نہ دامن پہ گہنڈ  
 پہر گلستان کو ہوا تختہ سوسن پہ گہنڈ  
 سانپ والو نکا تھا اوڑتی ہوئی ناگن پہ گہنڈ  
 حسن و خوبی کو ہے انروزون میں لندن پہ گہنڈ  
 اہل مغرب کو ہے جطر حسے لندن پہ گہنڈ  
 نہوا تھا ابھی دہقان کو خرمن پہ گہنڈ  
 بخت بد کرتا ہے بد خواہی دشمن پہ گہنڈ

## روایت ذال مجہ

بلکے اک اشرفی کو خوبی تقدیر سے کاغذ  
 منور ہو جو تمثال بت بے پیر سے کاغذ  
 خط گلزار میں لکھون کا نامہ اوس سمنبر کو  
 ہوا دشوار مجھ کو اشتیاق وصل کا لکھنا

ورق سونیکا بنجائے تری تصویر سحر کاغذ  
 تو بدلیں اہل ثروت منصب جاگیر سے کاغذ  
 بنے کا تختہ گل خوبی تحریر سے کاغذ  
 اوڑا بنکر کیو تر پہلے ہی تحریر سے کاغذ

فقط قید ضوابط و وجہ حفظ ملک و دولت سے  
 ضرر پہنچا نہیں دیتا ہے مصلح کو کوئی سرکش  
 کیا بیجان مرغ نامہ بر کو پہرہ تنگ نے  
 ہمارے آپ کے رسل شاق ہیں سپر  
 دبا نامہ کا منقار میں سیکھا کبوتر نے  
 لفظ میں نہیں بیوجھ خطا نے منہ چھپایا ہے  
 ودیعت خامہ مشکین کی لیکر سادہ لوح کو  
 لکھے عرضی اسیر زلف مشکین شاہ خوبان کو  
 ردیف ذال وجہ ابتداء لفظ و معنی ہے ق

وہی دربان ہے چپکا دین اگر زنجیر سے کاغذ  
 بنا بیٹھا تو پہر کب کٹ سکا شمشیر سے کاغذ  
 عیوض پر گیر ہوئے ہے جو چپان تیر سے کاغذ  
 جلادیتے ہیں حاسد چہین کر رگیر سے کاغذ  
 تباہ حب اوٹھا کر مینے کاغذ گیر سے کاغذ  
 پڑھو اوس راز کو نام سے جس تحریر سے کاغذ  
 کیا بیگانہ نگ طبع نے تحریر سے کاغذ  
 بہم پہنچے جو زندان میں کسی تدبیر سے کاغذ  
 تعلق کس طرح پیدا کر گیا تیر سے کاغذ

حلیب اہل سخن کی بذلہ سنجی ہو اگر کہدین  
 بنا ہے تھنہ مشکین تری تحریر سے کاغذ

سمجھے نہ بات بات کو کیون کام جان لندین  
 شیریں کسی طرح نہ بجا آب شورا شک  
 بخشا ہے مشت پر کو قناعت نے یہ وقار  
 راحت نام ہے حد سے گزرنیکے بعد رنج  
 غم کا اثر مٹاتی ہے انجام کی خوشی  
 ہر شب بے ہوا نہ زلف دراز یاہ  
 تبدیل ذال اللہ میں نہیں لطف ساقیا  
 عذاب تازہ ہیں چمنستان حسن کے

تقد و نہایت سے ہمارا بیان لندین  
 قانون کے بعد بھی نہ ہو میں گالیاں لندین  
 حق نے کہے ہا کیلئے استخوان لندین  
 ہے وقت جوش گرنگی خشک نان لندین  
 سمجھی ہمیشہ تلخی مے کو زبان لندین  
 ذکر وہان دل سے ہوئی داستان لندین  
 ہے ہرگز کی سے آج سے ارغوان لندین  
 کیونکر نہوں تر سے لب شکر نشان لندین



مرغوب ہے ہر ایک طبیعت کو انقلاب  
کے تلخ سے ذائق کی تلخی سے کوئی شے  
پہیک ہے گر سخن میں ماحبت بنو حبیب

کہتے ہیں ہر جدید کو اہل جہان لذیذ  
ہے وصل یار سے کوئی نعمت کہان لہیز  
ہوتا نہیں بغیر حلاوت بیان لذیذ

## رولیف رائے محلہ

مجبور کر رہا ہے مجھے ضبطِ آہ پر  
آخر اثر ہوا یہ دل کینہ خواہ پر  
کہہ دے گا دردِ عشق جو بگڑو گئے آہ پر  
انسان جان دے نہ اگر عروجِ جاہ پر  
دیکھیں ہمارا حال وہ عبرت کی آنکھ سے  
کیا ہوگی اور گوشہ نشینوں کی ملت  
بے جستجو جہان میں ملی سکو آبرو  
آپس کا میل جوں بڑھا دور کر افاق  
ناحق فلک سے کرتا ہے بیداد کا گلہ  
ظالم نہ ہو گا خلق میں مشہور حق شناس  
ہر شب ہیں شمع خلوتِ دل داغِ آرزو  
جاہل نہ کر عوام کی تحسین پر غور  
ہے عاصیوں کو جستِ مہمو کی صدا  
دیکھا ہوا نہ اس پہ بھی تاریکے شب عیش

ظالم خدا سے ڈریہ ستم بگینا ہے  
آنسو ٹپکے پڑے مرے حالتِ تاثر  
لازم سوال جرح نہیں اس گواہ پر  
کیون ہو اجل کو پہو لکے رائے نگاہ پر  
ہے یارِ ناز جنکو تری رسمِ واہ پر  
بالِ ہما ہے تاجِ سرِ بادشاہ پر  
پیا سا ہمیشہ دوڑ کے جاتا ہے چاہ پر  
اسے بو الہوسِ نظر ہے تری گرفتار  
جسنے کیا عیش بھی تم داد خواہ پر  
کر کے میری حقوق کا خونِ اشتباہ پر  
خلعت کو ناز ہے مرے بختِ سیاہ پر  
نفرینِ عاقلموں کی ہے اس واہ واہ  
توتہ کا در کھلا ہے جو آتے ہو رہ پر  
دل کا وبال پڑ گیا آخر نگاہ پر

<p>ہوتے ہیں شیخ و پیر و معان آج متحد شاید ہے فرخ عہد وفا کا اونھیں خیال</p>	<p>مجمع ہے میکشون کا درخافتہ پر ساکت ہیں پھر معاملہ روبراہ پر</p>
<p>کب کمال سے نہیں ہاتھ آئے کیا حبیب احباب کی نظر ہی نہیں دستگاہ پر</p>	
<p>شباب قیس کو بھی رشک ہوتا میرے بچپن پر بھرے ہیں کشت دل میں دامن کاغذ آتش زار ہوا خواہی کا جن پہ لونگی دم بھرتا تھا اک عالم نقاب لٹو تو ہوں نظارہ باغ حسن کا گلچین میرے چاک گریباں کا رنواک وجہ حیرت تھا تعلق چھوٹ جائیگا ماکا نون سے مکینوں کا غبار راہ ہستی خاک چھوٹا غسل دینے سے توکل کا مٹایا نام اطمینان دولت نے مزا ملتا ہے دل کو اشک خونین کی شہزادیت گواہ بیگناہی ہے لب سو فار کی سرخی سوا دھڑم عاشق پیشتر رکھتا ہے نوزانی مصائب میں مقدم ہے تحفظ خوش خیالی کا</p>	<p>وہ مجنون ہوں پلا جو کھیل کر صحر اکراس پر اوڑا دنگا دھوئیں بجلی گرے تو میری خرمن چ نہیں لاتا ہے کوئی سبزہ و گل افنگی مدفن پر نہیں پروانہ آسکتا چسپاں زیر داغ بچ کہ رشتہ بنے مرگان رنگیا ہے جسم سوزن مگھا یاس کا عالم ہے دیواروں کے روزن کفن اجلا اوہر پہنا اوہر سیلا ہوا تن پر بنے ہم دوست کے بدخواہ تکیہ کر کے شمع یہ طفل ناز پرور لوٹتے رہتے ہیں دہن پر جھایا ہنسنے کیسا رنگ دیکھو آب آہن پر وہ جلوہ عہد موسیٰ میں جو تھا وادی کہن پر ہو امین چار میے فالوس رکھنا شمع روشن پر</p>
<p>نہیں آسان حبیب نکتہ سخن جہان ہوا بڑی جان کا ہیون سی دسترس ہوتا ہی اس فز</p>	<p>نہیں آسان حبیب نکتہ سخن جہان ہوا بڑی جان کا ہیون سی دسترس ہوتا ہی اس فز</p>
<p>کردن مشق سخن یوں پیرور نگ جہان ہو کر ولہ رہے میری فصاحت جوہر تیغ زبان ہو کر</p>	<p>کردن مشق سخن یوں پیرور نگ جہان ہو کر ولہ رہے میری فصاحت جوہر تیغ زبان ہو کر</p>

امیدین نقش پائے سہی نکر نا امید ی مین  
 دمایوسی بہایا جسے دلکا خون آنکھوں سے  
 برا ہو دشمن اعزاز کا سبکی نگا ہوں مین  
 اجازت دیکے عرض دعا کی خود ہوے برہم  
 ہوا کی امن و آسائش کی اکثر خانہ بربادی  
 وقایق پر نظر کرنے سے وقت بڑھتی جاتی ہے  
 وہ کوشش کیجئے رہ جائے نام نیک محشر تک  
 جو کچھ کرنا ہے کرو سوچیں بیٹھے ہو کیون یاد  
 گئے جو منزل رہتی سے اب نقش قدم اونکے

رہینگے مجھ کو آزاد ویسے مانع بیہریان ہو کر  
 کہہ سکتی ہے ابھی پہلو مین یاد رفتگان ہو کر  
 سبک ٹھہرے خارا رز و سے سرگران ہو کر  
 مسرت و جہ حیرت بنگی قفل دہان ہو کر  
 تمنائیں سدائش آئین مجہ سے سختیاں  
 زمین شعز کھلاتی ہے نیزنگ آسمان ہو کر  
 مزایہ ہے کہ موت آئے حیات جاودان ہو کر  
 متاع عمر ہاتھ آئی ہو کسکو را یگان ہو کر  
 نظر آتے ہیں چشم حسرت و اماندگان ہو کر

حبیب مبتلا سہیلانہ ہمنے لاکھ کوشش کی  
 پھر آخر تری الفت مین رسوائے جہان ہو کر

زنگ صحبت کا طبیعت مین جما خو ہو کر  
 تازگی کا یہ مزہ ہے کہ جہان مین پہیلے  
 ہے جہان دیدہ کی آنکھوں کا یہی عین کمال  
 ہو مری آہ رسا گرتو پریشان ہو جائے  
 اثر غم نہ ہو لکش کی کہوں کیا حالت  
 نگہ یاس مین کھٹکے تھے جو ارمان میرے  
 حسرت اوس کشتہ اندوہ پہ جس بیکس کی  
 دل سے مٹ جائے کسی طرح یہ نقش امید

بت پرستوں مین مسلمان رہی ہندو ہو کر  
 گل مضمون سے حقیقت کی ادا ہو کر  
 تولتی رہتی ہیں مردم کو ترازو ہو کر  
 عارض شاید افسردہ پہ گیسو ہو کر  
 ہوش کہو دیتا ہے انسان کے جادو ہو کر  
 اک زمانہ ہوا سب بھگئے آنسو ہو کر  
 اہل نائی بھی تو بد خواہ کا فتابو ہو کر  
 کہیں ٹھہرے بھی طبیعت مری یکسو ہو کر

بیٹھتے اوٹھتے تہین دہیان رہے زانو غیر  
دے نہ آزار مجھے رنج کا پہلو ہو کر  
میری قسمت کی کجی گر کبھی بد سے قالب  
چشم خواب نہ جگہ لے خم ابرو ہو کر

جرعہ بادہ راحت جو کردن نوش حبیب  
نیش حسرت مجھے بجائے گا او چھو ہو کر

تھی گھٹایا س کی چھائی ہوئی بیچاروں پر  
مجھ سے جو ہو گا محبت میں وہ کر گذر و نگا  
قید و حشر میں لکھا قصہ مجھوں لیلی  
جو کہا حضرت واعظ نے بجائے لیکن  
باتیں دو چار وہ پوچھو گے جو چپکے ہیں یاد  
بیٹھے بیٹھے تہین کیا سوچی یہ وحشت کیسی  
گر مہی حسن گئی رخ چمکے بھی تو کیا  
آس توڑی مری بوقت نہ آیا خیال  
اہل زرب ہوئے ہمایہ کی عسرت و ملول  
ربط غیروں سے خوش آیا نہ انہیں کیون جہا  
جگر و دل کی نقاہت سے پریشان ہیں جو اس  
جان جانی ہے تو پہر مفتیں کیون جانی پائے  
غلبہ کس حسن جہانوز کا آیا تھا خیال  
دیکھ واعظ وہ اوٹھی جانب میں نہ گھٹا  
الھت حور جان میں میں قیاس کے قیود

بارے رحم آگیا خود او کو گھنگاروں پر  
آپ قائم تہین رہتے کبھی اقراروں پر  
تیرے سودا کی نے زندان کی دیوار و پنہر  
ور تو تہ تو تہین بند ہے میں خواروں پر  
بس نگرین کرو رحم دل افکاروں پر  
خود چھری پہیرتے ہو اپنے طرفدار و پنہر  
دھوپ ڈھلتی ہوئی چڑھ جاتی ہو دیوار و پنہر  
سب دم نزع ترس کھاتے ہیں دیوار و پنہر  
کی کہان پہولون نے بخشش کی نظر غار و پنہر  
خفگی کا بھی باعث ہے رونا و دیوار و پنہر  
یاس چھائی ہے مر یضون کی پرستاروں پر  
جب ہے مرنا ہی مرین کیون نہ طر حدار و پنہر  
بستر گل نے لٹایا ہمیں انگاروں پر  
ناز ہے رحمت باریکو سیہ کار و پنہر  
شاق کہ طرح نہون تیرے طلبگار و پنہر

حشر میں دینگی شہادت یہی خوزیری کی  
شیخ کا حال سنا جیسے بوتل نخلی  
اصل ثابت ہے وہی شرع کا اک پرودہ

ناز کیوں ہے ستم ایجادوں کو تلواروں پر  
مسترض تنہی ہی کل تک میرے کرواؤں  
داغے تسبیح کے سب پہرے ہین زنا روں پر

اوٹھہ درپیر خرابا سے ملے حبیب

ایسے افعال سے حوت آتا ہے دینار و پیر

کیلی جہہ سائی سے کہی کہتا نہیں پتھر  
کہلا اب رکھتے ہین پہلو میں پہنان نازنین پتھر  
بٹھایا خاتم عزت پہ تیرے نام نامی نے  
دکھلے پہر نہ کیوں تاثیر اپنی جذب روحانی  
تلاش یار میں کیا خار دامنگیر بہت ہوں  
جو میں آگو کہن دون جان شیریں عشق شیرین  
گمراہوں فیض اعجاز نبوت سے وہ موم ہون  
پس مردن رہی قلب و جگر میں گریہ سوزش  
یہ کہتا ہے کسی نامہربان کا مہربان ہونا  
گرین ہر سنگدل پر جلیان ایسے حوادث کی

وہ چو کہت موم کی چو کہت سے یہ میری جہت  
نہ تھا معام میں قلب بتان مہ جبین پتھر  
دگر نہ ہے یہ ظاہر تھا حقیقت میں نگین پتھر  
یقین ہو جاے جب حاجت روا ہی بالیقین پتھر  
ہوئے نام ملے جب سدرہ بنکر کہیں پتھر  
تو دکھلائے بجائے شیر جوئے انگبین پتھر  
چہ پائین پہر مخلف گر میان آستین پتھر  
تو لوح سنگ مرم ہوگی از خود آتشین پتھر  
پس جبین گے تری گرمی سے آہ آتشین پتھر  
کہ دیتے ہین گواہی تیری آہ آتشین پتھر

حبیب آئے کہاں سے تازگی نخل مضامین

جہاں تک دیکھتے ہے یک قلم یہ گلزمین تھپس

ہے زیان کا سود کی کوشش میں آٹھون پھر  
ہے خدا سے یہ دعا می سیمبر آٹھون پھر

وقف بیتابی ہو دل مضطر جگر آٹھون پھر  
ہو مراسم اور تیرا سنگ در آٹھون پھر



پاک باطن سب سے زینت و ناز میں تکلف کچھ نہیں  
فکر حالات جہان میں جسے کرتی آنکھ بند  
چھوڑ کج سمجھی کو بن چپ ہو کے ربکا ہمزبان  
دوستوں سے ملنے جلنے میں ہر لازم قید و قوت  
گرنے ساز و برگ ہو آزاد بن مانند سرو  
نیک مردوں کا بدون پر بھی گمان ہوتا ہونیک  
سب تو یکساں تلمط کر جو ہر خواہان عیش  
جو غنی ہیں و لکے خوبو ادن کی چہرے کتنی نہیں  
دمدم گھڑ پال کا بجنا ہے کو س الرحیل  
خواب دیکھا تھا کوئی یا صحبت احباب تھی

ہیں یہ آپس میں شریک ماحضر آٹھوں پہر  
کار عینک کرتی ہے اوسکی نظر آٹھوں پہر  
فکر تالیف جہان اسطرح کر آٹھوں پہر  
ایک حالت میں نہیں رہتا بشر آٹھوں پہر  
بید بخون سانہ رہ آشفستہ سر آٹھوں پہر  
بد گمان نیکوں سے ہیں ارباب شتر آٹھوں پہر  
اس چمن میں چلتی ہے باد سحر آٹھوں پہر  
عنچے مٹھی میں لئے رہتے ہیں در آٹھوں پہر  
کاروان عمر ہے گرم سفر آٹھوں پہر  
عیش میں یا ہو گئے تھے مختصر آٹھوں پہر

آجکل ہے کچھ عجیب عالم جلیب زار کا

ہاتھ دلیر ہے تو آنکھیں سوے ڈاٹھوں پہر

بہلا روئیں نہ اپنے دیدہ گریان لہو کیونکر  
مقابل ہوا الہی مجھ سے وہ آئینہ رو کیونکر  
یکایک وصل کی اون سر کرین ہم گفت گو کیونکر  
نظر آئیں خدایا کو بکو وہ ماہر و کیونکر  
نمک زخموں پہ دم خندہ قاتل چہرے کیونکر  
کبھی پہاڑا اگر بیان کہا ہے تہہ سر کبھی چکا  
تہمین آنسو بہلا کسطح جہ پکالے سے کیونکر

کہہ ہیں کیا کسطح ملکر چٹا وہ ماہر و ہو کر  
اوسے دیکھوں میں دیکھوں تنگی حیرت ہو کیونکر  
یہ مطلب ہے تکلف لب تک آئی دوید و کیونکر  
نگمہ کی طرح سے آنکھوں میں رکھوں لکھ کیونکر  
دل صد چاک پر اپنے بہلا ہو گا رفو کیونکر  
تا سنے کہ اس وحشت میں کہوئی آبرو کیونکر  
رکین ان پیچیدہ کئے ناتوان سی آج کیونکر

<p>ہوئے ہیں خاک پا پوسی کی حسرتیں مگر دیکھیں ادھر پُر درد آہیں ہیں ادھر ہر نیچی نگاہیں ہیں پس مردن ہماری خاک کے ذرے پریشان ہیں نماشا ہے ذراستونکی کیفیت بھی دیکھو آؤ دھوان مجنون کی آہوں کا سواد دیدہ نیلا</p>	<p>نکلتی ہے پس مردن ہماری آرزو کیونکر چھپے راز محبت بیٹھنے سے رو برو کیونکر ذرا دیکھو تو کرتے ہیں تمہاری جستجو کیونکر ہیں چلتے کس طرح ساغر لڑکتے ہیں سب کیونکر نہو ہر شب بلا گردان زلف مشکبو کیونکر</p>
--	---

حلیب احباب کی خاطر سے کہلو یہ غزل و نثر

پریشانی میں ہوم بہر طبیعت ایک سو کیون کر

<p>آنے کا سنا جاؤ خدا را کو سیدن اور وہ ہوں مرے مہمان میں کروں شکر کو سجد کیون نامہ رسان آج بھی وہ شوخ نہ آیا ہر وعدہ پہ کہتے ہیں بنا کر وہ کوئی عذر مجبور ہوں کیا اسکے سوا ہے مجھے چارا یہ کہ لکھوں اونکو بہت خوب گراں لیکن یوہیں ہفتہ یہ گزر جائے تو پوچھوں وہ آئے ہیں مطرب کے ہنسی ہی ہوسا آتی ہے خزان ببل شوریدہ نہ اترا</p>	<p>ہوگا مری تقدیر میں ایسا کو سیدن اور اسطہر کا آجائے خدایا کو سیدن اور ہے ملنے سے انکار کہ ٹھہر کو سیدن اور بہتر تھا جو ملنے کا ٹھہر تا کو سیدن اور لکھ بھیجوں سمجھ کر یہ اشار کو سیدن اور تجویز کریں آپ ہی اچھا کو سیدن اور فرمائے اب انکے علاوہ کو سیدن اور میرے لئے ایسا تو نہ ہوگا کوئی دن اور شاید نہو پہر عیش کا ایسا کو سیدن اور</p>
--	--

موقوف قیامت ہی پہ ملنا ہو حلیب آؤ

اس سے ہی تو اب دور نہ ہوگا کو سیدن اور

<p>جانگلس ہے یاد زلف من خین یاں شام و سحر</p>	<p>ہو رہی ہے قتل کی تدبیر و ان شام و سحر</p>
---	--

صحبۂ قلب و جگر سے ناک میں آیا ہوم  
 رخصت امی بہارمیں دل مرزہ امی شوقِ نصال  
 ہو کے برعم آگئی زخیر ترے زلف دوتا  
 باغ میں آئے ہیں وہ دو چار دکنے واسطے  
 ہوں کسی کا خون ناحق روز کہتی ہے شفق  
 لیٹے وہ گل آکے جس بہر پہ بوجہ تہی نہیں  
 کہینچ کر بنت المصیب لیجاتی ہے مینا نیکو  
 سیکڑوں رفتار پر مٹجائیں نثلِ نقشِ پا  
 بلبلو تکو چوڑ دے صیاد ہو فضل بہار  
 کہو لکر گیسو اگر چہرے الٹیں وہ نقاب

دولون پہلو میں بین نالان ایکسان شام و سحر  
 کل سے آتے ہیں وہ ہو کر مہربان شام و سحر  
 دیکھ لے آئینہ میں ہیں ایکسان شام و سحر  
 آجکل بیل ہے میری ہم زبان شام و سحر  
 درپے بیدار ہے کیوں آسمان شام و سحر  
 سو گتے ہیں میرے تکتی راز دان شام و سحر  
 جانتاں ہی یہ بلائے بے مان شام و سحر  
 سیر کو نکلیں جو وہ دامن کشان شام و سحر  
 دینگے خوش ہو کر دعا یہ بے زبان شام و سحر  
 یک زبان ہو کر پکاریں الامان شام و سحر

ہے حبیب خستہ نالان رات دن مثلِ حبر

دکو ہے رنجِ فراقِ رفتگان شام و سحر

دکو ہے رنجِ فراقِ رفتگان شام و سحر  
 سرگران ہیں عادی رطل گران شام و سحر  
 گوچہ ہائے گیسوئے مشکین میں کیا اندھیر ہے  
 ہے جگر پر داغ اور دلیں بھری ہیں حسرتیں  
 اسی جگر دل کی طرح تو بھی کہیں بہہ جائیگا  
 منزلِ جانا کا اب تک کچھ پتا ملتا نہیں  
 پہچلی ہیں دکو سوئے کوئے قاتلِ حسرتیں

میرے یوسف کو ہے ہادکاروان شام و سحر  
 بارزاید ہے وبالِ کاروان شام و سحر  
 لٹے ہیں ان راستوں میں کاروان شام و سحر  
 کاروان ہی روبروی کاروان شام و سحر  
 چل رہا ہے آنسوؤں کا کاروان شام و سحر  
 ہے روانِ عمر روانِ کاروان شام و سحر  
 کس ترو دین ہے میرے کاروان شام و سحر

روز و شب ہیں وادی غمت میں میری رویت  
 عرش پر ہوگا دماغ رہروان کو سے عشق  
 سرگین ہوں تیری آنکھیں یا کہ خواب آلود ہوں  
 خاک کا میری رہ الفت میں کیا ہوگا نشان  
 بحر الفت پر بنا ہے پل مرا سنگ مزار  
 دیدنی ہے تیرے دیوانیکی از خود فتگی  
 ہنستے آئے تھے چلے گلزار سے رفتی ہوئے  
 محشرستان تمنا ہوگی خلوت یار کی

عمر مستعجل کے میر کاروان شام و سحر  
 آسمان پر ہے غبار کاروان شام و سحر  
 لوٹ لیتی ہیں یہ رہن کاروان شام و سحر  
 روند تار ہوتا ہے مدفن کاروان شام و سحر  
 جہیلتا ہوں سر پہ بار کاروان شام و سحر  
 تاج سر ہے فرش راہ کاروان شام و سحر  
 عبرت افزا ہے گلوں کا کاروان شام و سحر  
 چل رہا ہے حسرتوں کا کاروان شام و سحر

عرش منزل ہے مرے افکار بلغ کی حبیب

خلوت دل ہے سر آئے کاروان شام و سحر

چہری پہیری سے چلتی چلتی ہو کر خلق کمال پر  
 ٹوٹتا ہوں نہیں چلتا ہے کچھ بس تانہ کمال پر  
 بنا رکھا ہے اک عالم کو ناحق غیر ست مجنون  
 لہجہ بخشش تک جا کر رہی محروم ہو سے  
 جفا ملکر وہ آئے ہیں دلوں کا نقد سودا ہے  
 بساط دل میں تھا اک ذائقہ بھر مہاوہ بھی  
 سخن شاہد ہے دعویٰ پر اگر منصف طبیعت ہو  
 اسی تشویش میں اوٹتے نہیں ہم کوئی جانکر  
 پہرینکے ڈھوڑتے تجکو وہ ہیں صحرا کی وحشت میں

ٹوٹ جاؤں نہ بعد فوج کیوں میں پاک قاتل  
 یہ نادان آج شیدا ہو گیا برو سے قاتل پر  
 گمان ناقہ لیلیٰ ہے اوس کافر کی محفل پر  
 ہم اوس پانی کے پیاسے تھوڑے تھوڑے پالہ ہو  
 شہادت خواہ دوڑیں خون بہا ہی دست قاتل پر  
 ہو رووے نہ کیونکر برق خندان میری حال پر  
 حقیقت نیک و بد کی آپ کہلاتی ہو قاتل پر  
 یہ بے قابو نہ ہو جائے بہر و سا ہو کسی دل پر  
 پتہ پوچھینگے دیوانوں سے جب پہونچینگے منزل پر

خدا کی واسطے پہر فوج کر کے دیکھتے جاؤ  
خط تقدیر سے میرا جسے سمجھیں سب جو  
تمہارے کوچہ میں ہر دم یہ مجھ کو پہنچاتا ہو  
بشارت دیر ہی میں غش میں بھی شاک ہو نیکی  
ثواب فوج کا وہ مدعی میں خون ناحق کا  
جفا میں کر کے ناحق شاد ہو لے دل میں اور ظالم

ذرا تلوار کا پانی چھڑک دو مرغ میل پر  
برات جان و دل لکھی ہوئی ہے تیرا قاتل پر  
بجھ لو اس سے تم صاحب مرا قابو نہیں لے  
سو نگہاتے ہیں چھڑک کر عطر مٹی کا بھوکل پر  
سند بنکر مرا محضر بندہ بازو سے قاتل پر  
عیوض تیرے تم کا منہ بھی چھوڑا ہو عادل پر

گزرک بازار سے لے لینگے کہلو حبیب میں بوتل  
حبیب اوٹھو گھٹا آئی پسین گے چلکے راج

## روایت اسے ہندی

کافی ہوئی نہ روح کو تنہا بدن کی آڑ  
غربت میں یوں کیا ہی تعلق نے پائی بند  
عالم ہے اہل فیض کے جلو سے مستفیض  
ہوتا چونکہ بات بات میں قصہ مخالفت  
مٹھی میں دیکھے کار جہان پیتا ہی چرخ  
غافل لحد میں خلعت اعمال کو کبھی  
لی نہیری فرد جرم جو عادل نے ہاتھ میں  
دکھلا رہی ہے تختہ سنبھل پہ چاندنی  
میرے گناہ ڈھو رہتے پھرتے ہیں رات دن

بالیدہ ہو کے جسم نے لی پیرہن کی آڑ  
جس طرح اشک شمع کو روکے لگن کی آڑ  
سورج کی ضو کو روکے گی کبتا گہن کی آڑ  
خلقت کی وقت ڈھونڈ ہی زبان نے دہن کی  
مہندی ترشتی رہتی ہے بنکر چین کی آڑ  
ہو گی نہ مکلفی ترے او جلے کفن کی آڑ  
چھپنے کو ڈھونڈنے لگیں سطرین شکن کی آڑ  
عارض کی ضو کو زلف شکن و شکن کی آڑ  
دامان لطف و مہمت ذو الممن کی آڑ



<p>عسرت کی خود بین بے سرو سامانیان گواہ دشمن ہے وہ عزیز جو دشمن کا دوست ہو چہرے کی منو سی خط شماعی ہوں تیلیان</p>	<p>کیونکر چھپائے اسکو لباس کہن کی آڑ کہلواتی ہے شکار بہن کا بہن کی آڑ چلمن اگر ہو مہر رخ سیمتن کی آڑ</p>
<p>کچھ ڈر نہیں ہے تیرا اونٹنا اسی حبیب حصن حصین اس کے شاہ و کس کی آڑ</p>	
<p>اولجہن ہو دلی کم کوئی ایسا فسانہ چھیڑ کرتا ہے صنم جو سی جان عامیا نہ چھیڑ ہے آج پاس ملت و مذہب کا حال کیا مشکل ہے اونکے ساتھ ہمیں وضع کا بنا مرغوب ہی نہ حق نہ بیر اور نہ شامپین پٹا کہا نکا کسا خیال اور کہان کی دہن ساتی خار غفلت صد سالہ دور کر پاتے نہیں عزیزوں میں جز کینہ نفاق</p>	<p>پہرہ ذکر زلفت یار کا باد صبا نہ چھیڑ جو ذکر چھیڑ دیکھے رنگ زمانہ چھیڑ اس بحث کو برائے خدا و اعطائے چھیڑ کرتے ہیں بات بات میں جو عامیا نہ چھیڑ بیٹھے ہیں ہم بھرے ہوئے بہر خدا نہ چھیڑ دہر پت الاپ اور نہ کوئی ترانہ چھیڑ مطرب غزل موافق حال زمانہ چھیڑ کچھ رنج کے سوا نہیں حاصل نکلا نہ چھیڑ</p>
<p>جی چاہتا ہے قطع تعلق کو اسی حبیب اہل وطن کی خوبیوں کا تذکرہ نہ چھیڑ</p>	
<p>چل نہیں سکتی وہاں ذہن برس کے جوڑ توڑ ہے نظر انداز کوئی کوئی منظر و نظ کج ادائی بات سے ہر جگہ کھیل رہی سب کہیں پہر کچھ نہیں حرف آئی پائی کیا مجال</p>	<p>اونکی چالیں ہیں قیامت کی ملاکی جوڑ توڑ دیکھنا اوس بت کی چشم فتنہ ناس کے جوڑ توڑ سیکھ لے اوس فتنہ گر سے کوئی آکی جوڑ توڑ گر کرے کوئی تو یوں پہلو بچا کے جوڑ توڑ</p>

پاکے قابو کرتے ہیں اہل غرض کیا دنوں گناہ	چلتے ہیں مطلب کی چالین مدعا کی جوڑ توڑ
دوست بنکر کرتے ہیں نیکی کے پردہ میں بدی	راج نیت سے دیکھو اغنیا کے جوڑ توڑ
سختیاں استاد ہیں انسان کی دنیا میں حسیب	کرتے ہیں مغلوب کو غالب سکھا کی جوڑ توڑ

## روایتِ رائے معجم

جان تازہ ہوتن میں وہ سادے اگر آواز	ہر دم رہ مطلوب میں ہوں گوش بر آواز
بیجا نہیں فرقت میں تمہاری مرے نالے	جاتے ہو جد ہر دیتے ہیں سنگ و شجر آواز
ہو جاتی ہے دلپر کبھی مسرہ یاد کی تاثیر	وہ مجھ کو بلا لیتے ہیں پھسچان کر آواز
ٹائے نہیں ٹلتیں شبِ فرقت کی بلائیں	اب مجھ کو سناتا نہیں مرغِ سحر آواز
اس شکل سے رونامرا بے سود نہوگا	دے اونکو اگر حالتِ دل کی خبر آواز
وہوگا مجھے ہوتا ہے کہ تم آئے ہو صاحب	دیتا ہے جو آکر کوئی بیرون در آواز
مشتاقِ مہرِ شام سے ہیں منتظر وید	گر بام پر آتے نہیں دوایقمر آواز
چھوڑا مجھے غمخوار گئے ملکِ عدم کو	مٹا نہیں کچھ اونکا نشانِ دون کدھر آواز
ای صنفِ چہٹا مشغلہ ناکہ و فریاد	اب منہ سے نکلتی نہیں دود و پیر آواز
سے پنج خزانِ دردِ اسیری سے زیادہ	کیا دون تجھے صیاد میں آواز پر آواز
جب قافلہ صبرِ چلا دل ہوا نالان	اکثر یہ جرس دیتا ہے وقتِ سفر آواز
نالوں سے مرے کیون نہ ٹھہرین عرشِ کج	اونکی بھی ہلا دیتی ہے قلب و جگر آواز

کیا شکِ حبیب جگرِ افکار پہ گزری  
فریاد کی آتی رہی یہاں تا سحر آواز

مدت ہوئی ہیں در پہ تیرے گوش بر آواز  
وہ غیر کے گہرائیں یہ اُمید نہیں ہے  
کہتا ہوں اگر کون ہے یاں کیوں نہیں کہلتا  
رکھ دیتے ہیں وہ ہاتھ مرے منہ پہ یہ کہہ کر  
یوں آتی ہیں اب میرے تنفس کی صندان  
مرعوب نہ کس طرح ہو مشوق خوش الحان  
نالوں سے ہمیں اور تیرے مطلب نہیں کوئی  
کیا نیند ہے غفلت کی نہیں کہلتی ہیں نگہیں  
دیوانہ حبیب جگر افکار جو ہوتا

پر دیے سناو سے ہمیں اسی فتنہ گر آواز  
حیران ہوں آتی ہے کہ ہر سے ادھر آواز  
کہتے ہیں اجی سنتے ہیں دیوار دور آواز  
خاموش رہو جاگیگی تارہ گذر آواز  
جس طرح سے دیتا ہے کوئی نوہ گر آواز  
کر جاتی ہے بیساختہ دل سپرد اثر آواز  
بان اونکو سنا آتے ہیں شام و سحر آواز  
دیتے ہوئے جاتے ہیں ہیں ہر سفر آواز  
ہر گز دل سامع پہ نہ کرتی اثر آواز

## رولف سین مہملہ

دل غ دل ہیں غیرت صد لالہ زار ابکی برس  
ابیا ری سے تری اسے تنجیا راکے برس  
تا بدمن ہے گریبان تار تار ابکی برس  
ہے یہ زور آمد فضل بہار ابکی برس  
الغف ساقی نے لوز اب کو بھی کہینچا ادھر  
فضل گل میں بعد مرن بھی ہوا جوش جنون  
شیشہ میں پنہان ہوئے اور وہیں فوٹو کشی  
ساقیا عینک چڑھے ہوں رنج و غم بالائی طاق

بعد مدت کے پہر جوش بہار ابکے برس  
تخنہ گل ہے ہمارا جسم زار ابکے برس  
ٹوٹے ہیں تلوون میں چہرہ چہرہ کو خارا ابکی برس  
ست ہیں زاہد ہی مثل بادہ خوار ابکی برس  
دور سے کاسنجہ پر ہوگا شمار ابکی برس  
سنگ طفلان سے ہو ترمیم مزار ابکی برس  
آئے ہی ساقی کی اسی ابر بہار ابکے برس  
بادہ دیسا کا شیشہ اوتار ابکے برس

<p>ظلم پر باز ہی ہے پھر صیاد گلچین کے کمر          آرزو ہے بعد مردن ہی رہوں سیراب ہے          جوشش خون بیل شیدا کا پیدا ہوا اثر          جلتے ہیں دل بلبلیوں کے آشیانگی طرح سے</p>	<p>قید بیل کی ہے گلشن میں پکارا بجے برس          معرفت جام خنجر کرین میرا غبارا بجے برس          لے اگر نصدر گ گل نوک خارا بجے برس          آتش گل کی ہے گلشن میں پکارا بجے برس</p>
--	---

قسمت اپنی اپنی ہے اچھا مبارک ہو حبیب  
 خار غم نکو تہین پہلوئے یارا بجے برس

<p>وقت کی قدر نہ جانی افسوس          خلق میں ہیچمان بنکے ہے          داغ بھی زخم بگر کا نہ رہا          اوسے بیدار وہ پہ مایل ہوا دل          دل سے آمادہ بیدار وہین وہ          حال فرقت نہ کہوں ہوگا اونہین          چمن درہن کیا کیا گل بہن</p>	<p>مفت میں کہوئی جوانی افسوس          کر رہی ہے ہمہ دانی افسوس          تھی یہ قاتل کی نشانی افسوس          میری اکبات نہ مانی افسوس          اور کرتے ہیں زبانی افسوس          سنکے یہ رام کہانی افسوس          پر ہے یہ عالم فانی افسوس</p>
--	---

جسے اُمید وفا تھی وہ حبیب  
 ہو گئے دشمن جانی افسوس

<p>ترہی امید پہ ہوتے ہیں ہم کہان مایوس          نہین خبر اونہین اپنے امیدوارونکی          ستایا درونے ہر چند اے مرے عیسی          کسے ہے حوصلہ اب منت و حاجت کا</p>	<p>ہمیشہ دلو کرے لاکھ آسمان مایوس          کہیں زیادہ ہیں پیروئے نوجوان مایوس          نہ زندگی سے ہوا تیرا نیجان مایوس          ہوئے ہیں عفو سے اونکے مزا جدا مایوس</p>
---	--

<p>جو دیکھا اور کا تغافل تو اسے گد و لبر  مجھے اُمید ہے بخشے گا اپنی رحمت سے  ردی ہے حال ہمارے مریض عشق کا آج  یہ سلا رہی نظر ہر سے کہاں اُمید  پہننے کا قہر آہی مین دیکھ اسے ظالم  ہمارے زور طبیعت کو دیکھتے احباب  خدا گواہ ہے باقی نہیں اُمید کوئی  ہمیشہ صبر ہے مفتاح باب فرح و سرور</p>	<p>رہینگے میرے رطلح میرے استخوان مایوس  کریم کرتا ہے بند و نکو تو کہاں مایوس  طیب دیکھ کے ہیں نبض ناتوان مایوس  بنا چکی ہمیں جب یار کی زبان مایوس  کرین نہ زیر فلک شور الا مان مایوس  نہ کرتے ہوتے صلا سے جو قدر دایوس  کیا ہے اس نے مجھے ہو کی بدگمان مایوس  کہی بہار سے کرتی نہیں خزان مایوس</p>
--	--

حبیب کو در شاہ دکن ہی باب اُمید

خدا بخوانا سب کب ہی یہ خوش بیان مایوس

<p>جانجان کس فکر سے ہی پھول سا چھوڑا دوس  یہ بھی کوئی بات ہے صاحب ملو یاد و جواب  عیش کا سامان سب تھا ایک وہ دلبر نہ تھا  لوگ سچ کہتے ہیں تو کہ عیش نصف العیش ہے  اپنی اپنی عیش و راحت سے زمانے کو عزیز  شام سے رونق تھی ایسی کچھ کہا جاتا نہیں  درد کی تاثیر خود ہوتی ہے اہل درد پر  دی تسلی تیری اُمید کرم نے اسے رحیم  یہ تغیر دیکھنا خندان تھے جو گل شام کو</p>	<p>آپ کو نے کہی دیکھا نہیں ایسا اوداس  صبح سے بیٹھا ہی در پر عاشق شیدا اوداس  باغ ویرانہ نظر آیا مجھے صحر اوداس  چہرہ ٹوٹا باتیں ہمارے دی جب بیٹھا اوداس  بے سبب کوئی کیسے غم سے کیوں ہکا اوداس  صبح کو حضرت ہوئے وہ گھر ہوا میرا اوداس  میرا دل بہر آیا جب کوئی نظر آیا اوداس  ہو کر مین ہر سمت مایوس جب بیٹھا اوداس  جاکے جب دقت سحر دیکھا او نہیں پایا اوداس</p>
---	---



کشتور دل کا یہ عالم ہے تہا رہے ہجر میں	ایک مدت سے ہو جیسے کوئی میرا نہ اوداں
پسکے اک ساغر کہاں رہتی ہو کلفت سا قیا	پاس تیرے بیٹھ کر کوئی نہیں اٹھتا اوداں
اے مغنی جہیز دے کوئی ترانہ جافزا	ہے ہجوم فکر سے اس وقت دل میرا اوداں

چارونکی زندگی یہ کاٹ دو نہیں بول کر  
اے حبیب اچھا نہیں ہر دم پڑی رہا اوداں

کیون مستقل مزاج کو ہونے لگا ہراس	بیم درجا کا لطف کجا اور کب ہراس
اعمال زشت آتے ہیں بند مہیب شکل	ظالم کو مرتے وقت ہی دیکھو سوا ہراس
ہر وقت ہے نظر تری رحمت پر اے کریم	ہوتا نہیں ہے دلکو ہمارے ذرا ہراس
جو ہیں جبری وہ ہستے ہیں تیہوں کی چاؤن	کرتا ہے دور دلسے یقین قصا ہراس
حاشا نہیں ہے کچھ مجھے اپنے فنا کا غم	باقی اگر ہے بحر تو قطعہ کو کیا ہراس
کرتی ہے خوئی جو رستگار کا دل ضعیف	ہے تیغ انتقام کے ڈر سے بجا ہراس
رہتی ہیں ہم خدا کے سوا یہ اے حبیب	ہو گا نہ ایک لحظہ ہی تا انتہا ہراس

## ردیف شین مجملہ

تہکا ہے دست جنون کر کی ہیرن کی تلاش	ہوئی ہے شوق گریبان میں اب کفن کی تلاش
کہلانہ عقدہ موئے مکر کی طرح یہ راز	گئے عدم کو بہت کی ترے دہن کی تلاش
مژہ پہ خون جگر ہے ٹپکے گئے آنسو	ملے ہیں نعل میں سے درعدن کی تلاش
جہان میں کوئی مجھسا ہو گا سودائی	اسیر ہو کے بھی کی زلف پر شکن کی تلاش
سوائے نکتہ طرازی زبان کو کام نہیں	پسند ہے ہمیں ہر بات سے سخن کی تلاش

کہلے کہیں ہر زندان تو میں کروں جلے  
سبھی کو ہونی ہے نعمت کی قدر بعد زوال  
شمیم کا کل جانان نسیم لائی ہے  
پسند آئینگے حلے ہمیں نہ حور و تصور  
چلا جہان سے منعم بنا کے قصر بلند

میان دشت و جبل قید و کوہن کی تلاش  
تفس میں بلبل نالان کو ہے چین کی تلاش  
خطا ہے اب جو کروں نافہ رختن کی تلاش  
کرینگے پہر اسی تر جائے کہن کی تلاش  
آل فکر عمارت ہے گور کن کی تلاش

ہر ایک شعل سے ہر ای عیب ہو پسند  
خیال شاہد رعنائے کہن کی تلاش

کیون ہو نہ مزاج بت گل پہرین آتش  
بہر دیتی ہے اک تازہ حرارت رگ پی میں  
آسان نہیں کچھ عشق گل شمع کا بلسل  
ہے نائے تفنگ اپنا گلا سودرون سے  
یاد آتا ہے جب عالم غربت میں وہ کلاشت  
جلجائیں نہ ایک باتیں کیون صاحب غیر  
میں کشتہ عشق بت کافر ہوں بشتنگے  
ہم نے اسے خاک رہ دلبر سے لکھا ہے  
افواہم کی خرم کو ہوس اونکی ہے بجلی

بھر کی ہے گلستان بین چین و چین کش  
ساتی مے گل رنگ ہے یا موجزن آتش  
دامن میں نہ تو لگی مشال لگن آتش  
کیا دور اسی طرح جو ادگلے دہن آتش  
بہڑ کافی ہے دل میں مے حب طن آتش  
انسان کی ہتک جمین ہو ہے وہ سخن آتش  
چنگاریاں کافور کے ٹکڑے کفن آتش  
کیا تاب جلائے کوئی تار کفن آتش  
بہڑ کاتے ہیں پیکار کی جو تیغ زن آتش

کہتے ہیں حبیب اس کو فن نظم کی قدرت  
گر ہوتے تو دیتے تہمین داد سخن آتش

ہو جو ہے ہاتھوں سے اس کو دکھا شاپاش

کیا کہی گردون مینائی ہنو کا پاش پاش

محبوب تو نے کیا گرجا م صہبا پاش پاش  
چارہ سازی چاہیے تھو دل صد چاک کی  
چھوڑ کر سجادہ شب کو کس سے اوچھوڑ جا کی شیخ  
دیکھلے کیا پوچھتا ہے مجھ سے حالت درو  
عقل سے خالی ہے جبکہ ہونہ قدر اتفاق  
ہو بڑا باد مخالف کا چلے اس زور سے  
سب نے دیکھا جو جنون میں میرے ہاتھوں ہو  
یاد مرگان دل میں دکھاتی ہے جذب کبریا  
خال و خط بنے ہی بھڑکی ایسی آتش حق کی

جہتہ و عمامہ ہم کر دینگے سارا پاش پاش  
اور دیدیتے کیسے گرنہوتا پاش پاش  
جامہ احرام کل تک تہا نہ ایسا پاش پاش  
تیری الفت میں ہے ایٹالم کلچیا پاش پاش  
قطرے بنجائینگے گرنہو جائے دریا پاش پاش  
باد بان کشتی کا میری کر کے چھوڑا پاش پاش  
پاؤن بھی کر دینگے اب دامن صحرا پاش پاش  
ہوتے ہیں تلوون میں چہیکر خار صحرا پاش پاش  
ہو گیا آئینہ اسے خورشید سیا پاش پاش

پھوٹ پڑ جانے پہ ہر گہر کی وہ حالت ہے حبیب  
جس طرح ہو جائے طوفان میں سفینہ پاش پاش

کسی صورت سے ہوئی کم نہ ہماری تشویش  
منتظر رہتا ہوں رحمت کا ہر اک مشکل میں  
ملکے معشوق سے عاشق کا ہی چہنچہا ہی تم  
تجربہ ہے مجھے جب ہوتا ہو حاکم سے خدان  
مرہم زخم جگر تیرا کرم ہے ساقی  
ریح غربت سے بہت اس کے سوا دنیا میں  
اب نہ غم کا ہے نشان اور نہ بیتابی کا  
در بدر کہینچتی ہے چارہ گری کی امید

جب بڑھی دسے تو آفاق میں پھیلتی تشویش  
ہنہیں ہوتی ہے مرے دل کو ذرا بھی تشویش  
رات دن تازہ قلع گریہ و رازی تشویش  
تو بہلا دیتی ہے سب کار گزار سی تشویش  
ایک ہی جام سے جالی رہی ساری تشویش  
ہونہ دل کو مرے ایہ حضرت باری تشویش  
آکے وہ مجھے ملے دل سے ہماری تشویش  
ہے جہان میں سب ذلت خواری تشویش

منعم کرتے ہو افکار کا ناحق شکوہ تازہ آفات سے انسان کو اللہ پر پائے	نہ کسی اور کی راحت نہ تمہاری تشویش اگلی کلفت کو پہلا دیتی ہے پچھلی تشویش
	کیا کروں گریہ غرض لیکے امیر و نئے ملون ہے حبیب اب تو میرے دکو پی ساری تشویش
عاشق کو تیرے ہر حال میں دیکھا باش بزم عشرت کی ندو دوست تو تکلیف عیش رات کو خواب میں شاید ترا دیکھا ہی جمال شاق سے صحبت نا جنس گوارا عزلت آمد موسم گل کی خبر آئی شاید پاکے وحشی بہین نا جنس بھی مہجنس بنے ہند میں چہا پائے عسرت سے اود اسی کا سماں ساری قوموں سے مسلمانوں کی حالت ہر تباہ دال روٹی جنھیں ملتی ہے ابھی توڑیسی فکر ہر وقت یہ ہے قتل ہوں بے خویش و عزیز خوش ہی یہاں حضرت محبوب کے سایہ میں حبیب	رات دن گل کی طرح رہتا ہے چہرہ باش دل گرفتہ ہوں کرو گے مجھے تم کیا باش صبح سے آج ہی کچھ عاشق شیدا باش اپنی اشتغال میں میں رہتا ہوں تنہا باش نظر آتی ہے ذرا بدیل شیدا باش دیکھ کر ہونے لگے آہوے صحر باش سو میں دو چاکو بھی رہنے نہ پایا باش یہ تو ہیں دیکھ کے اپنوں کا بگڑا باش اونکو رکھتا نہیں ذرا سے کھجکڑا باش گل چراغ اونکے ہون تب دل ہو ہمارا باش اوس جگہ ہوتا اگر تو بھی نہ رہتا باش

## ردیف صادمہملہ

میں نے کہا اوس شوخ سے میں ہوں کہا نہیں دشنام مرلیں  
چہرہ تو دیکھو اوس دن سے رکھا ہے میرا نام مرلیں

وصف قناعت ہو نہ اگر انسان ہنہین ہوتا مستغنی  
 خواہش دل سے دہرین اکثر رہتے ہین ناکام حریص  
 چپکا بیٹھا دیکھ کے مجھ کو اون سے کیسے گر پوچھا  
 بولے وحشی نام ہے اسکا اور لقب بدنام حریص  
 دولت و زر کی خواہش میں عزت بھی کھو بیٹھا غافل  
 پہلے نہ کچھ آغاز کا اپنے سوچا تو انتخاب م حریص  
 ترے مقدر میں جو تھا کیون اوں سے زیادہ دیتا وہ  
 غیر کا حصہ گر نہ ملار ازق کو نہ کر بدنام حریص  
 ساتھ بدو کے نیکی کرنا باطل کی تائید سمجھ  
 فیض کی خو بد خو میں ہنہین کیا دیکھا تجھے انعام حریص  
 طرف مرا کیا دیکھے گا کر دوں گا ساقی حسم حالی  
 میں ہوں حریص بادہ اور بادہ کا ہے میرا جام حریص  
 دل میں بتوں کی الفت ہے اور لب پر زہد نام حسدا  
 دیر کا غم کیا اور باندہ کعبہ میں کیون احرام حریص  
 جس قناعت ہاتھ سے کہو کر کے تو نے دیوڑھ گری  
 ناحق فکر حاصل میں کہوئی عسر تمام حریص  
 گیسو درخ کے عالم سے ہین مہر و انجم شرمندہ  
 کسب جمال یار کے دیکھے رہنے صبح و شام حریص  
 نقد دل و دین کہو کر لی کیون جس محبت تو فریب



داغ کہن کافی تھے بنا دیوانہ ویکردام سریں

عرض کرتا ہوں کبھی جا کے جب اپنا اخلاص	کہتے ہیں وہ مجھے بہانا نہیں ایسا اخلاص
جان تازہ ہوئی پہرہ دیکھ کے اونکا اخلاص	بنگیا ورد کہ درست کا سیما اخلاص
لیکے دل آپ ہوئے دشمن جان عاشق	واہ اچھا ہر کچھ دنیا سے مڑا اخلاص
جو برے وقت میں دیر ساتھ اسے سمجھو دوست	یوں تو لکھتے ہیں بھی خط میں سراپا اخلاص
کیا مرہ ملتا ہے اس تفرقہ پرداز میں	اسی فلک تجھ کو کیا بھی خوش آیا اخلاص
جرطوف دیکھتے پہیلا ہے و بابکے نفاق	اہل اسلام میں ہے صورت عتقا اخلاص
آج کل جوش میں ہے بغض و حسد کا دریا	نہیں تنکے کی طرح بھی نظر آتا اخلاص
بچکے طوفان سے نکل جاتا تھا سید ہا یہ جہاز	نا خدا بنکے اگر مارتا کہیوا اخلاص
عام چرچا ہے ضرورت کی ملاقاتوں کا	شاؤ و ناد رہی ہوا کرتا ہے بچا اخلاص
جتنے با وضع ہیں ہوں کو مخالف یہ روش	لطف غلت میں ہے کس کام کا جہو اخلاص

بس باہون ہی بپاتی ہیں یہ الفاظ حبیب  
کرم و مہر و وفا لطف و مدار اخلاص

دل کو ہیں مرغوب اوس تب کی ادھرین خاص	کرم نہیں الطاف سے جسکی جناب میں خاص
سینہ دسر پہلو و قلب و جگر موجود ہیں	ڈھونڈ لے لے الفت و روان میں خاص
آہ عاشق نغمہ معشوق شور عند لب	بس ہو شرگمئی ہیں یہ صیدا میں خاص
ہو نہیں سکتا کہی اسلام کا بیڑا تباہ	روکے ہیں خیر خلافت کی دعائیں خاص
وقت طوفان بادبان کشتی امت بعین	ایسی بھی اس کار لعل میں ہیں روان میں خاص
عام لوگوں کی ہیں اکثر جاہ و بیجا خواہشیں	کیوں نہ پھر مقبول ہا رہی ہوں دعائیں خاص

خلق پر یکسان ہے جبر سر دو گرم روزگار آدمی جب تک نہ بخشین گزند بخشے گا خدا کون ہوگا چارہ ساز خلق تجھ سا اے کریم بات پر مڑتا ہے کوئی اپنے دلبر پر کوئی نیک نامی بنے دیتا میں ہو عقبی میں نجات	مستدل ہیں باغ عالم کی ہوا میں خاص ہوتی ہیں ایسی ہی ایسا فل خطا میں خاص خاص خاص امراض کی رکھیں دوا میں خاص جیتے جی دیکھا می اہل میں یہ قضائیں خاص ہیں ہمارے واسطی ایسی دلائیں خاص
---	--

امتیحا نکا وقت فرط رنج و راحت ہے حبیب  
شکر کر جب تجھ کو شکلین پیش آئیں خاص خاص

سب کی صورت جدا ہو سیرت خاص دولت و مال کی ہے وقعت عام باپ کی بات کب سے بیٹے میں ذرہ و آفتاب کی ہے مثال عام اشتغال میں نہ فرق آئے تکو میرا خیال ہو کہ نہ ہو وصل میں پوچھئے نہ ہجر کا حال ہوں سراپا گناہ اے معبود ظلم کے بعد معذرت کرنا رہے ہر لحظہ دل میں دوست کی یاد	ہر بشر کی ہے ایک حالت خاص اور علم و ہنر کی عزت خاص ہے ہر ایک شخص کی وجاہت خاص ساتھ تیرے ہے مجھ کو نسبت خاص چاہیے وقت عیش و عشرت خاص ہے مجھے تم سے اک محبت خاص چاہیے اسکو وقت فرصت خاص مجھ پہ کراک نگاہ رحمت خاص ہے یہ اہل ستم کی عادت خاص غالباً ہے یہی عبادت خاص
--	--

کیون نہ اہل مذاق خوش ہوں حبیب  
ہے سخن میں ترے حلاوت خاص

## روایت ضنا و عجب

نقاب لٹی صبا نے دیکھو بہار گیسو جلال عارض  
 ہوا ہے غصہ سے لال چہرہ ہین تار گیسو و بال عارض  
 خراش ناخن ہے رخیہ میرے تو خاک صحر اکو سر پہ ڈرتے  
 نشان ہین فرقت میں سوز دل کے شکار گیسو ہلال عارض  
 شراب پیکر وہ ہین خرامان بنا ہے منہ رشک مہر تابان  
 ہے لڑکھڑانے میں دیدنی انتشار گیسو جلال عارض  
 بڑھی ہے پری میں ناتوانی سحر سے بدلی شب جوانی  
 زوال ہے تو تو نکو سیکھی ہین تار گیسو مکمل عارض  
 زبان ہے پیچیدہ موقلم کی کہنچی نہ تصویر اوس صنم کی  
 محال سمجھا ہے تاب رخصتے قمار گیسو مثال عارض  
 وہ رخ سے زلفین ہٹا کے بولا بچھینکے دل اس کندہ کر کیا  
 چھپی نہیں آنکھیں کہ ہو گئے تھے شکار گیسو غزال عارض  
 کہیں گے سب جب کہلے گا جوڑا کہ مشک جرم قمر سے بڑا  
 خوشی سے لیلائے شب کر لگی تار گیسو جلال عارض  
 چمک وہ دکھلائے دغ سودا کہ مشرق مہر ہو سراپنا  
 قیامت آئی اگر کرے دلفکار گیسو خیال عارض  
 کہیں کے والیل اوس سے مسلمان تو اسکو بچہ بین گوشل قرآن

جہان میں سے یا رسول کیساں وقار گیسو کمال عارض

رقیب نے وان ملا جو غاڑہ اثر ہوا اور کا مجھ پر اتنا

کردشت غربت میں چاہتا تھا غبار گیسو وصال عارض

حبیب ہین نکتہ سنج بیٹھے بڑھیکگی تو قیسم امتحان سے

زبان وقت سخن کو بس ہے عیاں گیسو مقال عارض

ہر ایک رکھتا ہے تحصیل مدعا سے عرض  
وہ بیغرض ہین جنہیں ہے فقط خدا سے عرض  
ہے سلطنت یہی گرفتار مطمئن ہو جاے  
مطیع حاکم جابر کا تھا مدام ایدل  
کی طرح سے ہو جیت تمام بندوں پر  
رہین وہ خوش ہمین دارین میں ہو جیتے کام  
محصول کیا کہین سبحان وقت گناہم  
مدام دل سے ہے اللہ پر نظر جن کی  
تو اسی بلبل دستان ہو یا ہو لقمہ ساز  
ترے عجب کرم کے امیدوار ہین ہم

ہر ایک رکھتا ہے تحصیل مدعا سے عرض  
وہ بیغرض ہین جنہیں ہے فقط خدا سے عرض  
ہے سلطنت یہی گرفتار مطمئن ہو جاے  
مطیع حاکم جابر کا تھا مدام ایدل  
کی طرح سے ہو جیت تمام بندوں پر  
رہین وہ خوش ہمین دارین میں ہو جیتے کام  
محصول کیا کہین سبحان وقت گناہم  
مدام دل سے ہے اللہ پر نظر جن کی  
تو اسی بلبل دستان ہو یا ہو لقمہ ساز  
ترے عجب کرم کے امیدوار ہین ہم

حبیب خود ترا مالک غنی کر گیا تجھے

رکھ ادکا دست نگر بجے التجا سے عرض

دل کو میرے ہے عجب کام مرض  
بڑھ گیا بیمار فرقت کا مرض

کیا کسی دران سے جائیگا مرض  
کر دیا جب آپنے تیار کم

چارہ سازی بھی اویکے ہاتھ سے  
 آگئے تم سکے میرا غیہ حال  
 سب کرویتی سے حسن استیاز  
 نکلے حیلہ موت کا آتا ہے جب  
 جیسا آزار حسد سے لا علاج  
 سب اطباء عشق کو سمجھے جنون  
 مے کا عادی تھا جوانی سی حبیب

جسے محبت میں کیا پیدا  
 اب بھلا چنگا ہوں میں کہ

ہے ضرورت بھی وہ جانفزون سی اچھا اختلاط  
 دم سے جب تک نہیں جاتا مزہ اختلاط  
 خلق میں مہلک نہیں ایسا مرض  
 تہی غلط تشخیص کیا گہشت مرض  
 ہو گیا پیری میں وہ چسکا مرض

### روایت طاء مہملہ

جتے سنجیدہ ہیں اون سب کا ہے جو ہر احتیاط  
 راز الفت ہجر کی سمجھتی ہے چھپ سکتا نہیں  
 ساتھ اشکو نگر ملے جکتے ہی ارمان خاک میں  
 جس کو یہ حاصل ہو وہ کیونکر ہو ہر دلعزیز  
 تیج سے جلتے ہیں پرند و نگر بھی پر گرفت ہو  
 رہ چکا پہلو میں جسکے مدتوں دلکی طرح  
 راستی مسک کیلی سامنے جھکتے نہیں  
 آگئی سر پر اجل جب چارہ سازی ہی عیث  
 صورت کبریت احمر کم ہیں ایسے بازدار  
 پاس تو بہ کرتی کرتی آگئی واعظ بہار

رات دن کا نٹو فیس کرتے ہیں گل ترا احتیاط  
 دیکھتے اب سے مری اسکان سی باہر احتیاط  
 ہو سکی تجھ سے کچھ ایدیدہ ترا احتیاط  
 شاہد رعنا امانت سے تو زیور احتیاط  
 نامہ لیجائے نہیں کرتے ہیں کبوتر احتیاط  
 اوس سے ملن نہیں ہے اب کیوں اشتعل احتیاط  
 کرتے ہیں ملنے میں بھی مثل صنوبر احتیاط  
 رکھتی ہے بے احتیاطی کا اثر ہر احتیاط  
 جو کرین کہنے میں مثل کیب گرا احتیاط  
 اب نہیں مگر ہو مجھ سے بندہ پرور احتیاط



ہونی صحبت تسلسل دور کا توڑ و حبیب  
ایسے موقع پر کیا کرتے ہیں اکثر احتیاط

کیسے قسمت کا لکھا ہوتا غلط  
دشمنوں نے تمکو سمجھا یا غلط  
ہے مقرر وعدہ فردا غلط  
کہا گیا میں کیا کوئی جملہ غلط  
افتر بہتان سرتاپا غلط  
ہو گیا تو تکدمہ سارا غلط  
جا بجا املا غلط انشا غلط  
ٹھہرے سب ابواب متغنا غلط  
ہوتے خوش گر کچھ کہا ہوتا غلط  
خط پہ صاحب نے پتہ لکھا غلط  
مشتہ املا تھا یا انشا غلط  
نامہ اعمال سب ٹھہرا غلط  
آپ جو کہتے ہیں وہ ہو گا غلط  
کیون زمانے کا کروں شکوہ غلط  
گر کبھی نکلے مرا کہن غلط  
بیج ہے تھوڑا قول یہ تھوڑا غلط  
ہو گا کیونکر جبہ کا صدمہ غلط

مجھے وہ سب ٹھہرا غلط  
بے بنادٹا کی نہ میری دوستی  
ہو گیا آج ادنیٰ باتوں سے یقین  
کیون کہا شیشہ نے تل قلم ساقیا  
جو کہے میرا وعدہ سمجھو او سے  
پیش آیا وہ نہ تھا جکاشیا  
تختہ مشق او کا سر سے پیمان و فا  
ہر خطا سے منفعل ہونا پڑا  
خود غرض میں صاف کہنے سے خفا  
یہ کسر رکھی دیا بھی گر جواب  
خط قسمت میں چلے کیونکر یہ عذر  
وجہ آمرزش ہوا خوف گناہ  
عاشق صادق یہ سمجھیں کطرح  
میں پھنسا آفت میں اپنے ہاتھ کو  
عاشق صادق ہوں کہچو انا زبان  
آپ کا عاشق ہوں سو والی نہیں  
میری بیٹابی کو باور کیجئے

اجکل کی حاکم جابر حبیب  
کرتے ہیں انصاف کا دعویٰ غلط

بچ کہوں ہوتا سے مجھ کو شاق ایسا اختلاط  
رج کا ٹکڑے ہنسی حب و لگو گزری ناگوار  
تاڑ لینے لوگ ہر دم چہرے تھے ہو کیوں ہمیں  
کردے دلچسپ باتوں نے تمہاری غم غلط  
دیکھے دھوکا دل کا لے لینا او نہیں مقصود تھا  
مسکرا کے بات کی تھی اسکا پایا یہ جواب  
چہرہ دو صاحب نہیں غیر ون سی اچھا اختلاط  
نہ نہیں سکتا کبھی حد سے زیادہ اختلاط  
راز الفت کو کہیں کرو سے نہ افشا اختلاط  
ہو گیا ہے وحشت دل کا مداوا اختلاط  
اب کہلا مجھ پر غرض کا تھا وہ سارا اختلاط  
یا در کہیں آپ میری چڑھ ہے بجا اختلاط

دکے ہلانی کو کافی ہو گا میری مین حبیب  
یا در لینا حسین کا وہ اگلا اختلاط

بڑ گیا ہے آجکل اونسے کچھ ایسا ربط ضبط  
نشہ اُترا آ کے پہر حایل ہوئے شرم و حجاب  
منصب اعلیٰ کی تخت اب سے جن احباب  
لطف گہٹ جاتا ہی برسوں حب ملاقاتیں نہ  
کر لیا ہے ہمنے ایسا جلد اوس کا فر کورام  
کچھ نہیں جس شخص میں تالیف کی قوت نہ  
دسے رکھی جسطرح داغ مثبت ربط ضبط  
خوب بڑ جاتا ہے وقت دور صہار ربط ضبط  
کیون دلائین بادہم اونکو وہ اگلا ربط ضبط  
روز کے ملنے سے ہوتا ہے زیادہ ربط ضبط  
کہتے ہیں حیرت سے سب کیونکر بڑ لیا ربط ضبط  
چلتے پڑے سب سے کر لیتے ہیں پیدار ربط ضبط

دوستی ہو بناوٹ کی نہیں آتی حبیب  
ہے فراق اوتنا اگر ان تھا جس سے جتنا ربط ضبط

یون عالم بقا کو ہے بحر فتنہ محیط  
مرکز پہ اپنے جیسے ہو ہر دائرہ محیط

اس وقت جسکے جلوہ پہ ہے آئینہ محیط  
 جیسے ہمارے گرد جہان کی فضا محیط  
 واعظ ہے مجھ پہ اک بیت نگین او محیط  
 ہوگا بھلا کس کا خیال اس کچھ کیا محیط  
 وکی ہے مثل حلقہ خاتم ولا محیط  
 کس طرح ہوگا بحر پہ قطرہ بہلا محیط  
 رہتا اگر نہ دل پہ غم ماسوا محیط  
 ہر وقت بحر و بر پہ ہے حکم قضا محیط  
 ہر صبح دور پر خمین ہے یہ صدا محیط  
 اب آرزو ہے دل ہو یا دُخرا محیط

لازم ہے ایسے حسن پر عبرت بجائی ناز  
 ہم یوں گھرے ہوئے ہیں غم و زکا زین  
 گو جانتا ہوں کہ نہیں سکتا خدا کو یاد  
 جو بات ہو احاطہ عقل بشر سے دور  
 ہے تیرا نام دے لگے نگینہ پر مہر  
 اوس مہر سے ہے جو ہر اور اک مین چمک  
 واعظ نہ پاتے وقت ہی رند و بخت کا  
 قابو سکون پہ نہ حرکت پر ہے اختیار  
 او ٹھٹھا ہے چارکت سرغل ارجیل کا  
 دنیا کی کچھ ہوس تھی جو نہیں اسی حبیب

### رویف خطائے مجملہ

بس خدا را نہ اب سنا واعظ  
 رند ہونگے نہ پار سا واعظ  
 مین نہیں تجسا پار سا واعظ  
 ایک ہے سب کا راستا واعظ  
 ہم کو سمجھا رہا ہے کیا واعظ  
 بس جو ہونا تھا ہو گیا واعظ  
 تا قصا ہے یہی ادا واعظ

جو کہا تو نے سن لیا واعظ  
 اس نصیحت سے فائدہ واعظ  
 موسم گل مین ترک مے کیا خوب  
 جب کہ وحدت ہے باعث کثرت  
 بیخودی اس خودی سے بہتر ہے  
 اہو ساقی سے کر چکے بیعت  
 درو بد لے نماز کے ہے نیاز

<p>ہمنے پی مے سرور میں آئے تو ہمارا جواب وار نہیں ہتا جو کل تک حریف رندوں کا</p>	<p>خوب بک جہکے اوٹھ گیا واعظ کرنے دے جو کرے خدا واعظ آج کی توبہ سب گیا واعظ</p>
<p>نہ کھو کچھ درد خدا سے حبیب ہے حقیقت میں رہنا واعظ</p>	
<p>قطع ہوتا ہے اس طرح بیان واعظ طرز آفت میں پہنسی آتے ہی جان واعظ کیون نہ مینائے مے ناپ چکٹن سر پر اس طرح پند و نصیحت کی اوٹھ سائی تہید تیزی بادہ کجا تلخی گفتار کجا نفس گل آتے ہی مینا نہ میں اک بیٹھ رہی</p>	<p>ایک ہی بات میں ہو بند زبان واعظ کون مینا نہ میں تختہ مہتابہ دان واعظ عیش جب تلخ ہو سن سنکے بیان واعظ آج ساقی پہ ہوا محب کو گان واعظ کند ہے نشتر ساقی سے سان واعظ نہ سنی ایک بھی رندوں نے فغان واعظ</p>
<p>پھر در پیر خرابات پہ بیٹھا ہے حبیب یہ تو آیا تھا ابھی سنکے بیان واعظ</p>	
<p>اے جان کچھ تو چارے عیشاق کا لحاظ اخلاق ہی بدل گئے خرد و بزرگ کے کہو نہ کر نبا ہوں رہ کے مسلمان تہو نکاشتی اونکی ہر ایک حال میں ہے عاقبت غیر دونوں خفیف ہونگے نہ آپس کی بحث میں ہوا سنکے وقت بد میں بہلا کوئی کیا شر یک</p>	<p>تمنے کیا کبھی نہ ہمارا ذرا لحاظ کوئی کرے گا اگلے ضوابط کا کیا لحاظ اسکا جدا لحاظ ہے اور کا جدا لحاظ رہتے ہیں جو مال کا حد سے سوا لحاظ کرنے لگے ہیں رتہ نکاب پارسا لحاظ اور ونکے درد دل کا نہ جنبہ کو رہا لحاظ</p>

دل ابتدا سے خوگر آغوش ناز ہے سمجھا گیا جہان میں بد وضع و خود غرض مرغوب دل سے راق صہبا و حسن یار منہ سے نہ کچھ کہا مرے بجا سوال پر سینہ فگار کر دیا نالوں کے ضبط نے دور جمال و مال نمود حساب ہے	اسکار ہے حضور برائے خدا لیاظ مطلب کا اپنے جسے ہمیشہ رکھا لیاظ خدا صفا کا ہے ہمیں واعظ بڑا لیاظ کیا جانے ہو گئے ہیں وہ چپ کر کر کیا لیاظ برہم مزاج یار نہو اس کا تھا لیاظ اسکا ضرور چارے اے خود نما لیاظ
---	--

اپنی طرف سے شکر کی نہ ہو ابتدا حبیب  
جب واسطوں سے چہرے پھر نکلو کیا لیاظ

کہیں رفیق بڑے وقت میں خدا حافظ مرے جہاز کا بھی ہے وہ نا خدا حافظ بلا سے جان بچائیگی تا بہت عمر کہیں ہوں عاشق مضطر ہینگے یا دین مجھ جواب صاف ملا مہربان پڑا جب کام مدد کر گیا مری وہ جو دشت احسن میں سخن کو اسکی آہی ملے وہ حسن قبول	سُغین غربت و کربت تو ہے مرا حافظ جو پہلے نوح کی کشتی کا رہ چکا حافظ ہر ایک حال میں انسان کی ہو قضا حافظ تمہاری مصحف رخ کے ہیں جا بجا حافظ اگر یہی ہے مروت تو بس خدا حافظ بنا تھا شیر سے سلمان کی جان کا حافظ حبیب کو کہیں احباب دوسرا حافظ
---	--

## رولیف عین مہملہ

ہوا گر رزق کی وسعت کو ہے قسمت مانع محفصل یار سے اوٹھنے کا ارادہ ہوتا مگر	میری ہمت کو پہلا ہو تو فلاکت مانع غیر کو اتے جو دیکھا ہوئی جرات مانع
---	---



اہل ثروت سے ملاقات کی ٹھہری کیونکہ  
 قید وحشت میں حراست کا عمل ناقص ہے  
 دیکھ اسے دیدہ خونبار فسون سازی کر  
 آدمی ہم بھی بہین زائد نہ سمجھ دل میں ذلیل  
 اوسکی رسوائی کا ڈر ہے مری بدنامی میں  
 ابھی کٹ جاتی تھی گردن مری آسانی سے  
 وضع داری کہو یا اسکو تو کل سمجھو  
 سوز پہنہان مرے چپ ہنسی کیا خاک چھو  
 گھر کو زندان سمجھ کر نہیں رکھتا ہوں قدم  
 دید کا حکم تو ہو وعدہ کا دن آئے تو

ہمکو روکے سے قناعت اور ہنر میں لٹانے  
 رخ کروں وشت کا گرین ہنرین مدت مانع  
 جانیوا لے بہن وہ ہوتی ہنرین منت مانع  
 قہر حق کو ہنرین شیطان کی طاعت مانع  
 میری ذلت کو ہوتی یار کی عزت مانع  
 دست قائل کو جو ہوتی نہ نزاکت مانع  
 ماتم پہلا نیکو ہو جاتی ہے غیرت مانع  
 راز داریکو ہے آنسو کی شرارت مانع  
 ہاسے دربان کی طرح ہے مجھو وحشت مانع  
 ہمکو کیا ہوگا بہلا ہول قیامت مانع

اک غول اور اسی طرح میں پڑتا ہوں حبیب  
 ہے خموشی کو مری طبع کی جو دست مانع

بے حجابی کو ہے وان حسن کی شہرت مانع  
 میر کا رنگ حقیقت ہو تو ناسخ کی زبان  
 اونکی آنکھوں میں بھر شکل ہے جلوہ تیرا  
 میں خطا کار ہوں تو غافرو تو اب ورحیم  
 اب سمائی ہنرین آنکھوں میں کیسی صورت  
 یار کے سامنے کیا شکوہ بیداد کروں  
 دل تڑپتا رہا تم آئے دم نزع تو کیا

اور یان ضبط و تحمل کو محبت مانع  
 ہو بلاغت کو سخن کی نہ فصاحت مانع  
 اہل وحدت کو ہنرین ہوتی ہے کثرت مانع  
 تیری عادت کو نہوگی مری عادت مانع  
 دخل اغیار کو ہے یار کی خلوت مانع  
 صورت آئینہ ہو جاتی ہے حیرت مانع  
 دیکھنے سے بھی ہوئی آنکھوں کو غفلت مانع

دیکھیلی ہے ترے دیدار کی حسرت مانع  
 اونکو جانے سے ہو کر شبِ فرقت مانع  
 یہاں سے اونٹنہ کو ہی اللہ کی رحمت مانع  
 ہو گئی پہر وہی کبخت مر و ست مانع  
 در نہ رسوائی کو ہوگی نہ وجاہت مانع  
 داؤدِ حشر کو خود ہوگی عداوت مانع  
 ہوگی جانیکو نہ جانے کی خجالت مانع  
 کون تھا جامہ در ی کو دم و حشت مانع

دم نکلتا نہیں آنکھوں میں ہر جانِ شاق  
 شام سے صبح ہوئی قصہ غم کہنے میں  
 سا قیاً آج لوٹا دے ہمیں منہ پڑتا ہے  
 دل میں تھا شکوہ بیدار و نروسے مگر  
 حسن و دولت کیلئے چاہیئے اخلاق و گر  
 فاقہ مستی کے مکافات سے کیا خاک ڈرون  
 آج ہی اونکو منالائین و گرنہ گل تک  
 پردہ داری کی اگر قید نہوتی تو حبیب

### روایف عینِ معجزہ

شکل طاد و سچین رقصان ہی بیتا بانہ داغ  
 صبحِ محشر تک جلا مشل چراغ خانہ داغ  
 کیوں نہ بنجائے نشانِ سجدہ شکرانہ داغ  
 نقشِ صورت گر سے رہتا کس طرح بیکانہ داغ  
 جامہ اصلی پہ گر پڑتا تو پھر مٹتا نہ داغ  
 ہے جگر پر یادگار الفت جانانہ داغ  
 ہے سر سودا زودہ پر افسرِ شامانہ داغ  
 عاشقوں کے دل سے رکھتا ہی مگر یارانہ داغ  
 در و فرقت ہی سچ غزبت آہ بیتا بانہ داغ

ہے خیالِ خالِ عارضِ مینِ دل دیوانہ داغ  
 عشق کے صدقے میں تار کی مرقد سوجھے  
 ای حریم دے محرم تو نے روشن کر دیا  
 دستِ موسیٰ کے لئے آخر یہ بیضابنا  
 فقر میں باقی رہی شانِ شرافت شکر ہے  
 عشق کو دن چل بے دل بھگیا گذرا شباب  
 طالبِ نخل ہاکب ہین ترے در گزرا  
 عمر بھر مثلِ خطِ تقدیر مٹا ہی نہیں  
 تھے چہرے کے تھمرے دیکو رفیق و دشمن

فصل گل نے آگ بھڑکائی فراق یا مین | بنگیا ہے سینہ عاشق پہ آتشخانہ داغ

کون زخم خنجر ابرو کا شاہد تھا حبیب  
بار جاتے تم کلیجہ پر اگر ہوتا نہ داغ

غیر کا سینہ ہے جب سکر افسانہ داغ  
ہونگے کیا خنجانہ الفت میں یہ میر حریف  
نشہ میں پہوڑا تھا اک دن خشت خم سو مینے سر  
لالہ خود رو پہ کرے شوخ صید افکن نظر  
افنی گیسو کے چھوتے ہی چڑھا آفت کا زہر  
کس طرح جمتا بہلا رنگ رقیب بواہوس  
یاس ملنے سے ہوئی مشق تصور چھٹ گئی  
چلتے چلتے دے کوئی چرکا اسے اسی تند خو  
چہرہ پڑندو نشے نکر و اعظا کہیں ایسا ہنو  
ہے ازل سے جوش عشق ساقی کوثر مجھو

غور کیجئے دل پہ ہونگے ہجر کے کیا کیا نہ داغ  
حسد و نکدے دل پہ دیگی گردش پمانہ داغ  
مے چہٹی لیکن ہنیں ملتا ہے یہ ستانہ داغ  
ہے یہ پا بوسی کی حسرت میں دل ویرانہ داغ  
ہو گیا ٹکڑے میر اسر اور سر اپا شانہ داغ  
ساتھ میرے لاکھ گل کہا گئی کہی ابہر نہ داغ  
ایقرب تیری منزل کا ہے صواب خانہ داغ  
آرزو میں کہا ہے پیہم کیون ترا دیوانہ داغ  
پارسائی پر لگائے جلسہ بینا نہ داغ  
دل پہ ہے ہر صورت مہر خم خنجانہ داغ

کلم نہوتی حشر تک سوزش جگر کی امی حبیب  
بنگو میری آنکھ سے آنسو اگر گر تانا داغ

عشق شور انگیز نے مختل کیا کب کا دماغ  
من ترانی سادہ پن کے دیکھو والون سی کیون  
انغم میخواری کو د اعظا دخل خاصیت میں کیا  
تیری سودا کی کا ہو گا کیا میجا سے علاج

ناز تھا چہر نہ وہ دل ہے نہ وہ میر اوماغ  
یہ تو کہئے کسکی صحبت میں کیا پیدا داغ  
بحث بیجا سے پریشان ہو گیا میر اوماغ  
چرخ چام پرہن وہ سے عرش پر اسکا دماغ

کبر پائی کی صفت زیبا ہے ہر بے نیاز رات دن رہتا ہے چشم مت جانا کا خیال اک نفس کی آمد و شد پر ہے جبکی ہست و کیا مفرج ہیں ترے عذاب لبیب فن دیکھنا بھی ہے تم چاہے کوئی سر ہوڑ لے کھچکے وہ جب بڑھیں عشاق کی بدنامیاں	جو نسجے عقل سے خالی سمجھ او کا دماغ بن گیا ہے بادہ گل رنگ کا شیشا دماغ ہے تعجب گر کرے وہ خاک کا پتلا دماغ بو سے جبکی عاشق بیدل کا ہو تازہ دماغ اس قدر اچھا نہیں ایشوخ بے پروا دماغ ہو گیا ہے اور سکر حسن کا شہرہ دماغ
--	--

آرہی ہے ہر شمیم کا کل جنان حبیب  
شام سے ہے نافہ مشک فتن میرا دماغ

پر تو خورشید سے پاتا ہے ہر ذرہ فروغ آگ سی رہتی ہے ہر دم میری دل میں منت ہو تے ہیں شب و سحر شہرت اہل کمال حق نہ چکے بے حقیقت بات کو گر ہو شبات شمع شکوہ زیب مخفل تھی سحر کو ہے خموش دے ترقی علم و فن کو پا کے دنیا میں عروج ہے زوال عمر پر ہر دم تاسف اسی حبیب	بے تری تائید کے ہو گا کیو کیا فروغ بیب سو دیکھا ہو تمہاری مہر عارض کا فروغ ہر نظر میں خار ہے جاہل نے گر پایا فروغ پا نہیں سکتا زمانے میں دروغ اصلا فروغ کل کی حالت کو وہ سوچ آج ہر جگہ کا فروغ لطف یہ ہے ہو بنجائے وجہ استغناء فروغ ہم بھی کچھ کرتے جوانی میں اگر ملتا فروغ
---	---

## رویفنا

کہیں چنتی ہو دلوں کو خاک کوئی دلیر اک طرف کہیں گلیا نا کامیوں سے ہی سبب دوسرا	اور لئے جاتا ہے چرخ کینہ پرور اک طرف کوششیں سب اک طرف ہیں اور مقارن اک طرف
--	---

یاد مرثگان میں کسی پہلو قرار آتا نخصین  
 سہل ہے فکر بقائے نام ہو یا ذکر حق  
 دم بخود ہے دیکھ کر بیمار کو تیرے طبیب  
 اکطرف ہے آفت جان تیرا روئے دلفریب  
 حکم دے اب ہوں میں ہر جانب و دل برداشتہ  
 ہو گیا غائب ہری بکر ہمارا خط شوق  
 ہو گا کب تک استخوان بر شش تیغ نگاہ  
 تفرقہ پروازیان غیر و ن کی ٹٹنے سے کہلین  
 ڈھونڈ رہتی ہیں تجھ کو آنکھیں دلیں ہی تیرے خیال  
 قبر عاشق سے عیان ہے سوزش و آغ جگر

خارجہ سرت اکطرف ہیں غم کے نشتر اکطرف  
 گر ٹھہرنے دے ہمیں قسمت کا چکر اکطرف  
 سچ میں بیٹھا ہوا ہے خم کئے سر اکطرف  
 ناز و انداز و آدائے حور پیکر اکطرف  
 تیرے کو چہ میں لگا لون اپنا بستر اکطرف  
 ڈھونڈ رہتا قاصد چلا کیسو کہ بوتر اکطرف  
 دیکھ لو انبار ہیں تن اکطرف سر اکطرف  
 تم خفا تھے اکطرف اور ہم مکدر اکطرف  
 دیکھتا پھرتا ہوں گہرا پایا ہوا ہر اکطرف  
 دیکھئے مرجھا گئی پہلو کی چادر اکطرف

کیا ہوا کہہ طبیعت آگئی بولو حبیب  
 دور کیوں بیٹھے ہو رکھے ہاتھ دلچر اکطرف

بے سبب کوئی اوٹھائیگا بہلا کیا تکلیف  
 طبع آزاد کو تھے کب یہ علایق موزون  
 ہو نہ سکتا ترمی پیار محبت کا علاج  
 دوستوں سے کہوں کیا حال پریشان آٹا  
 عقل جب تک نہیں ہی غیر مکلف انسان  
 بعد سختی کے ہر ایک چیز میں ہے آسانی  
 ہر سے زندہ و نکلے ہے بے سود نصیحت و اعظ

دیکھو ہوتی ہے محبت میں گوارا تکلیف  
 کی ہے خود اپنے لئے میں نے نہایت تکلیف  
 کبھی بالفرض جو کرتے بھی مسیحا تکلیف  
 شاق ہوتا ہے کسی شخص کو دینا تکلیف  
 گر خدا عقل نہ دیتا تو نہ دیتا تکلیف  
 دور کیا گر ہو فراغت کا وسیلہ تکلیف  
 اب نہ فرماؤں گا آپ دوبارہ تکلیف



لوگ دیتے ہیں مجھے کسلے بیہ تکلیف تو کوئی یوں نہ کسی شخص کو دیتا تکلیف ایک دن یوں گزر جائیگی ایذا تکلیف بے کسی جبر کے کرتے ہیں گوارا تکلیف عیش بیجا کا نتیجہ ہے زیادہ تکلیف	لطف آتا ہی نہیں دلو کو کسی صحبت میں منشقم لیتا جو ظالم سے عیوض دنیا میں چلے یا عیش و مسرت کا زمانہ جیسے سچے ہمدرد ہیں وہ لوگ جو اور دیکھے لے نہیں انجام ہے مستی کا بجز بربخوار
--	--

ابتدا ہی سے جو عادی رہے محنت و حسیب  
ہے مساوات فراغت ہو اوٹھیں یا تکلیف

کہ باغرم تو گر ان جان ناتوان ہی ضعیف رہے خیال کہ یہ مشت استخوان ہی ضعیف مثال پیرا سیجا ہر اک جوان ہی ضعیف دل خزین اے یاد رفتگان ہی ضعیف نہ آسکیگا جو اے اہل کاروان ہی ضعیف سراے دہرین کچھ روز میہمان ہی ضعیف ابھی سکت نہیں بلبل میں باغبان ہی ضعیف دماغ عاشق مہجور ناتوان ہے ضعیف	امید جینے کی ہر لحظہ مہربان ہے ضعیف کبھی اوستھے گانہ بار ملاں عاشق سے قضا کا پنجہ زور آزا کبھی نہ پھرا او نہیں کی طرح سے ہو راہی عدم تو ہی خلافت ہے رہ مہر و وفا کی تند روی وہی جوان گئے پہلے جو ہنکے کہتے تھو بہار آئی ہے آج بایگی تو انائی نہ چہرہ نغمہ ساز نشاط اے مطرب
--	---

حسیب نقد معانی خیال سے لیلو  
نہیں امید تحفظ مگاہ بیان ہے ضعیف

سہرہری سے تری بنگلی کیا بزن کو حرف اوتے اوسنے مری قسمت کی طرح حرف	عکس رخ پڑتے ہی نامہ سی اوڑھی حرف الف دلام تو لاکو پڑھا لے نفی
--	--

قابل دید ہے تاثیر سیخنی کی  
ہے خبر پیر مغان کو مری ہر حالت کی

کالی ہو جاتی ہیں خطا میں مری شیخ کے حرف  
آسکیگا نہ برا کہنے سے کھڑک کے حرف

لام کی سوہین الف یار کی مینی ہی حبیب  
دیدے کاتب قدرتے او سے حرف کی حرف

## رویف قاف

یہ دل سپند ہی مجھ میں ناسخا میں برق  
نفس کی آمد و شد جوش سیل آتش ہے  
یقین ہے آب ہو آئینہ پر توخ سے  
کہلا جو تم نے حنا لکے بت کی مٹھی  
تمہارے بالوں میں اولجھی جو کان کی بجلی  
ہماری آہ جگلائے او کو چپکے سے  
لہو بہائیں وہ عشاق چشم سیگون کا  
گستہ تار نظر ابر مردہ ہیں آنکھیں  
میں آہ کرتا ہوں غیروں سے جڑے ہنسی ہیں  
کبھی نہیں یہ تڑپ سوز عشق سی خالی

سکون میں ہو کر نہ ناراض طراب میں برق  
بدن میں روح نہیں بند ہے حباب میں برق  
بنے ہر ایک نگہ ناز آفتاب میں برق  
سمٹ کے رہ گئی ہے طشت آفتاب میں برق  
ہوئی فلک پہ سلسل رگ سحاب میں برق  
جلائے خرمن امید غیر خواب میں برق  
بنائیں تیغ بجھا کر شراب ناب میں برق  
کہان ہیں اب وہ نگاہیں جو تہیں شام میں برق  
چمکتی جاتی ہے یوں برق کے جواہر میں برق  
ہماری طرح سے ہے مبتلا عذاب میں برق

لایا خاک میں ہر آرزو کو دے لئے حبیب  
یہ اشتعال میں آتش ہو الہاب میں برق

قتل پہر کرنا سے پہلے پنہاں بخیر و طوق  
ڈھونڈتا ہے تیری وحشی کا گلہ بخیر و طوق

تیر سو داسی کا سر زانو سے اٹھتا ہی نہیں  
 ملکہ مہندی یار نے پہنے نہیں یہ شوق بند  
 جب در زندان گرایا توڑ ڈالین بیڑیاں  
 سر کو دیواروں سے ٹکرانے کی نوبت آگئی  
 آج ساقی تیرے میٹھو اڑو کو ہے جنبش محال  
 کیون تن کا امید کی میر سے پھر ملتی ہیں گیز  
 پہنیں گے بھولو کا گنا آج میٹھا سال ہو  
 کہتے کہتے ہو گیا دیوانہ تیرا مبتلا  
 یاد تھی سب کو وہ اگلے سال کی وحشت مری  
 چھٹ نہیں سکتی گرفتار ان الفت ہر کو بھی  
 دیکھتے جاؤ اسیران محبت کی طرف  
 کس جگہ توڑی کہاں پہنکی حبیب زار نے

زلف پر خم کا تصور بنگیا زنجیر و طوق  
 بنکے آئے ہیں پے در و حنا زنجیر و طوق  
 لائنگی میری جنوں کی تاب کیا زنجیر و طوق  
 جوش سودا پھر ہوا حداد لازنجیر و طوق  
 چلتے چلتے دور ساغ بنگیا زنجیر و طوق  
 کیا ہے اے شوق اسیری کہر بازنجیر و طوق  
 اتری منت بڑ گئی نام خدا زنجیر و طوق  
 پایہ جولان کرا سے اب یا پنہا زنجیر و طوق  
 فصل گل آتے ہی لائے ہیں نیازنجیر و طوق  
 روح کو ہے زلف پہچان کی ہوا زنجیر و طوق  
 بیزبان ہیں پر یہ دیتے ہیں صدا زنجیر و طوق  
 چاہئیں پہر ایجنون جلدی تبا زنجیر و طوق

## رولف کاف تازی

ملا ہے اک نگار نارین ایسا حسین نازک  
 یہی ڈر ہے مگر نہ جو جائے سیر گلشن سے  
 رگ جانکی طرح ہر دم حفاظت اسکی لازم ہے  
 گلا کٹنے کی ہو امید اے شوق شہادت کیا  
 مری نازک خیالی کانکیوں شہرہ ہو عالم بین

قزوں جس سے کوئی گل باغ امکان میں نازک  
 مزاج یار ہوئی گل سے ہو ایدل کہیں نازک  
 و یادہ رشتہ الفت سے کوئی شی نہیں نازک  
 مقرر سخت جان مین دست قاتل بالیقین نازک  
 بندہ ہرین بال سی بار یک مضمون اور زمین نازک

غضب کا سامنا ہے وہ تو ہو معشوق سنگین دل  
 شباب آخر ہوا اب ہکو پاس وضع آفت ہے  
 سخن میرا ہے یا اک حزن جنس معانی ہو  
 لطافت کو زبانی اوس پر یوشکے پسینہ کی  
 سبب ہے تا ہو صندل و شبنون کی سرگرائی کا  
 کردن سجدے نکیو نکرخت خم پر جب میر ہو  
 نہ ذکر ہجر چھٹرو وصل میں بنجائیگی جان  
 خیال یار دل میں اور دل بتیاب پہلو میں

سیوا شیشہ سے بھی عاشق کا ہو قلب زین نازک  
 کہ ہے اس پیر مہن میں حال جیگ تین نازک  
 غنی بجائے گر ہو کچھ خیال خوشہ جبین نازک  
 شمیم گل ہے بار و اور بوسے باسمین نازک  
 اوٹھا سکتی نہیں یہ بار ہرگز ہی جبین نازک  
 مے دیا لہ صحن باغ ساتی ناز میں نازک  
 تم دیدہ ہوں ہی میرا دل اند دہکین نازک  
 سنبھالو ن میں کسی یارب مکان نازک کی نازک

حبیبہ مشرب نام حیدر نقش ہو دلیر  
 تجھے کیا کرے منزل سخت وقت واپسین نازک

صد پاش ہو دل تیغ تغافل سے جگر چاک  
 کچھ راز ہے قاصد مرا خط غیر نہ دیکھے  
 پانی سے ہے اوس تیغ تبسم کے یہ طوفان  
 ہے دید کے قابل دل بسمل کا تماشا  
 غربت میں سلامت رہیں غمخوار ہمارے  
 دیکھو ن تری فرقت میں جو میں جانب گلشن  
 کرتا ہے کئی دن سے جنون دعوت صحرا  
 سرشار سے الفت ساتی یہ ہوا شیخ  
 پڑ جائے اگر عکس مرے داغ جنون کا

دیکھو جو ادھر تم تو سے تار نظر چاک  
 اچھا ہے اسے پڑہ کر وہ فرمائیں اگر چاک  
 دریا میں صدف چاک صدف میں ہو گہ چاک  
 سینہ کو مرے کیجئے بیخوف و خطر چاک  
 خار و ن نے سیاہی جو ہو ارجست سفر چاک  
 ہو غنچہ زگس کی طرح دیدہ تر چاک  
 وحشت کا تقاضا ہے گریبان ہی کر چاک  
 پیرا ہن احرام کیا تا بکھر چاک  
 ہو صورت ملبوس کتان قرص قمر چاک

انتہارے بوسیدگی جامہ عسرت  
عاشق کو بلا ہے تری زلفون کا تصور  
ہے بد آمانت کے لئے شرط تھمسل  
جامہ ترے دیوانے کا آیا ہے پرپوش  
ہے شغل رفوچارہ گرمی خستہ دلون کی  
کم ہو گا کی طرح نہ سوداے محبت  
پہلو سے جو وہ اٹھ گئے بچتے ہی گجر کے  
اسطرح میں جو زور دکھاتے ہیں وہ گویا  
یاد آتے ہیں رہ رہ کے مہنا میں خط شوق

سیتا ہوں ادھر میں تو یہ ہوتا ہے ادھر چاک  
شانے کی طرح سے ہے جگر آٹھ پہ چاک  
صرہ نہ بند ہے پہر جو ہے کیسہ زر چاک  
پہچان تو دامن میں کہاں اسکی کہہ چاک  
کرتے نہیں ملبوس کہن اہل ہنر چاک  
جراح کرے گریحوض رگ مرا سر چاک  
مینے بھی گریا بیدار ہمراہ سحر چاک  
کاغذ کی طرح کرتے ہیں چٹکی سے سپر چاک  
کرتا ہوں لفافہ کو ادھر بند ادھر چاک

پھر ہو گیا دیوانہ حبیب جگر افکار  
دیکھی جو گلستان میں قبا کو گل تر چاک

بڑا سوز نہان فرقت میں یہاں تک  
کہیں کیا کم ہوا بفرقت یہاں تک  
نہیں آتی ہے مرگ ناگہانی  
کہان بوسہ کہان دل دیکے لیکن  
سو اتیرے نظر آیا نہ کوئی  
رقیبوں پر گرا اسے آہ بجلی  
کہان کا پیر ہن اسے دست جوش  
چھٹے گی بہیر طعرب اسے اہل محشر

ہوئیں سر نہ کے قابل ہڈیاں تنک  
دہن میں پھر نہیں سکتی زبان تنک  
کراہتے سے تمہاری نیم جان تنک  
ہمیں دیکھو نہیں لاتے زبان تنک  
نگاہ شوق نے دیکھا جہان تنک  
کمند آسا پہونچ کر آسمان تنک  
نہیں باقی ہیں اب تو دہجیاں تنک  
پہونچ جائینگے اپنے مہربان تنک



ہیں راز جواب راز دان تک  
ستم کب تک جفا آخر کہاں تک  
نہیں سناؤ ظالم داستان تک

چہین کس طرح اسرار محبت  
وہ خود ہو جائینگے قایل وفا کے  
نہو نہ کو میرا اس گمان سے

حبیب اپنے کرم سے دیگا مالک  
وہ آسائش ہو جب کا گمان تک

کہ صدا بھی ہے تپ غم کے اثر سے باریک  
تیر تھا کچھ رگ برگ گل تر سے باریک  
گر کوئی چیز ملے تار نظر سے باریک  
دامن دل ہے گریبان سحر سے باریک  
دیکھہ ہر راہ یہ ہر راہ گزر سے باریک  
پردے آنکھوں کے ہیں پروانہ کی پر باریک

رشتہ عمر ہے اب تار نظر سے باریک  
سوزش داغ ہوئی کم نہ لگی زخم کو ٹھیس  
فکر میں ہوں کمر پار سے دون میں تشبیہ  
چاک ہر صبح وہ ہوتا ہے یہ ہر دم صد پاش  
کو چہ عشق میں ایدل نہ ڈگین پائے ثبات  
شمع رخ سے وہ الٹی نہیں یہ کیمکے نقاب

مال و زر سپہ لکھا تھا میری قسمت کا حبیب  
غالباً تھا وہ ورق صفحہ زر سے باریک

گزارین اسے چرخ سفلہ پرور ملال میں ماہ و سال کب تک  
عروج دیگا کبھی تو آخر رہیگا وقت زوال کب تک  
بڑی شب ہجر کی درازی گہٹی سکت نالہ و فغان کی  
وہ دیکھے ہر خط میں کیا تسلی کہو نگا میں اپنا حال کب تک  
بناتا فرعون کا جو ثانی بتا کہاں ہے وہ حکمرانی  
بہلا پڑیگا نہ تجھ پر ظالم ہمارے دل کا وبال کب تک

بشر کی خاقست منہ بے ہٹھری کہ تھی عمارت یہ بنگل کی  
 مرگی طوفان میں کیسی مٹی چلے گا جام سفال کب تک  
 کر دیتی کی کوئی کوشش ہے اک زمانہ کو تھسے کاوش  
 عیث سر سے ابوسین لڑا کے کاہش جواب تاکہ سوال کب تک  
 سنبھالو اس وقت اپنی حالت و گردن انجام سر سے حجاب است  
 گئی ہے دولت چلی ہے عزت ترقیوں کا خیال کب تک  
 کئے سے اپنے نہیں از دست سر و پنہا ہون سولی ہو آفت  
 کرو ڈرار اور اتو عیث ہونگی منکر مال کب تک  
 بچھ نہیں بہا ئیر نہیں اگر تو رو سسر و نکو بنا رہب  
 خوب میں۔ بے مثال رہ کر بنے ہو گے مثال کب تک  
 سخن پہاں سر سے ہر طرح ہٹا رہی سر سے بچھ لھیرت  
 بے۔ لئے دیکھی ہے کسے فطرت ہوگی قدر مال کب تک  
 سر سے جتنے سر میں عز و نور و دولت و وسعت اس پر خودی و ملکیت  
 سوار ہر وقت جہ سے مشامت ہوں گا پیر پا مال کب تک  
 ہمیشہ رحمت کا در کھلا۔ رہے غفور و رحیم اس کیسے پاس ہے

چھوٹے بچے کو یہ دیکھ کر کہ اس سے یہ ظاہری انفعال کب تک

دل کا مطلب نہ کیسی طرح بر آیا اب تک

شیر سے دیوانہ کو سمجھا کے بٹھایا اب تک

دو پھر ڈھل گئی اور انہیں سایہ انک

کی بہت فکر بہت پہنچا دھٹایا اب تک

لے خبر چلے ٹھہر تا نہیں دل عاشق کا

فکر راحت میں جوانی گئی پیری آئی

بے نیاز امن سے رہے آپ پر مرنیوالے  
چاروں نکلے لئے اوس وضع کو کیوں ہاتھ دینے  
مجھ کو مطلوب ہمیشہ ہے اوسکی تائید  
کس قدر ہے ترے کشتوں کا فسانہ پرورد  
بام مقدر سے ہے کوتاہ کند تندیہ  
وہ ہنہیں چھوڑتی جب طبع ستم کی عادت  
دل کو پیر یمن بھی ہے ذوق سہ کاری کا  
کامیابی نہیں بے خواہش تقدیر حبیب

گر طین پو چھپتے جلتے ہین میجا اب تک  
سختیاں جیل کے جکوسے نباہا اب تک  
جسنے گڑا ہوا ہر کام بنا یا اب تک  
تہام لیتا ہے ہر اک سنگے کلیجا اب تک  
نہ ملا جھکوسا بیکار و سہیلہ اب تک  
مجھ کو ویسا ہی محبت کا ہے دعویٰ اب تک  
گو سحر ہو گئی لیکن ہے اندھیرا اب تک  
ہمنے جو چاہا وہ مالک نے نہ چاہا اب تک

## رولف گات فارسی

کیونکر جیگا اسپہ کسی بادشاہ کا رنگ  
ہاتھوں کی صنو سے ہر شفق پشت پا کا رنگ  
کہو یا دلون سے شوق شہادت و خوف مر  
طول شب فراق بنا ہے خیال زلف  
زیور اوتار کر یہ کہا رشک مہر نے  
برسون کے خون پینی سے آنکھیں ہونی ہرینج  
مینہ صبح تک پڑیگا کہان جائین دی شراب  
بڑہ جائیگی شباب میں بچپن کی شوخیان  
چمکا رہا ہے رنگ رخ یا رکیف سے

ہر ایک سے جدا ہے ترے بتلا کا رنگ  
چہنتا ہے اوسکی جیب قبا و حنا کا رنگ  
جمنے دیا نہ تیری ادانے قصا کا رنگ  
اسکی بھی ہے غضب کی رسانی بلا کا رنگ  
پہیکا ہے میرے رنگ تو دیکھو طلا کا رنگ  
رخسہ ہے ان مریضوں کے غالب دوا کا رنگ  
ساقی نخل کے دیکھ تو کالی گھٹا کا رنگ  
لائیکا ایک دن یہ تلوں بلا کا رنگ  
گرمی سے لائے عارضہ سین طلا کا رنگ

<p>وہ رنگ ابتدا تھا یہ ہے انتہا کا رنگ  دل دے تو اختیار کرے نقش پاکار  خاکستری ہوا ہے ہماری قبا کا رنگ  نکھڑا ہوا ہے محبت اہل عدا کا رنگ  اوڑتا ہے ڈر سے طائر قبائے خاک کا رنگ  اوڑ جائے مثل طائر خوشبو سنا کا رنگ  ملتا نہیں کسی سے ہماری ادا کا رنگ  جا کر کہاں جا میری آہ رسا کا رنگ  دندان میں بھی لباس ہے کبریا کا رنگ</p>	<p>کا فور ہو گیا خط مشکین گیا شباب  الغص کی راہ سے نہ ہٹے خاک میں لٹ  دل میں بہی ہے خاک میں مٹنے کی آرزو  صوفی کوئی ہے کوئی سیت عشق ہے  شرکان تیرا برو کے پیوستہ دیکھ کر  کھلون کرین جو ہاتھ وہ عاشق کے خون سے  ہین سادگی کے ساتھ قیامت کی شوخیاں  سرمہ بنا ہے زگس مخمور یار کا  وحشت میں انس تھا خس و خاشاک راہ سے</p>
---	---

وحشت کی لی جلیبے منگو اور بیرطیان  
پہر آد بہار ہے ہانا ہوا کا رنگ

کھار سی ہین دیندار جدا شیع سے ہے زندہ انگ  
تھا ایک ہی پر شمع جگمگا آخر کو سے سب تار انگ  
ہر نوع سے ہے وہ جلوہ نما ہر شکل سے ہو قدر شہنشاہ  
اعمال جدا انصاف جدا گفتار انگ زنتار انگ  
غربت میں پہننے گھر سے نکلے احباب چھٹے ہدم پھر سے  
وحشت لے گیا رسوا کے جہان جہن سے ہو اولدار انگ  
کس طرح کوئی سمجھا ہے اور نہیں اسرار پہ کیونکر لائے  
اقرار کیا احباب سے کل اور مجھ سے کیا انکار انگ

اے حضرت دل آتا ہی نہ تھا جیسے تو اے خوبیا  
اب لاکہ کرے وہ جو رو جھانم اوس سے ہنوز نارا لگ  
اے دلبریک جا بھو الو بلواؤ نہ گرا تنہا تو کہو  
اٹھواؤ نہ اسکو رہنے دو بیٹھا ہے پس دیوار لگ  
بہناؤں کے ٹھکانوں کے قابو میں اپنے لاؤں کو  
بیتاب ہے دل سبیل ہے جگر ہے دیدہ تر خونبار لگ  
بازوئیں کسی سے میں انوار حشمت میں گزاری عمر سدا  
یہ جان کے آخر کیوں ملتا ہو جائینگے سب اکبار لگ  
کس زمر کا دہیان آیا اکبار مرا جی ڈوب گیا  
ہے دیکھنے والو نکو سکتا روستے ہیں کھڑے غمخوار لگ  
سے لطف کی جا پہنچا نہ بھی دعا عطا جو اوہر جا بیگما کبھی  
دکھلا شینگے کیف زندہ دلی پہوشش لگ ہشیار لگ  
پڑھتا ہے حبیب نکتہ سرا فرماتے ہیں سکر اہل صفا  
ہر بیت پہ دل کو جگر ہوا ہیں سب سے ترے اشار لگ

بہتر کی شتر اشک سے کب پیر ہن میں آگ  
خندان ہیں گل کہ بہتر کی ہے ہر پیر ہن میں  
لیتی ہے خشک دتر کو جو لگتی ہیں میں آگ  
جو داغ ہے وہ اپنی جگہ ہی جلان میں آگ  
بازی گرو نکو دیکھا ہے لیتی دہن میں آگ

سیلاب غم سے جنگی پانی بدن میں آگ  
بیل کے سوزو لئے لگا دی چمن میں آگ  
کیسان گرا و شاہ کو سرت آتش فساد  
رکھو تو ہاتھ سینہ عاشق پہ غم ورا  
بے لاگ سختیوں کا تحمل محال ہے



گر می سخن میں لاتا سر پہ سوز و گداز دل  
آپس کے رنج سے ہوئے غیر فکری دل پہ بار  
تسکین نہ دیگی آتش سیال سا قیاس  
دل بھگیا ہے فرش ہین ہم تیری راہ میں  
دیکھو شہید ناز کے لاشے پہ روشنی  
پتھر کو نرم کرتی ہے سر گرمیوں کی آہنج  
جل جل کے خاک ہوئے ہین خرمن امید کے  
صنعت میں کیا کر گئی ترقی بہلا وہ قوم  
بجہتی انہیں بھالنے سے سیلاب چشم کی

شعلہ زبانیہ ہے نہ کیلے دہن میں آگ  
شریت میں خاک اور اسی لگائی وطن میں آگ  
جب تک بھڑک اڑی نہ مری تن بد نہیں لگ  
جز اشک شمع آئے کہا نسو لگن میں آگ  
دہشتے ہین خونکے کہ لگی ہے کفن میں لگ  
پوشیدہ عزم کی جہر دل کو کہن میں آگ  
بیکار کی بھڑکتی ہے جو وقت رن میں آگ  
ہو گی جہان حسد کی دل اہل فن میں آگ  
جائزہ ہے الم کی ہجوم محن میں آگ

حساد کے جلا نیکو درکار تھی حبیب  
بنتی نہ کیوں رد لیت ہمارے سخن میں لگ

ہم وہ نہیں جو خوف کریں سکے نام مرگ  
بیم ورجا میں کٹتی ہے بچپن سے شکیب  
دل سوختہ ہین جو کسی شمع جہاں کے  
کرتا جو تلخ یوں غم دنیا مذاق خنصر

یان ناگوار بات بھی ہے اک پیام مرگ  
ہر صبح زندگی کا ہے انجام شام مرگ  
او کو فراق یا رہے قائمیت ام مرگ  
آب حیات چھوڑ کے پی لیتے جام مرگ

اہل جہان میں ملزم غفلت نہیں حبیب  
طاری ہے جن عزیز و نہ خواہ ام مرگ

گلشن ایجاو کے ہر گل کا ہے نقش الگ  
میل ہے جب تک بہت سی جہتیں ہین مشترک

خوالگ ہے ہوا لگ ہے رنگ ہے سب کا لگ  
اپنے بیکلنے سے کر دیتی ہی استغنا لگ



جو کبھی کمزور تھی ہی خوب اونکا زور شور  
 ہو گئی سپہ سلب کچھ ایسی شرافت نفس کی  
 سلب ہو مطلق حمیت جوش ہمدردی نہیں  
 رنج کے بدلے خوشی ہوتی ہی اہل قوم کو  
 کرتے ہیں کج خلقیان مہمان نوازی کی عیوض  
 غیر ہو حاکم تو اسکی جوتیان سید ہی کرین  
 دہو کے کی ٹٹی بنا ہے لفظ قومی اتفاق  
 راستبازی اصطلاحی نام پیر جمی کا ہے  
 ماہران علم و فن کی باریابی ہے محال  
 جو ہوئے ادنیٰ سے اعلیٰ وہ بھی بدی شکر کے  
 تہی خوشامد جیسی مغلائی حکومت کو پسند  
 ہو رہی ہے ہندوین اسلام کی مٹی خراب  
 لالہ ہے صرف درم سے وقف سودا کی لال  
 خود غرض سرکار کے بدخواہ قابوچی رنیل  
 کیون نہوں آئینہ سان حیرتین اہل اقتدار  
 ملک کی مذمت کو ہے درکار اک جان باز قوم

جو قومی تھے گہٹ پہنچے اونکی طاقت آجکل  
 لیتی ہیں عزت گوارا کر کے ذلت آجکل  
 آتش غیر سے زایل ہے حرارت آجکل  
 دیکھتے ہیں گر کسی بہائیگی ذلت آجکل  
 بدلے دعوت کو مروج ہے عداوت آجکل  
 ننگے قومی حکومت کی اطاعت آجکل  
 شاق ہو ہر چند لفظی ہی رعایت آجکل  
 ہے بہت محمود عیاری کی خصلت آجکل  
 جاہل و انقارین اعیان دولت آجکل  
 کرتے ہیں ناحق زمانیکی شکایت آجکل  
 ہے عموماً ویسی ہی مرغوب رشوت آجکل  
 ہر جگہ پر ہے رولج شرک و بدعت آجکل  
 ہوتی سی فرمان پذیری کی بدولت آجکل  
 کرتے ہیں بے طرح دعوائے دیانت آجکل  
 جب ہے کج رائی پر اطلاق اصابت آجکل  
 ہے کسی ہمدرد دولت کی ضرورت آجکل

تم تو ہو آزاد دینے کے نہ کیا ہو حبیب  
 شکر حق کرنا اگر بیج جائے عزت آجکل

کوئی کامل کبھی کرتا نہیں دعوائے کمال

سہرین ناقص کو بہار ہوتا ہے سودا کمال

مصر سے نظم کا فن طبع رسا یوسف وقت  
 جب سما جاتی ہو ناقص کے دلون میں عظمت  
 غام افواہ کو کر لیتے ہیں باور عامی  
 ہونہ جیتک کوئی اعجاز بیان شکل کلیم  
 نکتہ سخن میں ہی ہے معرفت فن مقصود  
 سامری قابل کہ یہ ہے گو سالہ کلام  
 بے ہنر ہوتے ہیں ممتاز یہ ہر رنگ جہان  
 چھوڑ کر شقی سخن بیٹھ گئے اہل سخن  
 بے ہنر صاحب جوہر نہیں بن سکتا ہے  
 خوش ہیں ہر دم نہیں شاہون کی ہی پروا نکو  
 حرص دولت کی ہے دلمین نہ ہوس شہر کی  
 جب ہنوں عیب ہنر اپنی زبا کے معلوم  
 قدر باب سخن آج ہے جیسے مفقود  
 ہوں وہ مجنون جو کروں ترک لباس ہستی

نوجوان کیوں نہو پیری میں زلیخائے کمال  
 داغ بنجاتا ہے نظرون میں سمیاد کمال  
 ملتے ہیں کاملونکو ڈھونڈ کے جویا کمال  
 کہیے ہر داغ کو کیونکر بد بیضائے کمال  
 چرخ چارم پہ نہ چڑھ جائے مسیحا کمال  
 سخن صاف و متین معجز موسای کمال  
 خاک پیدا ہو کسی دل میں تنائے کمال  
 حق میں ناقص کے جو فیصل ہوا دعو کمال  
 تاج دولت پہ لگا کر پر عنقاے کمال  
 مست رکھتی ہے ہمیشہ جنہیں جسکا کمال  
 خاکسار کی صفت ہوتی ہے منشا کمال  
 تو سخن میں ہمیں کیونکر کوئی دکھائی کمال  
 کیا عجب ہے جو یوہن قوم سوا کمال  
 ہو سیغم سے مرے محل لیلاے کمال

ہم اوسے ناسخ مرقوم کو پیر و ہین حبیب  
 کعبہ سمجھے ہین جسے اہل کلیسائی کمال

کچھ تو دو داد جان نثار می دل  
 کشش شوق و بقیہ رازی دل  
 دیکھتے حکم ہر د باری دل

دیکھ لی خوب پائدار می دل  
 اک نہ اک نہ اثر دکھائیگی  
 سب کی سس لی نہ کچھ کہی اپنی

چاہتا ہے غبار راہ بنون	اللہ اللہ خاک رنی دل
ناملے کرتا ہے صورت ناقوس	آفت جان ہے بیقہاری دل
خون ہو ہو کے چشم تر سے بہا	تمنے دیکھی نہ جان نشا رنی دل
نہ کیا ناک مرہ سے شہید	تکو خوشش آئی شرمساری دل
دیدہ زخم ہو گئے ہین سپید	حد کو پہنچی ہے اشکباری دل
آفت نہ کی لاکھ رنج و درد ہے	دیکھو دشمن سے دوستاری دل

کون ہے اے حبیب جس کو کہین  
کا ہمیش جان و بیقہاری دل

چہ میچ کہا کہا کے بڑے لاکھ مری جان کا کل	پا نہیں سکتی ہے طول شب ہجران کا کل
سر کے دہن نہیں ٹپکتے ہنہین بانی کے گھر	جان جان حال پہ میرے ہی گریبان کا کل
یہ شب ہے نہان محل مینا فی بین	کب یہ اوس گل کے دوپٹے میں ہنہین کا کل
سب کہین چاند پہاروں میں نظر آتا ہے	اک ذرا رخ سے ہٹا دو جو مری جان کا کل
کہینچ لی مانی الفت نے تمہاری تصویر	شعلہ آہ ہے رخ دو پریشان کا کل
مانگ اوسکی ہے صراط دل عشاق اگر	خلد رخ تار نگاہ سر عرفان کا کل
سیر تار و ٹکی دکھا دو جو چنو تم افشان	ہنگامی ہے شب تاریک کا دامن کا کل
ہوئی سرشار تو بالوں سے پسینہ پکا	دیکھو ہے صورت نیسان گہ افشان کا کل
مجھ کو دھڑکا ہے نہانے ہین جو وہ دریا میں	بڑے چھو لے نہ کہین پنجہ مر جان کا کل
سبز خطا خضر ہے اچھٹمہ حیوان ہو دہن	رخ ترا صبح وطن شام غریبان کا کل
روز افزون ہے پریشانی عاشق کی طرح	سر پہ ہے صورت آہ دل سوزان کا کل



میری آنکھوں سے چھپا کر رخ روشن تیرا کل نہیں آج ہی ہو روز قیامت ظاہر داغ ملاوس کو ہو رشک سے سنبل شراب رات دن مصحف عارض کی بلا گردان ہے حلقہ دم بلا افعی واثر در بسکر	بنگلی چشمہ ظلمات کا طوفان کا کل ہو کے برہم جو ترے رخسہ کو ان کا کل کہو لو باغ میں اسے سر و خرامان کا کل سب پہ روشن ہو کہ ہے حافظ قرآن کا کل ہے شب و روز سری جات کی خواہاں کا کل
---	---

سندھستان یہ زمین تیری غزل کی ہو حبیب  
لطف ہو پوہین اگر باندھے مخندان کا کل

جفا جو تند خو شر ز پری پس کر حسین قاتل نظر ہو تیغ بزان اور وہ چشم سر گین قاتل چلا دامن کشان گر تو چڑھا کر آستین قاتل کہا اے ہین نیلے گل جو ہر تیغ تہم نے یہ سارے بعتان جو پیکر دشمن جان ہین شہادت سے مجھے محروم رکھا ناتوانی نے شوکت کیا پہلا ان بعتان جو پیکر کی ترے خنجر کے نیچے مجسا عاشق اور دم مار	مری نازک مزاجی سے ملا ہوا زنین قاتل جہان ہو کیون نہ برہم ہو اگر حدیں جبین قاتل شفق گون ہو گا عالم خون او گلیگی زین قاتل ابھی تک سے ہرے رضون مین بوی یا مین قاتل وفا کی نام سے جلتے ہین کون نہیں ہین قاتل اوٹھائی تیغ جب اسنے کما غش زین قاتل وفا پیشہ بھی ہوتے ہین زین مین کی قاتل یہ کوئی بات ہو یا نہیں قاتل نہیں قاتل
--	---

قسم کہانی ہے اسنے خاک تک برباد کر نیکی  
حبیب آریگا پہر بھی اک نہ اک نہ بالیقین قاتل

چلدا پٹیش مین کیا پیر کے خنجر قاتل چوم لیتا ترے اس دار لگانے پر قدم	ملگیا خوبی قسمت سے سنگ قاتل اوسنے دینا نہیں زنجیر کا سنگ قاتل
--	--

ابو بدست سے اس راہ میں بستر قاتل  
 آزما ہاتھ لگا دار سچکرتا تل  
 کہل گئے آج تری تیغ کے جو ہر قاتل  
 بچنے میں ہین غضب کرتے تہور قاتل  
 دیکھ نزدیک سے ہنگامہ معشر قاتل  
 دودم ساتھ سے چل مرز و قاتل  
 فصد لیکر نہ لگا قلب پر شتر قاتل

دیکھ واما نہ ترے در پہلین محروم نہ رکھ  
 تیغ ابرو مری گردن کے مقابل کرے  
 پہر گیا منہ مری گردن پہر کہیں خط نہ پڑا  
 قہر کیا ہو گا جوانی بین خدا خیر کرے  
 روک لیا تھ خدا را نہ جفا کر ایسی  
 ہاتھ تو میرے جنازے کو لگایا نہ لگا  
 پہر دے تیغ گلے پر کہ مٹے ذکر جنون

چوم لو تم بھی قدم خوبے قسمت سر حلیب  
 آج پر گنج شہیدان کا ہے رہبر قاتل

لو ایک اشارے میں ہوا فیصلہ دل  
 تالونکے سوا کچھ نہیں اس مشغلہ دل  
 کہتے ہیں اس کو کشش کا سلسلہ دل  
 ہوتا ہے گمان پھوٹ گیا آبلہ دل  
 دیکھو تو کہاں جا کے ملا سلسلہ دل  
 ہو جائے کسی شکل سے طے مرغلہ دل  
 اے اشک روان تو ہی بن اب حلقہ دل  
 سینہ سے ہے جھڑجھڑ عیان فاصلہ دل  
 اس راہ میں لٹا ہے سدا قافلہ دل  
 پیری میں جوانی سے سوا دلولہ دل

وہ چین بچین ہو گئے سن کر گلہ دل  
 سبہ سبکے جفا پست ہوے حوصلہ دل  
 گھر پوچھتے آئے ہیں وہ عاشق کی گلیمین  
 آنکھیں مری پہر لالہ ہین آنسو ہین گلابی  
 زاہد کو ہوا حور کی کا کل کا تصور  
 خون ہو کے نخل آنکھوں سے اسی داغ تنہا  
 ناؤک مرثہ آئینکی طاقت نہیں باقی  
 وہ وصل میں بھی شرم سے رہتے ہیں الگ یون  
 کہتی ہو تری مانگ پہ سینہ دور کی سرخی  
 اے دختر دز تیری ادا نے کئے ظاہر

تسکین کو سینہ پہ ہے بس نقشِ محبت  
افسوس جوانی گئی پیری ہوئی آغناز  
الفت سے ہیں مجبور تر سے عاشق بیتاب

وہ ایک جو مکین تو یہ ہے داخلہ دل  
قسمت نے نکالنا کوئی حوصلہ دل  
پوچھے جو کوئی کرتے ہیں روگر گلہ دل

گلزار میں ہوں جمع حبیب سے مطرب  
درپردہ چھڑے دونوں طرف سے گلہ دل

عشق ابرو سے عہد و فرقت جہان قاتل  
لیس بیدا پہ ہیں ابرو مزگان قاتل  
مہم بینوں کی لگاوٹ کوئی ہم سے پوچھے  
وہ فی ہر مے اربابوں کی حالت چہرے  
میری قسمت کا لکھا اور بھیہ ارا و عتیرا  
رائدن شوق شہادت میں کہلا رہتا ہے  
قتل سے پہلے نقاب ہٹنے کیا کام تمام  
نفسِ سر کی آندھی سے جو اوڑھ کر لیٹے  
نہ کروں گا تری شمشیر کو گردن سے جدا  
دیدہ زخم لہور و یکنگے پہر فرقت میں  
خفقان و رکاوٹ ہو کم ایسی کوئی شکل نہیں  
میری ثابت قدمی دیکھ کے اور تیری جفا  
اس سرت سے کسی نے بھی کیا ہو سرنزد  
بیکسی کو چہ دلدار میں کون اپنا ہے

روح کی طرح مرے تن میں ہی مہمان قاتل  
اک اشارہ ہی کی تاخیر سے ابلان قاتل  
آنکھ لڑتے ہی یہ ہیں جان کو خوالاں قاتل  
و لکا ہر زخم سے اک گنج شہیدان قاتل  
کیا ازل سے تھا بہم دست و گریبان قاتل  
ہنہیں ہٹتا مرے سینہ سے گریبان قاتل  
ختم شمشیر ہے گردن کو گریبان قاتل  
ناب شمشیر بنے چاک گریبان قاتل  
ہے مرے جامہ تن میں یہ گریبان قاتل  
نظر آیا ہے مجھے خواب میں خندان قاتل  
شوقِ خنجر میں پیرکتی ہے رگ جان قاتل  
جو ہر تیغ بنے دیدہ حیران قاتل !  
سچ بتا سا تہہ فقط جابگایاں قاتل  
لگ مرے خون کے پیا ہیں تو دربان قاتل

ہو مرے ضبط و تحمل کا شاخون قاتل  
توڑنے آیا مگر قتل کا پیمان قاتل  
نہ کرے دشمنی گرچہ ہو مہمان قاتل  
یا خدا کو لے گا کس دن در زندان قاتل

جان دی جنبش ابرو پہ نہ تر پا پس فرج  
ہم تو بچے تھے کہ لہر نہ پہنچا نہ عمر  
آدمیت کا چلن یہ ہے کہ آنکھوں پہ ہٹائے  
قید و حشر میں یہ چلا تے ہیں مشتاق اجل

لے وفا کر کے چلا عہد محبت کو صلیب  
یہیہ مخبر ترا اللہ نگہ بان قاتل

## ردینہ مسیم

کسے بھائی نالین کس کی خبر ہم  
گیا دل جب تو کیلے جان پر ہم  
سمجھ لیتے ہیں خود نفع و ضرر ہم  
حسین تم عاشق شوریدہ سر ہم  
کہو کس سے خبر ہیں بے خبر ہم  
ترے مہنون ہیں ایک چشم تر ہم  
تو خود جا سینکے بنکر نامہ بر ہم  
گریبان پہاڑ تے وقت سحر ہم  
بنے ہیں اب تو خاک رہ گذر ہم  
لئے جاتے ہیں یہ راہ سفر ہم  
کہان جائیں تمہیں ڈھونڈ کر ہم

سنبھالیں دلوں یا تہا میں جگر ہم  
اونہیں دیکھا ہوئے بوسہ کربا لب  
نہ کہ کر ترک مینو غمی میں وا عطا  
کہیں کیا کہیں چلا یا شوق دیدار  
ہمیں بیہوش پا کے چپے بے قاصد  
مٹائے دل سے داغ رنج و حسرت  
کیا قاصد کو میسر گرہ تیج ہے  
یہ کہلاتا چلے ہیں آپ ورنہ  
خرام ناز سے برباد کروے  
جگر میں درہم داغ جنون ہیں  
نہیں کوئی رفیق دشت و حشر

نفس ٹوٹا ہے اور صیاد غافل

مگر افسوس ہیں بے بال پر ہم

حبیبِ نوجوان نے داغ کھائے

ابھی دیکھ آئے اسے رشکِ قہر ہم

ہوئے ہیں زخمی تیغِ نظرِ ہم

دلانے جوشِ رحمت کو یہ شاید

اجلِ کسکی بلا آئے گی کسپر

نہ پچھتا تے جو پہلے سے نہ ہوتے

لہو تھمتا نہیں زخمِ سگر کا

عزیزِ دلی نہ ہوتی قسدرِ دل کو

یہاں تک اوس صنم کی راہ دیکھی

اگر یہ بے بیدار بد خواہ

پہنچ سکتا نہیں وہم و گمان بھی

ہوے حالت پر اپنی جیسے شاکر

بچاے فاتحہ خطا و گنا پڑھنا

اگر تم امتحانِ الفت کا لیتے

دومِ رخصت نہیں بہتے ہیں انہو

عیشِ بختیہ ہے اور میوہِ مرہم

چلے ہیں ساتھ لسیہ کمرِ چشمِ تر ہم

شگنِ ابرو پہ ہے گیسو ہیں ہم

زمانہ کی روش سے سیسے بھر ہم

نہ اچھے ہوئے بامی چارہ گھر ہم

اگر کرتے نہ غیرِ دن میں بس رہم

کہ بالکل بنگے تیرے نظرِ ہم

خدا پر اپے رکھتے ہیں نظرِ ہم

کمانِ وہ حورِ پیکرِ اور کہ ہر ہم

بڑی راحت سے کرتے ہیں بس رہم

لحہ میں شاد ہونگے نامہِ ہر ہم

نہ ہوتا کوئی آسا وہ مگر ہم

پنجاہ کرتے ہیں تم پر گہر ہم

حبیب اب تا کجا فکرِ معیشت

تہکے پھر پھر کے ناعق و بد رہم

کیا خاک اس خودی پہ ملیں گے خدا سو ہم

ہیں بے نیازِ صحبتِ اہلِ صفا سے ہم



کیا زور و اتفاق نے رکھا جہان میں  
 دروز پھر ارہی سے تنگ نظر نے ہو س  
 آپس کے اختلاف سے عالم میں ہر یک  
 طوفان بحر کبر نے غفل کئے حواس  
 تحقیق نے دکھائی رو مبدا و معاد  
 سمجھین گے کس طرح روش روزگار کو  
 چھرو پنہ سے غبار تقصیب جما ہوا !  
 کچھ حد نہیں زوال کی اللہ سے انقلاب  
 اعمال کی پدی نے دکھایا ہے روز بد  
 پہنائی ہے ظلمت شب اوبار ہر طرف

ناچیز اپنی جنس میں ہین کمر با سے ہم  
 ہین بیوکار کا سہ دست گدا سے ہم  
 پلہ گران ہو گرنہ جہکین اغنیاء سے ہم  
 بیگانہ وار ملتے ہین ہر آشنا سے ہم  
 جب باخبر ہوئے تو ملے مبتدا سے ہم  
 کرتے ہین انحراف ہر اک رہنما سے ہم  
 ہین بے نصیب معنی خدا صفا سے ہم  
 خورشید سے سہا ہوئے ذرہ سہا سے ہم  
 محروم ہین اعانت بخت رسا سے ہم  
 یارب وہ دن دکھا کہ چٹھین اس بلا سے ہم

پائی سزا سے زشتی اعمال اے حبیب

ہین مثل مردہ ہیبت روز جزا سے ہم

فرقت میں تیرے سہتے ہین دلپہنہ از غم  
 اک سر نہر طر حکا سووا ہے رات دن  
 راحت نصیب ہو گئی ہو یسے گر کبھی  
 دل خوش ہوا وصال کے وعدہ و جہاد  
 بدم ہین میرے دیکھے تہا روقاق ہین  
 دیتے ہین ابو فرقت بانان میں رات دن  
 مونکی تخی خوشی پہ تہا سے فراق کا

اغیار اک طرف ہین دیتے ہین یار غم  
 اک قلب لاکھ داغ ہین اک دل ہزار غم  
 او سکے عوض فلک نے دکھائی ہزار غم  
 و کملار ہا ہے اوس سے سوا انتظار غم  
 ایندالماں دردالم انتشار غم  
 نوک مژہ کلیچ کو تلوون کو خار غم  
 دل جانتا ہے تہا جو دم انحصار غم

بلبل تجھے ہزار خوشی ہو مگر ہمیں  
فکر معاش میں کبھی خوفِ معاد میں  
دوسو کون ہے کہ جو روئیکا بعد مرگ  
رہتا ہے یادِ زلف و رخِ گلزار میں  
عشاق سے پچائیں بے اعتنائیاں  
صحرا و گلستان و بیابان و شہرِ مدین

دیتی ہے ہجرِ یاد میں اگر ہمارے غم !  
رہتا ہے جن کی طرح سے سر پر سوار غم  
ہاں بیکی کا رنگ کی شمعِ مزارِ غم  
خالق گواہ ہے ہمیں لیل و نہار غم  
دیتے ہو بات بات میں کیوں بار بار غم  
پہرتا ہوں مجھ کو کرتا ہے جب بغیر غم

گو حالِ دل زبانیہ لاتا نہیں حبیب  
رہتا ہے اس کے چہرے پر آشکار غم

تیری ان چالوں کو کبھی آسمان سمجھتی تھی ہم  
اک مخالف تھا جسے ہم داستان سمجھتے تھے ہم  
اب کہاں باقی ہو چہرہ پر جوانی کی ہر سار  
کیا بچا تا کشتی اسید و امان ہو س  
عالم امکان کی ہر ایک حالت بے ثبات  
عشق میں مرنے پہ بھی پیش آئے کیا کیا مہر  
میلچلی چاہا جد ہر آخر کو مٹی کی کشتش  
نام کو گلچین تھا پر فصلِ خزان کا تھا حریف  
وائے قسمت کر رہی ہیں اب وہی مٹی خراب  
تہادہ بدخواہوں کی افکارِ مخالفت کا اثر  
دلِ غمِ دلِ طوفانِ غم سے خون ہو کر بہ گیا

پیش آیا جو یہ پہلے سے کہاں سمجھتی تھی ہم  
دشمنِ جان تھا وہ جسکو مہربان سمجھتے تھے ہم  
ہائے اس گلشن کو چند ہی بیخیزان سمجھتی تھی ہم  
سج طوفان سے تھے وہ جسکو بادبان سمجھتی تھی ہم  
تجربہ جیتک نہ تھا ایسا کہاں سمجھتے تھے ہم  
سہل نکلا جسکو مشکلِ امتحان سمجھتے تھے ہم  
وہ سرِ کھٹری جسے اپنا مکان سمجھتے تھے ہم  
گلشنِ مقصد کا جسکو باغبان سمجھتے تھے ہم  
جن پہ مرنیکو حیات جاودان سمجھتے تھے ہم  
سادگی سے جسکو نیرنگِ جہان سمجھتے تھے ہم  
اس نشان کو یادگارِ زندگی سمجھتے تھے ہم

نامبارک شے تھی اک مکڑی کے جال کی طرح  
ہو گئے حاسد عدو سے عافیت ناخوش

وقت تابش جبکہ سر پر سائبان سمجھے تھے ہم  
راستی کو باعث امن وامان سمجھے تھے ہم

## روایت نون

روکتے ہیں پانوں کب آوارہ بن میں بیڑیاں  
سلب آزادیکا باعث ننگ عریانی ہو  
بعد مردن بھی ہوں دوشادہ کہ تھا صحرانورد  
مرٹا لیکن نچھوڑا گردش قسمت نے ساتھ  
ایک مدت تک رہا پابند افکار عیال  
قید می ہستی پر سے اطلاق آزادی محال  
ہر قدم پر کرتی ہیں فریاد عاشق کی طرح  
جو نگہ سے بچ گیا ہو گا وہ کاکل کا اسیر  
کون پھر سالک طریق عشق کا کہتا او سے  
چاہ میں عاشق پہنسا تے ہیں گلر مثل سبو  
خوب دی دامن ملالت و شریعت نے نجات  
وجہ حفظ روح ہے پیری میں بند احتیاط

لوئے گل کو رکھ نہیں سکتیں چین میں بیڑیاں  
چارہ گر لائے چہپا کر پیرہن میں بیڑیاں  
بیڑیوں میں پانوں ہوں میر کفن میں بیڑیاں  
پادنگی چکر بنے میرے کفن میں بیڑیاں  
تہین گران قید تعلق کے وطن میں بیڑیاں  
کسے پائی سرو کی کاٹیں چین میں بیڑیاں  
ملکین تیرے اسیر دن سے چلن میں بیڑیاں  
تیغ کا جو ہرہین دست تیغزن میں بیڑیاں  
ڈالتا خسر و جو پائے کو کہن میں بیڑیاں  
خوشنما ہوتی ہیں تلبیس رسن میں بیڑیاں  
ڈال دین تقلید نے پائے سخن میں بیڑیاں  
چاہئیں مضبوط زندان کہن میں بیڑیاں

کچھ نہیں سامان وطن میں جا کر رہو کا حلیہ

سخت ہیں وجہ عیشت کی دکن میں بیڑیاں

خدا سے روز نیا دل نیا جگر مانگوں

پناہ تجھ سے نہ اے ناوک نظر مانگوں

ریاض دہر سے تخم وفا ہے جب معدوم  
 عنایتیں تری حد سے فزون ہیں ایما لک  
 لکھوں جو عارض تابان یار کی توصیف  
 کسے ہو اپنی ریاضت سے منفعت کی امید  
 مزا ہے ایمین کہ غمخوار خلق بنکے رہوں  
 یہی کہوں کہ ملے عمر خضر قاتل کو  
 کریم دیتا ہے جو کچھ مرے نصیب میں  
 زکوٰۃ حسن مرا حق ہے اسے شہد زبان  
 نہ قدر جنس معافی ہو جنکو اسے ببل  
 بلند صورت قعر فلک ہے بام امید  
 یہ دعا ہے زخود رفتگی تہا وصل کی شب  
 مسیح کو نہ کبھی دون دوا کے مین تکلیف  
 جو اسکے یہ دل مضطر کوئی حسین لے لے  
 ہیں میرے واسطے آصف کے ہاتھ ابر کرم  
 کہلے ہیں بابا جابت گئی ہی آدھی رات  
 مشاعرہ مین مین جو لوگ سب کہیں آئین  
 خلوص مانگ لون پہلو خدا سے دل کیلئے  
 ہر ایک باب مین پہر خسرد کن کے لئے  
 حبیب حملہ اہل حسد سے خوف نہیں

تو اپنے نخل تناسل سے کیا ثمر مانگوں  
 خوشی سے دیتا ہے جو چہرہ جہد مانگوں  
 تو آفتاب کے چشمہ سے آب و زماں مانگوں  
 فلک گرے گا بجلی اگر ثمر مانگوں  
 خدا سے مین دل محزون و چشم تر مانگوں  
 کوئی دعا تہہ خنجر بھی مین اگر مانگوں  
 گدا کی طرح سے کیوں پھر کے در بدر مانگوں  
 یہی مضاب ہے لون اوسط اور مانگوں  
 بہا سمجھ کے مین کیا اون گھون سر زماں مانگوں  
 ہوا کے شوق محرکے ہال و پر مانگوں  
 جو پونہ مانگ سکون بنکے بے خبر مانگوں  
 خیال یار سے و نزات درو سر مانگوں  
 تو پھر مین نام نہ لون اور نہ عمر بھر مانگوں  
 صدق نہیں ہوں جو نیاں سے گھر مانگوں  
 ضرور دیگا جو مالک سے تاسحر مانگوں  
 اوسٹھا کے ہاتھ اور بے جھکا کے سر مانگوں  
 پھر اوسکے بعد زبان کے لئے اثر مانگوں  
 مدد رسول سے اللہ سے ظفر مانگوں  
 علم ہو تیغ گلے گدہ تو کیوں سپر مانگوں

کہنے سننے کا ہے کچھ لطف جو کامل بیٹھین ولہ  
متحمل نہیں دیکھ سہنے کے ارباب صفا  
باغ میں جھوم کے وصف گل عارضی پڑھوں  
جوش آجائے محبت کا جو ہوں چار انکھیں  
دل سے رازق پہ بہر و سا نہیں منم ورنہ  
میرا دل کیا ہے شمع کار لرز جائے زمین  
آج مطرب بھی ہے ادھی ہو گھٹا بھی ساقی  
عشق ابرو میں ہے کہتی ہے شہادت کی ہوس  
ہے مشرف مجمع نا جنس پہ تنہائی کو  
غیبت خلق خدا کے جو خوش ہوں و اغطا

ایک ہی رنگ کے دو چار کہیں مل بیٹھیں  
سب کے سب جان سے اٹھ جائیں انکھیں  
پہچھے بہول کے شاخون پہ عنادل بیٹھیں  
آکے محفل میں جو وہ میرے مقابل بیٹھیں  
تجسسے بڑھ جائیں جو ہو کر متوکل بیٹھیں  
صبر کے ساتھ جو غم کے متحمل بیٹھیں  
تیری مرضی ہو تو چلک لب ساحل بیٹھیں  
شوق سے چلکے تہ قاتل مخبر قاتل بیٹھیں  
لطف صحبت ہی جو اقران و امثال بیٹھیں  
آپ کے پاس وہی عالم و فاضل بیٹھیں

جبکہ تدبیر بھی وقت دیر کو لازم ہے حبیب  
فکر انجام سے ہم کسے فاضل بیٹھیں

کہ ہمارا ملک سخن میں کسان نہیں  
بیٹھے ہیں مٹمن کہ مستاع جہان نہیں  
کیا بس کی پس میں جب اپنی زبان نہیں  
پڑمروہ گل کو چھوڑ کے خار و نکو دے جواب  
خواہان جان زمانہ ہے بدخواہ خلق کا  
بیدا کر کے شکوہ فریاد ہے ستم  
ہے ساکان رفتہ کا حسن مشالعت

مالک ہیں اس زمین کو جہان آسمان نہیں  
ہر وقت فکر و دوسرے خوف زیان نہیں  
افسانہ ہے وہ راز جو دل بین نہاں نہیں  
قابل چین میں رکھنے کے وہ باغیاں نہیں  
یوحی کے شہیدوں کا کوئی قدر و دان نہیں  
کیا یہ بھی تھا یقین مرے منہ میں زبان نہیں  
بیوجہ یہ غبار پس کا روان نہیں



آزار رنج و غم ہے دل آزار کیلئے  
 مالک بدل دے یا سکو میری امید سے  
 خود اپنے خیر خواہ کو بد خواہ کر لیا  
 پہیری چھری حقوق خلافت پہ بے خطا  
 شاہوں سے کم نہیں ہیں گداؤں جناب کو  
 برپا ہے تیری چال سے آشوب خلق میں  
 دشوار ہو ثبوت محبت رقیب کو  
 سہراؤں سے کسے سر ہے جسے چاہتے ہیں  
 پتھر سے اوکو دیتے ہیں تشبیہ اہل درد

ظالم کو قہر حق سے کیجا مان نہیں !  
 بندہ پہ کوئی تیرے سیوا مہربان نہیں  
 مردم شناس منعم نکتہ نشان نہیں  
 دعویٰ ہے اسے پہر کہ میں ایذا رسان نہیں  
 جس در پہ دور باش نہیں پاسبان نہیں  
 پہر کیا ہے قد جو فتنہ ام خس زبان نہیں  
 کہہ دو جو تم جواب میں اسی جانجان نہیں  
 دس پانچ اونکے چاہنے والی کہاں نہیں  
 جس دلو لذت خلش جاودان نہیں

ہے مصلحت مخوش رہو غم بھی اسی حبیب

دنیا میں جب سخن کا کوئی قدر دان نہیں

خون عشاق ہو جب وجہ بہار دامن  
 بنگلی دان مری آنسو کی شرارت بجلی  
 روز اوٹھتے رہیں تاحشر بگوئے بچھ  
 رتبہ عاشق کا بڑا خلعت آزادی سے  
 عمر رفتہ کے لئے روتی ہیں آنکھیں جزا  
 نہیں فرصت ہی گریبان سے جو نصرت لجا  
 شمع اُسید رکھیں گے تہ فانوس خیال  
 اشک مظلوم کی تاثیر سے ڈرامی ظالم

کیون ہنودامن گل آئینہ دار دامن  
 اوڑکے لپٹا جو رگ ابر سے تار دامن  
 جہاڑ دون میں جو سر راہ غبار دامن  
 کل جو تھکی دل کی خلش آج ہو خار دامن  
 پوچھنا اشک ندامت کا ہے کار دامن  
 ایجنون تو نے کیا کیا ابھی کار دامن  
 گر ہوا سے نہیں ممکن ہے قرار دامن  
 خرمن عیش کو پہونکیں نہ شرار دامن

<p>چمن آرائے جہان سے نکر و قطع امید کیا بیکگی اسے وحشت میں چو پہونچا آسیب گر سے رحمت کا سبب خوف خدا سے رونا جنکو سمجھا ہے جہان خون جگر کے درتے</p>	<p>ہوگی کثرت گل مقصود کی بار و امن حبیب کہتے ہیں جسے ہی وہ جوار و امن دہو میگا ظلمت عصیان کو فشار و امن چشم عاشق میں وہ ہیں نقش و نگار و امن</p>
<p>در دوائے تو اسے انکھوں پر رکھتے ہیں حبیب تسے وحشت میں کیا کچھ نہ وقار و امن</p>	
<p>بے ہنر نازان ہوں کم قدر مہنر ایسی نہیں تو بنے جنت کا مالک ہم ہیں وقف عذاب صبر آسان ہے یہ دل میں دردنا کامی ہوں منزل مقصد قرین ہے گر ہو بہت رہنا جسمین جاتی رہی ہوں جس میں ضیاء تیری ہوں کیا مکرم ہو گا وہ جسمین نہیں خلق و کرم ہوگی کیونکر زندگی بے رنج راحت میں بسر پہنس کے دنیا میں ہو کیا امیرین عاقبت عشرت و شادیکادن ہو یا شب ادا و غم جو نہ غرت میں میری شاہد یاد وطن</p>	<p>جیسے تو سمجھا ہے دولت بخیر ایسی نہیں واعظا کوئی حدیث معتبر ایسی نہیں کوئی صورت ظاہر اسے چارہ گرا ایسی نہیں جانگزا سا لک کو تکلیف سفر ایسی نہیں کوئی دل ایسا نہیں کوئی نظر ایسی نہیں خوئے نیک بہ سے خلقت بخیر ایسی نہیں رک سکے تیغ قضا جس سے سپر ایسی نہیں اس طرف جیسی تو جہم ہے ادھر ایسی نہیں جو نہ خود ڈھلجائے کوئی دو پہر ایسی نہیں کوئی شام ایسی نہیں کوئی سحر ایسی نہیں</p>
<p>مصلحان قوم تیری قدروان ہیں اک حبیب عیب کو سمجھیں مہنر انکی نظر ایسی نہیں</p>	
<p>جوان ہیں نیک سیرت ہیں حسین ہیں</p>	<p>فقط وہ آشنا پرور نہیں ہیں</p>

عجب صورت سے یہ جتنے حسین ہیں  
 سے یہ کیا بات جب دیتا ہوں آواز  
 ٹھہرا یدل خبر آئے تو چپلنا  
 بہت گل بوٹے خود رو بھی نظر آئے  
 بشر اور حور جنت کا تصور  
 قوی ہیں دست کش پیری میں ہم سے  
 نہ تھے ہم لایق شہر و گلستان  
 ہے جبکا ذکر شمع بزم احباب  
 جگہ پائی تھی جن یاروں نے دل میں  
 نہیں موقوف کچھ حسن و ادا پر

ہمارے خانہ دل کے مکین ہیں !  
 صدا آتی ہے وہ گہر میں نہیں ہیں  
 وہ ہیں یہی اپنے گہر میں یا نہیں ہیں  
 زمین کے نیچے کیا کیا نازنین ہیں  
 یہ آنکھیں بھی غضب کی دور بین ہیں  
 رگین ہاتھوں کی مار آستین ہیں  
 جو اسے تقدیر جنگل میں مکین ہیں  
 وہ جلسے آج کل زیر زمین ہیں  
 کئی اون میں سے اب زیر زمین ہیں  
 بہت باتیں تمہاری دلنشین ہیں

حبیب رند شرب اور توبہ

ریا کے ہم کبھی قلیل نہیں ہیں

نئے انداز پر الفت کی ساری داستانیں ہیں  
 ہمیشہ دشمن راحت ہیں تنگ و نام کی فکر میں  
 ہو شرط عقل نیست منہاں کوہ تمکین سے  
 لیگا جہاکے ملنے سے نشان منزل مقصد  
 عیان ہے تیزی تیغ نظر کی وجہ مردم پر  
 طبایع جنگل یل ہیں ہمیشہ خاک راری پر  
 ہلا دیتی ہیں دل باد صبا آنکھیلیاں تیری

یہ سچ ہے منہ میں جتنی خلق کو اتنی زبانیں ہیں  
 اسی بیم ورجا کی وجہ سے آفت میں جا لیں ہیں  
 یہ لعل بے ہوائے مدعائی دلی کا نین ہیں  
 خدنگ مدعا زہ کر نیوالی یہ کما نین ہیں  
 اوپر دیکھو تمہاری سرگین آنکھیں فسانیں ہیں  
 ہیں رتبی او کو اعلیٰ اور ارفع انکی شائیں ہیں  
 وہ زلفین مرکب صبر و تحمل کی عنائیں ہیں

وضو زہاد کے توڑے نیکو نکر نغمہ دلکش  
خیال ابرو و مژگان میں راحت ہو تو کیونکر ہو  
سکن بازار یون کا کہہ رہا ہے نکتہ سخن سے

طبیعت سکی پٹا لینی والی اونکی تانین ہین  
یہ تیغین ہین دل عشاق کو اور وہ سانین ہین  
ہین کپوان اونین پہر جتنی یہ اونچی دکانین ہین

ہنین جیکر گدائے کوئی الفت بادشاہوں سے  
حلیب ان بیواؤں میں غضب کی آن بانین

دل سے جو نام ترا لیتے ہین  
لوگ جب نام مرا لیتے ہین  
کیا عداوت ہے تری باتوں میں  
نظر آتی ہے جب اونکی تصویر  
مانتے ہین مرے عیسیٰ کو مسیح  
دیکھیں انجام محبت احباب  
عشق کرتے ہین ہنین عقل جنہین  
ہوتے ہین سحر بیان سارے حسین  
دو نہ سایل کو خفا ہو کے جواب  
دور سے آئے ہین مشتاق جمال  
کچھ ہے صحبت کا سلیقہ جنکو  
ہین ترے خوان کرم کے مہان

وہی طاعت کامرا لیتے ہین  
تیوری کیوں آپ چڑھا لیتے ہین  
یاد کر کے مزا لیتے ہین  
دل کے پردے میں چھپا لیتے ہین  
درو کی یان سے دوا لیتے ہین  
اپنے سر کیوں یہ بلا لیتے ہین  
جان کو روگ لگا لیتے ہین  
دل سے وحشی کو بچنا لیتے ہین  
بیواؤں کی دعا لیتے ہین  
بیٹھے رہنے دو یہ کیا لیتے ہین  
بات بگڑی بھی بنا لیتے ہین  
جو غذا ملتی ہے کھا لیتے ہین

داد دیتے ہین سخن فہم حلیب  
نظم کا ہم بھیہ صلا لیتے ہین

کہتا ہے جوشِ عجبِ خودی سبکی کا نہیں  
فطرت کو ناپسند ہے سختی بیان میں  
محمود یوں ہیں عجز کے جملے بیان میں  
سمجھو اگر تو مدح سخن آفرین ہے وہ  
چند سے اسے ثبات ہے وہ بی ثبات ہو  
سمجھے گی جزد مبدی فیاض بنکے روح  
تقلید چھوڑ دو جو ہے رنگ او کا ناپسند  
نیچین کر رہی ہے ہمیں آج کل کی فکر  
کیون ہوں نہ ملے خاک میں شور اہل وضع  
پیش آئیں انقلاب جہان سے وہ صورتیں  
کچھ کر لیا ہے طرزِ تکلم کا انصباط  
تن کے قونی چلے ہیں جوانی کو ساتھ ساتھ

تجسّاتو ایک بھی نہیں سارے جہان میں  
پیدا ہوئی نہ اسلئے ہڈی زبان میں  
تکبیر جیسے اول و آخر اذان میں  
کہہ جاتی ہیں جو کچھ شعرا اپنی شان میں  
اتما ضرور فرق ہے نام و نشان میں  
اچھا نہ تھا وہ قید تھی میں جس مکان میں  
اچھے تھے کچھ کہو نہ بزرگوں کی شان میں  
اسکی خبر نہیں کہ ہو کیا ایک آن میں  
بل کا نشان جلی پہ بھی رہتا ہے بان میں  
گزری نہ تھیں کہہی جو ہمارے گمان میں  
رکھا ہی کیا ہے علم بدیع و بیان میں  
اک شورا الرحیل کا ہے کاروان میں

نکلا جھوم یا میں بھی مطمئن حبیب

کون اسکا ساتھ دیگا بسلا امتحان میں

اب تو قابو میں ہمارا دل ناستاد نہیں  
دیکھنا مضبوط کبھی شکوہ بیداد نہیں  
جان دینا ہے تو پھر کون کرے کوہ کنی  
کو چہ عشق میں موجود ہے دسا رہبر  
ہمنے گر کی ہے محبت تو تم جھیلین گے

جو کہا تھا مر سجان کیا وہ تمھیں یاد نہیں  
لب پہ نالہ نہیں شیون نہیں فریاد نہیں  
یاد کیا حالت محرومی فریاد نہیں  
یہ وہ مکعب ہے کہ جسمین کوئی اُستاد نہیں  
دوستو فکر ہے کیوں حاجت ادا نہیں



ہو لے بیٹھے ہیں کہاں ڈھونڈ رہے ہیں جان کو  
غور کیجئے اگر انکار دل آزاری سے  
جان لے لیتے ہو عاشق کی کسی ڈھب سے ہی  
بچ مین فکر و تردد کا ہے وحشت انجام  
ہم کو رسوا بھی کیا خود بھی جوانی نہ رہی  
شکل دکھلا کے وہ دیوانہ بنا لیتے ہیں  
حسن کی گرمی باز اسے معشوقوں سے

کب دیا کس کو دیا یہ ہمیں کچھ یاد نہیں  
غیر پر لطف و کریم کیا ہے جو بیدار نہیں  
یہ کہی خوب تم پیشہ ہیں جلا دہنیں  
کچھ بحر صبر دواے دل ناشاد نہیں  
کیا ہے یہ باغ اگر جنت شداد نہیں  
آدمی زاد ہیں کہنے کو پریزاد نہیں  
آئین کیا قمریان گر باغ میں شمشاد نہیں

دلو لے دے لکے گوساٹھ جوانی کو حبیب

اب مری طبع میں وہ قوت ایجاد نہیں

ہیں غنی جنکو کوئی اور سہارا ہی نہیں  
ہو گیا ہوں ہمہ تن وصل میں وقف حیرت  
اک زمانہ نہا کہ ہم رکھتے تھے قابو و پیر  
وصل سے بحر کے دابہ سے قطرہ کی بقا  
اجل آجائے کہ قربت پہ یہ دوری نہ رہے  
آشنا کہتے ہیں کیا ہو گا تہہ را انجام  
ہے وہ موجود مدد کے لئے غافل تو نے  
ہوں میں مشغول اُدھر گہیرتے ہیں کیوں احباب  
ہر جگہ اب تو ضرورت کی ملاقاتیں ہیں  
یہ اشراد نہ ہو امیری پریشانی کا

سر پہ لین غیر کا احسان یہ گوارا ہی نہیں  
اوسکے آگے مجھے کچھ کہہ کر کا یا رہی نہیں  
اب تو یہ حال ہے گویا یہ ہمارا ہی نہیں  
بے ملے اون سے کسی طرح گزارا ہی نہیں  
وحشت دل کا کوئی اور تو چارہ ہی نہیں  
سیج تو ہے بحر محبت کا کنارہ ہی نہیں  
دل سے مالک کو مصیبت میں پکارا ہی نہیں  
شب کا مہان ابھی گہر سے سدا رہا ہی نہیں  
دوستوں میں روش لطف و مدارا ہی نہیں  
مدتوں کا کل مشکین کو سنوارا ہی نہیں

جب نہ منظور ہوا کہ مجھ بھی مرے دل کی خوشی  
کیا کہیں لطف عزل ساتھ جوانیکی گیا  
سے زیان جنس محبت کی خریداری میں  
کوششیں کرتے ہیں اب وہ مری بربادی کی

کیون نہو جائے یقین تہہیں پیدا ہی نہیں  
رونق باغ ہو کیونکر چمن آرا ہی نہیں  
لاکھ کد کھینچے اس میں کبھی وارا ہی نہیں  
اپنے کوچہ سے اوٹھانے کا اشارہ ہی نہیں

قابل قدر تھے جو لوگ وہ نالان ہیں حبیب  
حال کچھ لایق افسوس نہ آرا ہی نہیں

اوٹھیں رحم کیا دیکھیں جو میری اشکبار نکہیں  
محک تہیں بہت شکوہ کی وقت انتظار نکہیں  
وہ آنکھوں میں رنگ اور وقت انتظار آنکھیں  
ہزاروں راہ ٹکنے والے زیر خاک پنہان ہیں  
کرگی رشک کس کس کا بہا فصل بہار میں  
اوٹھیں لو اوٹھیں پیر میری دزدیدہ نگاہوں پر  
وہ بگڑے ہیں سوال وصل پر کچھ بن نہیں پڑتی  
مری افسردگی اکدم میں شادابی کا خون کردے  
خدا کی واسطے ساتی شراب روح پروردے  
تمہاری چشم شہلا کی اداون سے یہ ظاہر ہے  
وہ پڑھنی فاتحہ را تو کوا بچھپ چھپکے آتی ہیں  
سراب سیل خونیں ہر سوا چشم عاشق میں  
نہ کیونکر خاک چہانوں رات دن صحرائے وحشت کی

کہورت دھو گئی دل کی ہو میں جو وقت چار آنکھیں  
مگر بت بگڑے ہم ہو گئیں جب اون سی چار آنکھیں  
نہ خواب آریگا محشر تک ہونگی ونسی چار آنکھیں  
تہ نقش سم بہار میں اسے شہسوار آنکھیں  
تماشا ہی میں روئے گل کی اسی نگر میں آنکھیں  
نظر کرتے ہی تہر ہو گئیں بے اعتبار آنکھیں  
پریشان دل ہے جس دست و پایش میں آنکھیں  
لبو ہو کر بھی اوٹھیں جو کوالا زار آنکھیں  
گل ندیدہ نگر میں ہی پر خمار آنکھیں  
سمٹ کر بنگلی ہے گردن میں و نہار آنکھیں  
چراغ طاق بالین کیون نہوں بہر مزار آنکھیں  
تن خاکی میں عمر رفتہ کی ہیں یاد گار آنکھیں  
ہر اکدم ڈھونڈتی ہیں یار کی در کاغذ آنکھیں

کیا برباد طفل اشک تو نے مہر طاق ت کو  
کر لگی تجھ کو یوہین خشک دیدیکر فشار آنکھیں

حبیب خستہ خاطر کو ذرہ صورت تو دکھلا دو  
نہ ہو گا دسترس گردور سے کر لینگلی پیارا آنکھیں

لنگاہ مہر سے وہ دیکو آئینہ بناتے ہیں  
کسی پر ملتفت کیا ہو نگو تیرے دیکھنے والی  
تجلی گاہ انوار حقیقت دیکھنے والے  
ہدایت نامہ ہوا رکا کہ دل خود طالب حق ہو  
موم و شست ہر اک نقش قدم ہو کو بیابان سے  
برابر ہیں جہان کی تلخ و شیرین برشت و زرباست  
ہوا سے جلوہ فرما کون یارب منزل دل میں  
قیامت ہیں یہ زراہ بھی خدا کی اپنے حجت ہو  
سمجھتے ہیں مجھ کو دیکھو چارہ ساز و نیکو

ضیا ہوتی ہے پیدا داغ سودا سٹی جاتی ہیں  
کہ پیش از مرگ وہ بنیاد ہستی کو مٹاتی ہیں  
فروغ ظاہری کو بھی کہیں خاطر میں لاتے ہیں  
یہ واعظ کہلے سخت دست وقت پنا گنواؤں  
جو سنجیدہ ہیں وہ اجزا سے کلنے بناتی ہیں  
اویہنیں جن کو شراب ناب الفت وہ پلاتے ہیں  
وہ ارمان جو نہان تھو دتوں سے نکل جاتی ہیں  
سبیل مغفرت پر چھو اگر سوکھی سناتے ہیں  
جنہیں سینے کو ہیں وہ زخم اپنے مسکراتے ہیں

حبیب ان آنسوؤں کو دلی سوزش کم نہیں ہوتی  
تعب ہر بجھے آنکھوں میں کیوں بیسود آتے ہیں

وزا حسیں نونکی الفت بھی آزماتے ہیں +  
یہی جواب ہے پڑھ پڑھ کر خط بجائی جواب  
ریاض و ہر سے ہر وفا کے گل چنگر  
ہوئے ہیں شیب میں یوں داغ عشق افسردہ  
وطن کے ذکر سے دیتے ہیں قلک کو تسکین

ہم اپنے مرنے کی جھوٹی خبر اڑاتی ہیں  
ہمارے نام کو لکھ لکھ کے وہ مٹاتی ہیں  
ہمیشہ جامہ اصلی کو ہم بساتے ہیں  
چراغ وقت سحر جیسو جہللا تے ہیں  
جہان سفر میں کوئی غمگسار پاتے ہیں

نہ ساتھ لاتے ہیں کچھ اور نہ لیکے جاتے ہیں ہر اک حسین کے ہاتھوں سے ہم بچا پتی ہیں کریم بھی کہیں احسان دربانہ لاتے ہیں گرے ہوئے بھی کہیں آنکھیں مین سالتی ہیں چراغ خانہ امید مین جلاتے ہیں ۴۰	تعلقات خلائی ہیں سب ودیعت دہر تمہاری واسطے ایمان کی طرح دل کو سلوک وہ ہو ستودہ جو حسب عادت ہو نہ آعروج سے بستی مین مثل گوہر اشک نہین ہو یاد رخ یار دلمین ہم شب ہجر
---	--

حلیب خاطر احباب سے ہر شغل سخن  
وگر نہ اب تو خموشی مین لطف پاتے ہیں

گمان یہ جس نے کیا غلط ہے جو دور ہے وہ کہاں نظر مین  
جو شئے نہاں ہے کیسے دل سین ہونگی کیون کر عیان نظر مین  
ہوئے نہ ہم روشناس راحت طاسم غم تھا جہان نظر مین  
بک رہا نہ فنا سے ہمیشہ خواب گران نظر مین  
شباب کے ساتھ ساتھ دلے گیا ہے شوق نظارہ بازی  
کشش کا دعویٰ تھا ہلکو چسپ رہی وہ قوت کہاں نظر مین  
وہ لطف صحبت و پیاری باتیں بہلانے کی طرح یاد آئیں  
ہمیشہ ڈھونڈ رہیں گی تیکو آنکھیں رہو گے امی رنگان نظر مین  
ہوئی ہے کل قوم پست تہمت نہیں ہے باقی کسی مین غیرت  
پکارتے ہیں نفاق و نخوت ذلیل ہیں میر و خان نظر مین  
نہ گر لگاتے جنون کی تہمت تو ہتی خموشی کی سمیت زحمت  
مین کس سے کہتا یہ دلکی حالت نہیں کوئی راز دان نظر مین

چھدا سرے دل طعن اقربا سے نہیں ہے کچھ فائدہ ددا سے  
 جو آنکھ جھپکی کسی ہوا سے چمک گئیں بجلیاں نظدین  
 قفس میں بیل کو کبے راحت ہمیشہ صیاو کی ہے صحبت  
 جو نیندا آئی تو ہتی یہ آفت پہرا کیباغبان نظدین  
 عزیز فرصت گہٹا رہے ہین نشان دولت مٹا رہے ہین  
 متلع ہستی لٹا رہے ہین نہیں ہے سودو زیان نظدین  
 جواہل اسلام آتے آتے ذرا حمیت عرب کی لاتے  
 تو آج اتنا ذلیل ہوتا کبھی نہ ہندوستان نظدین  
 عجب جگہ ہے مہرے دنیا گیا جو آگے وہ پھر نہ پٹا  
 مٹا ہے اون سب کا نام کیسا ابھی ہین جنکے نشان نظدین  
 بڑے ہے کہو سطح طبیعت کہاں سے لائی ہین نیال رفعت  
 دکہا میں کسکو سنا میں کسکو نہیں کوئی قدردان نظدین  
 حبیب وہ دن کریم لائے کہ مدعا سے دلی برائے  
 مثال کحل بصر دکھائے اثر تمہارا بیان نظدین

وہ گیا دل سو خیال اوکا تو جاتا ہی نہیں  
 ایسا بہکا ہے کہی راہ پر آتا ہی نہیں  
 جب سے آیا ہوں یہاں گھر مجھ کو ہوتا ہی نہیں  
 میں کسی شخص کی آنکھوں میں سنا ہوتا ہی نہیں  
 اپنی خاطر میں کہی جو مجھے لاتا ہی نہیں

ہے یہ کیا پہیر سچہ میں میری آتا ہی نہیں  
 کیا ہوا دیکو محبت میں بتوں کی یارب  
 تیرے کو چہ میں قیامت کی کشش ہو ظالم  
 کیا کہوں یہج مدانی سے ہوں ایسا ناچیز  
 خاک امید کروں اوس سوسے باتکی میں



نوجوانوں سے ستم گر کر و قدر شباب  
 نیکنامی بھی وہ دولت ہے اگر غور کرو  
 دیدنی ہوتی ہیں ارباب غرض کی آنکھیں  
 چارہ ساز و فکو کسی فکر کا موقع کیا ہو  
 اخک خونین کی شرارت سے تعجب ہو مجھے  
 کیا رقیب و نہ لے رشک کا موقع محب کو  
 نالہ و لے سامی کی کروں خاک اُمید

یہ وہ معشوق ہے جا کر کبھی آتا ہی نہیں  
 نہ ملے خاک میں جب تک کوئی پاتا ہی نہیں  
 جنکو مطلب کے سوا کچھ نظر آتا ہی نہیں  
 بات دلی میں زبان پر کبھی لاتا ہی نہیں  
 یہ کیسے وقت لگی دل کی بجاتا ہی نہیں  
 مَنہ وہ ایسوں کو کیسے وقت لگاتا ہی نہیں  
 یہ میرے طالع خفتہ کو جگاتا ہی نہیں

اگر کہیں کچھ تو سننے کوں حبیبِ سخنوار  
 دیکھتے ہیں کہ کبھی ہوش میں آتا ہی نہیں

تصور زلف کا ہے اور میں ہوں  
 مراد لجا چکا ہے اور میں ہوں  
 کہاں آسائش و آرام و راحت  
 کیا گر قتل اسے قاتل نہ مجھ کو  
 پس مردن بھی اسے غارت گر خلق  
 خفائین زندگی سے ہوں یہ مجھ سے  
 کہا دل نے شہید دست قاتل

قیامت سے بلا ہے اور میں ہوں  
 غضب کا سامنا ہے اور میں ہوں  
 غم و رنج و بلا ہے اور میں ہوں  
 تو تو روز جزا ہے اور میں ہوں  
 یہی کو چہ ترا ہے اور میں ہوں  
 بس اب شوقِ قصدا ہے اور میں ہوں  
 چمن میں اک حنا ہے اور میں ہوں

حبیبِ کبریا دو نونِ جہان میں  
 تمہارا آسرا ہے اور میں ہوں

دلگی چاہیے کہیں نہ کہیں

جاسکے زاد یہ نشین نہ کہیں

ایسی باتیں جو سینے کین نہ کہیں  
 کیا برباد مجھ کو کیا اسے چرخ  
 ترشہ دمی کی خوشی سے بد منعم  
 جوش خون سے رگون میں دو نشتر  
 وان رقیب نظر سے آرایش  
 دیکھتے تل سبھل کے پہر چھری  
 میرے شکوے تو تھے سب کو کئے  
 کیا ہے غربت میں قید اہل وطن  
 جو جفا ہم پہ کی عیوض اوس کا  
 بیخبر استدائیں تھے عشاق  
 خوش بیانی کا اون کی کیا کہنا  
 دوستوں کی طرف سے ڈر یہ رہا  
 اون کی بدگوئی ان کہی نہ سنیں +

کہہ کے بدنام ہو تہمین نہ کہیں !  
 ایک تربت کی مٹھی زمین نہ کہیں  
 سرکہ بجائے انگبین نہ کہیں  
 ہوں یہی مارا ستین نہ کہیں  
 ہو حیا غارہ حبیبین نہ کہیں  
 خون میں بہر جائے استین نہ کہیں  
 اور وفاداریاں کہیں نہ کہیں  
 دیکھیں صحبت کوئی یہیں نہ کہیں  
 ٹکڑے ملجا گیکہ کہیں نہ کہیں +  
 پہر وہ عیاریاں چلیں نہ کہیں  
 ویسی باتیں تو پھر سنیں نہ کہیں  
 ٹھہریں انکے عدوہیں نہ کہیں  
 اپنی ناکا میان کہیں نہ کہیں -

کیون علایق بڑھا رہے ہو حبیب  
 رنج ہو وقت واپسین نہ کہیں

ادا سے رکھتے ہیں اسطرح وہ حجابین پاؤں  
 تمام عمر رہے قید اضطراب میں پاؤں  
 پہن کے کفش زری راہ جب وہ چلتی ہیں  
 خطر ہے عالم پیری و بار عصیان سے

کہ جیسے ست رکھو نشہ شراب میں پاؤں  
 جسے کبھی نہ فلک تیرے انقلاب میں پاؤں  
 دہن کو منہ کو خجل کرتے ہیں نقابین پاؤں  
 نہ لڑکھڑائیں کہیں حالت حساب میں پاؤں

مبارک اسے دل پالال ذوق پامالی  
نجات کیلئے کیوں لطف زندگی کہو ہیں  
پہرے تلاش میں تیری گئے نہ دیر و حرم  
چہا چو ابر میں مہر فلک نظر آیا  
اسی خیال میں گردون کو میں رہا نگران  
لطافت رخ تابان یار کا کیا ذکر  
پتہ نہ پوچھے آوارگان وحشت کا  
نہ ٹوٹیں شیشہ و ساغر سنبھل کچل ساقی  
یہ جوش غصہ و غم تھا فراق ساقی میں  
رہ صراط جو باریک ہے تو خوف نہیں

نوح اسطراف کو رہے کہتے ہیں وہ رکابین پاؤں  
رہ نواب میں کہتے ہیں شہابین پاؤں  
دم سوال کہیں گے یہی جواب میں پاؤں  
جنالی تری یاد آئے طشت آب میں پاؤں  
عیان ہے یہ رخ خورشید یا سحابین پاؤں  
نہ چشم حور نے دیکھی ہوں ایسی خوبین پاؤں  
جدہر کو ادٹھ گئے ہنگام اضطراب میں پاؤں  
بہک رہے ہیں ترے نشہ شرابین پاؤں  
ٹپک کے شیشہ کو مارا خم شراب میں پاؤں  
ہیں مستقل مرے عشق ابو ترابین پاؤں

خدا کے سامنے کس منہ سے جا بگا حسیب

بے خطا پہ نہ رکھا رہ نواب میں پاؤں

زنگ ہستی دیکھ کر خیرہ نگاہیں ہو گئیں  
رہنا شوق نہان کی سرو آہیں ہو گئیں  
طائر و ہم بشر کا تہا گزر جن میں محال  
ذوق عصیان نے کمر تار یک دل تیرہ دماغ  
دیکھ ہر پردہ سے کشتوں کے مرقع کا ورق  
عجب بخوت نے دکھایا سر کشتوں کو روز بد  
منعمون نے کچھ نہ دیکھا جز ہجوم حرص و آز

قصہ و افسانہ اگلی رسم دراہین ہو گئیں  
میرے دل سے اونکو دل تک صاف آہیں ہو گئیں  
مسکن زراغ و رغن وہ بارگاہیں ہو گئیں  
سجدین افتادہ ویران خانقاہیں ہو گئیں  
تیری آنکھیں اوستمگر صید گاہیں ہو گئیں  
فرش پا انداز سے بدتر کلاہیں ہو گئیں  
پادشاہوں پر سلط یہ سپاہیں ہو گئیں

جاستان کس شوخ کی نیچی نگاہیں ہو گئیں خوشنما ابرو کی تیغوں پر نہاہیں ہو گئیں جھلکے گلزار خاک تر گسپاہیں ہو گئیں	قافلے زیر زمین جانیگلے مشتاق دید قشقہ صندل جو کہینچا بستان ہند نے باغ میں اپنے چلی اسی سموم اختلاف
--	--

شامت اعمال نے گہیرا ہو دیکھو ای حبیب  
بن پڑ گئی پھر نہ کچھ گر بند راہیں ہو گئیں

خدائی کی آفت اٹھائے ہوئے ہیں حجاب اونکو ہے سر جھکا دی ہوئے ہیں فقیروں کی صورت بناے ہوئے ہیں غضب کے سہارے پڑھائی ہوئے ہیں کلیجہ پہ کچھ چوٹ کھائے ہوئے ہیں وہ قلو دن میں مہندی لگائے ہوئے ہیں پشیمان ہیں گردن جھکائی ہوئے ہیں کہ جسکے یہ پتلے بنائے ہوئے ہیں ترے در پہ بستر لگائے ہوئے ہیں وہ عالم سے دلو اٹھائے ہوئے ہیں تمہارے ہی تو منہ لگائے ہوئے ہیں ترے در پہ دہوئی رہائے ہوئے ہیں بہت دن ہوئے لو لگائے ہوئے ہیں ہم اپنے گلے سے لگائے ہوئے ہیں	بہت ہم بتو نکلے ستارے ہوئے ہیں یہاں شوق دیدار میں دل طپان ہے ترمی یاد میں اسے شہ ملک خوبی توجہ ہے غیر و پنہ اور مجھ سے نفرت تر پناہ نہیں بے سبب اپنا ہر دم پسین کس طرح سے نہ دل عاشق تو تھے ندامت ہوئی ہے جفا کر کے ہم پر بتو نگو نہ پوچھو کہ او س کو سبب غرض کچھ نہیں کہو دیر و حرم سے ترمی یاد میں جب سے بیٹھے ہیں پیارے کہیں جو زبان سے یہ لازم ہے مسئلو کہاں جائیں اٹھکر کہ مدت سے ہم تو جلین کیوں نہ ہر شب کہ اک شمعرو سے وہ تھکے جو شب زیر سر تھے تمہارے
---	---

حبیب آج کیا دل پر گزری بتا دے  
کہ آنسو ترے ڈبڈبے ہوئے ہیں

ہمیشہ ہو کر اندیشہ دور سی منزل ہوں  
سہرا پاؤں کا رکھتا ہوں دل ہوں  
نہیں آسان چلنا راہ ناہموار الفت میں  
بنا کر تختہ مشق صبر ناعم خون کیا دل کا  
تری مرضی پہ یارب منحصر ہیں خواہشیں میری  
اسیران بلا کا ہنشینِ سخت جان ٹھہرا  
جگا کر تہک گئے آخر سدا رہے قافلہ والے  
ہر اکدم وصل کی شب بکاسمان ہی چشم عاشق میں  
نہیں افتادگی بحر جہان میں وجہ آشایش  
مری ہر آرزو کہتی ہے یہ دل میں گرہ ہو کر  
سدا برق حوادث جس کو دل میں لاگ رکھتی ہے  
جو نام ہو گئے پر رحمت حق اوس سے کہتی ہے  
تپ غیرت جلاتی ہے سیدہ کاری رلاتی ہے  
نہیں کچھ منحصر آئینہ و تصویر پر حیرت  
چمن پر اسے باغ آرزو تھا اک زمانے میں  
مہر سودا زدہ کہتا ہے دیکو لوح پیشانی  
بساط دل میں کہتا ہے اوہر کرداغ محرومی

تخل کش ہے وہ بارگراں میں جبکا حاصل ہوں  
ترپنے کی سکت باقی نہیں سمجھتا وہ کل ہوں  
لحد ہر گام پر کہتی ہے آئین پہلی منزل ہوں  
کسی کو کیوں کروں بنام میں خود اپنا قاتل ہوں  
زبان تک حزن مطلب لاہین سکنا وہ سیل ہوں  
میں اس نندہ کی گرم فغان مثل سلاسل ہوں  
نہیں پروا جسے شوقیاست کی وہ غافل ہوں  
اشادہ سب سوزین دیکھو میں کس لیلیٰ کی محل ہوں  
ہمیشہ وقف سیلاب فنا مانند سائل ہوں  
نہ حل ہو جو وہ عقدہ ہوں آسان ہو وہ مشکل ہوں  
میں وہ محدود خرم ہوں میں وہ مخدو متحائل ہوں  
نہیں گو میرے قابل تو مگر میں تیری قابل ہوں  
پر پروانہ ہوں داغ جگر ہوں شمع محفل ہوں  
دکھا دوں میں یہی عالم اگر اوٹکے مقابل ہوں  
پر اب اندوہ مایوسی سے ہر صوت عناد ہی ہوں  
بنا ہے جو محل دردنا کامی وہ منزل ہوں  
حبیب خستہ جان میں کٹھ نا کامی حاصل ہوں



بہار آئی ہے پہر وحشت فزا نالے نکلے ہیں  
چمکتے ساتھ روئے یار کے بلے نکلے ہیں  
ہنہیں آنسو تمہاری جستجو میں روز پیرنے سے  
ہماری خون کی گرمی سے آب تیغ گہٹی ہو  
تقاضائے سفر کی حد بھی اسے فکر عیش و  
زمانہ میں ملاحظہ ہے ترے وحشی کے مرنے سے  
بس اب چندے ہوں مہمان زندگی کی کون ستور ہو  
تماشا مجرمان عشق کا جبکو خوش آتا ہے  
تمنا ہے جو صحت کی مریض عشق آجلدی  
دکھا کر مجھ کو غیروں سے وہ کہتے ہیں ٹھہ جاؤ  
بلا میں لینگے اون زلفوں کی شکو خواب کھیا ہو  
جنار کی پر یہ کسکے غائے ہائے چشم مردم سے

جگر سے دل سے پہر آتش کو بچا لے نکلے ہیں  
تماشا ہو کہ گرد اک منہ کے دو ہالے نکلے ہیں  
نگاہ تیر زد کے پاؤں میں پہا لے نکلے ہیں  
جو چو جاے لب سو فارین چہا لے نکلے ہیں  
وطن کو چھوڑتے ہیں گھر سے اچھا لے نکلے ہیں  
کف افسوس بتو دیکھنے والی نکلے ہیں  
اوتر تری جب ہیں پہا ہی زخم دل آ لے نکلے ہیں  
ذرا کوئی اوہن میں کوٹھے پہ بلو لے نکلے ہیں  
سیحا کو دل بیمار دکھا لے نکلے ہیں  
یہ جو بیٹھا ہے در کے سامنی جا لے نکلے ہیں  
ہمارے ہاتھوں میں ڈس کر دو کا لے نکلے ہیں  
تصدیق کو در مشہور کے مالے نکلے ہیں

حبیب ابرالم کیا ترک گدا من عشرت  
ہواے صبر کے چلتے ہی چہا لے نکلے ہیں

نہ ہو لینگے ریاضت کو ہماری خوشی چین برسوں  
عجب بن وہ بھی تھے جب الفتیں باہم ہیں  
خدا لائے نہ وہ دن مدتوں فرقت میں رو رہیں  
کہیں سینہ پر رکھا گاہ آنکھوں پر پئے تسکین  
عجب حالت سے رکھا تھا جنوں کی دستگیر سے  
رہی ہے کشت نزار جنس معنی ہر زمین برسوں  
جفا میں تم نے کین برسوں وفا میں ہمیں کین برسوں  
کف سیلاب چشم تر رہی ہے آستین برسوں  
قبائے گل کو ہم سمجھے تمہاری آستین برسوں  
رہا ہوتا میں میرے جامہ بڑ آستین برسوں

سگر ہے نشان ظلم تیرا حساب نہ پر خون  
چڑھالے کہنیوں تک نہ ڈوبے خون ناحق  
نہ ہو ہوتا نہیں پیری میں گر کچھ دست و بازو سے  
کہیں دلبستگی ہوتی تو کیوں فرقت میں ہر دہشتا  
بہار گل کی صورت تھا شباب انکا بھی متعجب  
مخالف ہونگے کیوں عادات تحقیق و ہدایت کے  
تجو لازم نہ تھی اسطرح کی دلبستگی بلبیل  
نجل ہے مہر عالم تاب خاک اہل باطن سے  
فروغ نظم سے اس عالم تاریک میں ازخو

سرمیدان اوڑنگی بنکے پرچم آستین برسوں  
چھاپائیگی و گرنہ حبیب میں منہ آستین برسوں  
یہ شاخیں بے ثمر اب ہیں گر پہلی پھلین برسوں  
رہی ہو کر جدا بھی میرا نکہوں میں مہین برسوں  
غضب ہو تا جو ہر ایک حالت چہین برسوں  
بہری ہیں دل میں وہ باتیں جو کانوسین برسوں  
ارے نادان رہا ہے موسم گل بھی کہیں برسوں  
ہر ایک ذرہ رہیگا مطلع نور یقین برسوں  
رہیگا نقش نام اپنا دلوں پر بے نگین برسوں

حبیب رند کہو کو چلا ہے دیکھئے کیا ہو  
تو نے سنگ در پر رہ چکے اسکی حسین برسوں

کیسے وصال کی ہکو رہی ہے آرزو برسوں  
سمجھ لو گردل بنجیدہ پر بیدار کرتے ہو  
غریق قلام زخار ہجران کو نہ موت آئے  
وہ کہتی ہے سہی قد اور یہ ناز کس بدن کو  
خم و پیانہ توڑا محتسب نے گر تو کیا حاصل  
جلا سکتی ہے کیا نا جہنم او سکے پیکر کو  
بجائے اس تصویر میں جو لوٹیں سانپ سینہ پر  
خیال اکو ہوا جب مل گیا تھی آرزو جس کی

اسی امید میں روئے ہیں آنکھوں سے لہو برسوں  
وہی ہے یہ رہی حسین تمہاری آنسو برسوں  
رہا طوفان اشک چشم خونین تا گلو برسوں  
رہیگی بلبیل و قمری میں اسکی گفتگو برسوں  
یہ یونین توڑیگا خون وخت زہرے دھو برسوں  
حریم دلمیں جسکے رہ چکا ہے یار تو برسوں  
اسے سمجھی ہی نہ نافہ اپنا زلف مشکو برسوں  
عبث عمر اپنی کہوئی ہمنے پہر کے چارو برسوں

نہ بہک رہیں نہ بہکینگے جو عالی ظرف ہیں ساقی  
 حساب آسایہ نقش زندگی ہے بجز ہستی میں  
 نہ طشت از بام ہو کیونکہ میری وحشت کا انسانہ  
 ہر کجا بہندین شاہ دکت کا فیض جاری ہو  
 کئے ہیں خار غم نے ایسی پڑے دامن دل کے  
 تجھے حیران کیا نرگس کی چشم شہلا نے  
 رہیگا بد توں کیف شراب وصل فرقت میں  
 تمہاری ملکبھی پوشاک کی خوبی نہ آسگی

کوئی چہرہ طرے نہ کر جیتے نہیں جاوہر برسون  
 وہ کوشش کیجئے باقی رہے نام کو برسون  
 جدا ہو جب مقابل رکھے اک آئینہ روبرو  
 رکھینگے ہنر باغ قوم کو بھیسہ آجیو برسون  
 بچا ہے گریہ قدرت نہیں ممکن رنو برسون  
 رکھا سنبھل تجھے کس لطف فی ثولیدہ برسون  
 نجائیگی ہمارے پیر ہیں سو تیری بو برسون  
 لباس گل کی شبنم گر کر لگی شست و شو برسون

حبیب مبتلا سے جیتے ہی ملجاؤ تم ورنہ  
 ہوا اگر خاک یہ ذرے کرینگے جستجو برسون

عقدہ لاصل کا کہنا اپنے امکان میں نہیں  
 دیکھلے طاقت چشتم پیر کنان میں نہیں  
 حال کچھ دست جنون سے میری دامان میں نہیں  
 بہر ہر معلول جب علت کا ثابت ہو لزوم  
 کر دے جائز بت بیباک تو نے جو ستم  
 پہر چٹایا سنگ تیغ اصفہان کو ترکے نے  
 غرق حیرت ہوں تجھے انکار ہے ادھر جن  
 بیخبر اپنی جگہ پر مطمئن بیٹھے ہیں وہ +  
 اپنے جس بندے کو چاہی دیکھن آرامی دہر

کیا ملگی وہ جو شے قتلیران میں نہیں  
 یا کہ نور دیدہ او کا چشم زندان میں نہیں  
 مہر چاک د لکے سینے کو گریبان میں نہیں  
 کیا ہے جلوہ تیرا گر مہر و رخشان میں نہیں  
 سختیاں یہ مذہب گبر و مسلمان میں نہیں  
 سرمہ کا ڈورا یہ چشم مست جانان میں نہیں  
 پہر کہاں ڈوبا جو دل چاہہ زخندان میں نہیں  
 کچھ اثر شاید ہماری آہ سوزان میں نہیں  
 کچھ اجارہ زاہدون کا باغ رضوان میں نہیں

تھا حبیب خوشی و باخاناں کل تک دہان  
آج پراس کی پتا گور غریبان مین نہین

نہ اوٹھائی سختی ہجر گر تو وصال کا بھی مزا نہین۔

نہ ہوا مرض مین جو مبتلا کبھی اوسکو قدر دوا نہین

یہ ہمارے تارنگہ مین یارگ گل ہے بند قبا نہین۔

ہین شفق مین مہر چھپے ہوئے تری دست دیا مین حنائین

مین وہ گل ہون گلشن و بہر مین جو ہمیشہ صدف خزان را

کہلے جس سے غمچہ آرزو چلی ایسی کوئی ہوا نہین

تپ ہجر نے ہمیں کر دیا یہ ضعیف و خستہ و ناتوان

کہ قصنا بھی آکے پٹ گئی نہ کھلا یہ ہو کوئی یا نہین

یہ مقام شکر کا ہے دلا کہ کشش نے تیرے اثر کیا

مجھے خوب یاد ہے آج تک وہ کسی سے اتنا کہلا نہین

وہ جہاز مانے نے ہمہ کی کہ خیال جب کا نہ تھا کبھی

یوہین تہی مشیت ایزدی مین کچھ کسی سے گلہ نہین

ہر وہ زلف آفت جان تری او سے مارا جسکے گلے لگے

پہننے آکے زاہد و متقی کوئی اس بلا سے بچا نہین

جو ہمیشہ مایل دل تھا ہمیں جسے سارا دماغ تھا

سہین کیونکر اب ستم تہاں وہ ہمارا دل ہی رہا نہین

چمن جہان کی جو سیر کی تو حبیب ہمہ کہلا ہی۔

ہین ہزار رنگ کے گل یہاں پہ کسی مین بوسے وفا نہیں

نسبت سے کچھ زمین کہاں آسمان کہاں  
اسے مرگ تو نہ آئیگی جبتک مان کہاں  
اسے انتشار عافیت جاودان کہاں  
اسے دماغ چارہ ساز غم رفتگان کہاں  
سودا سے زلف مین سر سود و زیان کہاں  
چہتی ہوا اہل درد کی طرز بیان کہاں  
دل بھگیا وہ گرمی عشق بستان کہاں  
رہ رہ کے ہو رہا ہے یہ شور فغان کہاں  
ہے ان مین لذت خلش جاودان کہاں  
دل جسکو ڈنہوٹھتا ہے وصحبہ بیان کہاں  
دیکھی ہین تو نے چرخ کی نیزنگیان کہاں  
ساکت قسم ہوتا ہے وہ بدگمان کہاں  
منظور ساتھ غیر کے ہے امتحان کہاں  
پہلے یہ پوچھ گل سے بنے آشیان کہاں  
گذرا شباب اب وہ سیہ مستیان کہاں  
ممکن ہوا تمتع وضع جہان کہاں

سمجھا کوئی نشیب و فراز جہان کہاں  
اسے درد ہکو چین تہہ آسمان کہاں  
اسے اضطراب صبر و سکون کا عدم ہوئے  
اسے درد سینہ کو بے بیسود تا کجا  
ایدل مال جامہ درمی تہی برہسنگی  
غمواریان ہین حضرت واعظ کی ظاہری  
سردی نفس کی کہتی ہے رخصت ہوا شباب  
اتنا بھی رہروان عدم کو نہیں خیال  
کانٹے نظر مین عاشق مزگان کے خار مین  
سب ہر صفیہ راہی باغ جنان ہوئے  
ایدل جو ہو گیا وہی بہتر تھا شکر کر  
کرتا ہے دل سو میری محبت کا کب لیتین  
پوچھو نہ کچھ وفا کی بھی مٹی خراب ہے  
آئی بہار تو رقص عندلیب زار  
پیتا ہوں ڈرتے ڈرتے دھاسی کبھی کبھی  
نا اہل کے مطیع ہوئے اہل وضع کب

صد ہے اک نہ ایک ہزار روز و شب حبیب

دار عنا جہان ہے راحت یہاں کہاں



کیا حسین اک تمہیں ہو جو نہیں  
 حسن پر منکسر مزاج ہیں وہ  
 سایہ قصر یار بس ہے ہمیں  
 کیسے نالے ہیں بے اثر اپنے  
 آج کیسی شراب دی ساقی  
 شام عشرت تھی جنکی صبح ہریشہ  
 میری زنجیریں ہے حشر کا غل  
 ہیں حد سارے بستہ فتراک  
 بخت سے یہ بعید ہے کہ وہائیں  
 اک جہان بخش ہو یہاں وہاں تھی کلیم  
 جب کہا میں نے جان نثار کروں  
 عشق ہے وہ محیط بے ساحل  
 میرے نالے ہیں اہل خواب علم  
 سے کے دینے میں وعدہ کیا مائی  
 گر ہے چلنا تو اوٹھے بسم اللہ  
 جو سزا دو سزا ہے عاشق ہیں

کون کہتا ہے اے حضور نہیں  
 کبر و نخوت نہیں غرور نہیں  
 ہو س حنبت و قصور نہیں  
 کچھ بھی الفت کا وان ظہور نہیں  
 کہ ابھی تک ذرا سرور نہیں  
 شمع اونکے سر قیور نہیں  
 کوئی سنا صدا ہے صو نہیں  
 پر مرام غ دل حضور نہیں  
 اور اونکے کرم سے دور نہیں  
 کیا ہے باہم اونکا پہر جو طور نہیں  
 بولے جہنم ہلا کے کچھ ضرور نہیں  
 جس سے ممکن کبھی عبور نہیں  
 سو وہ شور و شوش نشور نہیں  
 یہ تو کچھ بادہ ظہور نہیں  
 گہر بھی میرا یہاں سے دور نہیں  
 ہم کسی وقت بے قصور نہیں

خاک ہو سے فکر شر حبیب

مطمئن قلب نا صبور نہیں

جاؤ صاحب تمہاری باتیں ہیں

دل پہنا لینے کی یہ کہاتیں ہیں

<p>نہیں آتا ہے چین بستر پر          کہتی ہی کہتے عمر کٹ جائے          سے تماشا ہماری وحشت کا          فکر ہر کس بقدر ہمت اوست          مرگ عاشق کی اونکا گہسرایا          طالبون کو اسل ہی بھولی ہے</p>	<p>ہجر کی کیا ڈرائی راتیں ہیں          اتنی فرقت کی وارداتیں ہیں          دھوکے کی ٹٹیان قتلتیں ہیں          جیسی ذاتیں ہیں ویسی باتیں ہیں          قابل دید و دلون باتیں ہیں          بیحیاؤن کی کیا حیاتیں ہیں</p>
<p>کچلے چوڑین جھیب جو شعرا          بس وہی اون کی کائناتیں ہیں</p>	
<p>سب میں ہوں پھر کسی سے سروکار ہی نہیں          قیمت اگر وہ دیتے ہیں تکرار بھی نہیں          نسبت ہے جسم و روح کی اللہ سے اتحاد          بیٹھا ہوں اسکی یاد میں بھولا ہوں غیر کو          جائیں وہ قتل غیر کو ہم رشک سے مرین          آنا ہوا آور نہ یہ کہہ دے آئینے          سودا تمام ہو گیا بازار اڑھسہ گیا          طرز جفا بھی بھول گئی کیا وفا کے ساتھ          لینے ہزار در سے پلٹ کر در مراد          بیچینگے حسب حال او نہیں گو نہ لکھ سکیں          بلبل چمن کو دیکھ خزان کے ستم کو دیکھ</p>	<p>غافل اگر نہیں ہوں تو ہشیار بھی نہیں          کچھ ہلکو دنگے دینے میں انکار بھی نہیں          سچہ اگر نہیں ہی تو زنا بھی نہیں          زاہد اگر نہیں ہوں ریا کار بھی نہیں          ایسی تو اپنی جان سے بیزار بھی نہیں          سئلویہ دوہی باتیں ہیں طومار بھی نہیں          وہ دل بھی اب نہیں وہ خریدار بھی نہیں          دلدار گر نہیں ہو دل آزار بھی نہیں          منعم ندین تو کیا تری سرکار بھی نہیں          کیا دامن اور دیدہ خوبا بھی نہیں          گل کا نو ذکر کیا ہے کہیں خاکی نہیں</p>

آزاد مین شراب کے عادی نہیں حبیب  
احباب گر بلا مین تو انکار بھی نہیں

مجبور راہِ بحرین شام و سحر نہیں  
بود اتہارا عاشق شوریدہ سر نہیں  
خط پہچون کس طرح سے کوئی نامہ پر نہیں  
جب مین نے آہ کی جگر و نکاح بھی ہل گیا  
آئی سے لب پہ جان تہارے فراق میں  
اللہ رکے بیخودی وہ عیادت کیواسطے  
حالتِ رزی سے آج تہارے مریض کی  
وہ آبدیدہ ہو گئے عاشق کی قبر پر  
اسے شعلہ رو بجائیں تری لن ترانیاں  
دیر و حرم مین جا کے بنیں بیوقوف کیوں  
مردم مین تاب و طاقت نظارہ چار سے  
ساقیِ شراب صاف پلا وقت فکر سے  
پرچہ سے میری نظم کا الماس لٹراش  
برسون لہو کے اشک بہا کر چلے پہر سے

اوس بنجیر کو پر مری مطلق خبر نہیں  
ایمان کا خوف جانکے جانیکا ڈر نہیں  
بیک صبا ہی جائے تو دہانک گد نہین  
کہتا ہے کون نالہ دلمین اثر نہیں  
اتمین اب تو ہوش مین دو دو پہر نہیں  
کب آئے کب گئے مجھے مطلق خبر نہیں  
شاید جورات کٹ بھی گئی تو سحر نہیں  
بعد فنا بھی جذبہ دل بے اثر نہیں  
موسیٰ کی طرح مجھ کو بھی تاب نظر نہیں  
کیا ہکو بحر سجدہ ترا سنگ در نہیں  
کجا نہیں کہان نہیں تو اور کدہ نہیں  
سر پر سحر سے کوچ کی زاد سفر نہیں  
قدر اسکی بواہوس کو ہو کیا سیم و زر نہیں  
عاشق سا بھی جہان مین کوئی پر جگر نہیں

دشمن سے بھی سلوکِ مروت کرو حبیب  
افعی کے پاس رہنے میں نقصان نہ نہیں

موج آتش کی طرح گو مین سراپا جوش ہوں  
ضبط پر دیکھو کہ شمع کشتہ سان خاموش ہوں

رند میرا نام لیتی ہیں لگا کر منہ سے جام  
 آہ کہتی ہے حذر کرو دوسو زل ہوں میں  
 کی عبادت اور نہ طاعت جز خطا و معصیت  
 سوئے میدان شہادت چل ہی ہو سر کی دہن  
 دیکھو اوہر کہتی ہے زکس ہو نین چشم قنطر  
 ناک میں لٹنے نہ دے کہتا ہی کر طفل اشک  
 گلشن سرتی سے جاؤ گنا مثال بوئی گل  
 بخودی ہے یہ خیال چشم میگوں میں مجھے  
 پاس کچھ داعط کا ہے مجھ کو نہ خوف محتب

اہل صحبت یاد رکھو دل میں وہ مینوش ہوں  
 نالہ کہتا ہے کہ ڈر مجھے صد اے جوش ہوں  
 ہوں بہت نادم کفن میں کیوں نہ میں رو پونہ  
 ایک سے غم فرقت میں بار دوش ہوں  
 دیوہدا ہے قول غنچہ کا سر اپا گوش ہوں  
 مردم دیدہ کا میں پروردہ آغوش ہوں  
 دوستوں کو مر کے بھی تلمیں نہ بار دوش ہوں  
 ہے گمان لوگوں کو نکوست بادہ سر جوش ہوں  
 صحبت ساتی ہیں صرف شغل نامی دوش ہوں

جام عشق ساتی صہبا کے کوثر سے حبیب

ہر گھڑی سرشار ہوں ہر لحظہ میں مدہوش ہوں

اہنی بنوائی ہیں اس کے قفس کی تیلیاں  
 ناتوان ہوں میں قفس کچھ پائدار ایسا نہیں  
 رخنہ بندی کر قفس کی اسطرح اسے باغبان  
 جلگیا آتش مزاجی پر مری صیاد بھی  
 عندلیب دل طپان سے عشق گلزار میں  
 کاروان بوے گل آئے تو میں توڑوں قفس  
 فرقت جانا نہیں زور ناتوانی دیکھنا  
 لاکھ تریا میں مگر جب تک کہ برابر آگسین

یاد تہین صیاد کو اگلے برس کی تیلیاں  
 ہٹیں سہ سکتی نہیں پائے گس کی تیلیاں  
 شاخ گل کی کو پلین ہوں پیش و پس کی تیلیاں  
 چین آیا ہے قفس میں پاؤں خس کی تیلیاں  
 دیکھنا توڑیگا یہ طائر قفس کی تیلیاں  
 ہوں مقابل صوت میں بانگ جس کی تیلیاں  
 تن پہ ظاہر ہیں تین جیسے قفس کی تیلیاں  
 ایک بھی ٹوٹی نہ میں آفت۔ اکس کی تیلیاں

مردہ ہین جو خزان سے ہم وہ بیل ہین حبیب  
گر بہار آئے تو بہر توڑین قفس کی تیلیان

عبث میرے جنون کی چارہ سازی لوگ کرتے ہیں  
یہاں خاطر پریشان ہو وہاں گیسو سنور تے مین  
اٹھائے ہیں وہ صد عمر سے بلکہ ان حسیوں سے  
میں صد قے تپہ چرب کتا ہوں جہنملا کرو کہ نہیں  
نہ پوچھو دوستو بہتر سے مرنا ایسے جینے سے  
نکالینگے ہمیں کیا آشنا دریا سے الفت سے  
بلا میں لوگوں کو قد مونہ تین لاکھ دو سیکن  
نباہی رسم الفت اس قدر رہنے کہ دشمن بھی  
یہ کثرت کیوں تعلق کی ضرورت کیسا تعلق کی

کہو اوشی کہین اسطرح کے بگڑے سنور تو ہین  
وہ برہم ہو نجائیں منہ کی کچھ کہتی بھی ڈرتے ہین  
جو لیتا ہے کوئی نام محبت اب تو ڈرتے ہین  
مرے سر پر سے دن میں ایسے صد قے اتر تو ہین  
کہین کیا تم سے فرقت میں جو کچھ صد گزرتا ہین  
ابہار ایسے کہین اسطرح کو سب سے اوچھرتی ہین  
اوپر سے جہنملا کے جب پہلو سے وہ کب جھمکتا ہین  
ہمارا نام جب سنتے ہیں ٹھنڈی سانس بہرتا ہین  
اگر مرنے پہ جیتے ہین تو کیوں جینے پہ مرتا ہین

حبیب اکدن کپڑو ہاتھ پاس وضع جانے دو  
یہ کدو صاف اوسکے کان میں ہم تمہ پر تے ہین

رکھو محروم سبک ہو گئے بہت یاروں میں  
وہ لگاوت ہے کہ دیکھی نہیں عیاروں میں  
لذت اور محبت جو مریضوں سے سنیں  
دست وحشت نے تراشے مرے سینہ پہ وہ گل  
ہم بھی کرتے تری بیدار کا شکوہ ظالم  
نہ تڑپنے پہ خفا ہو کے جھٹا کر صیاد

ساقیا ہم بھی ہین آخر ترے میخوار گھن  
لطف اقرار کا ہے آپ کے انکاروں میں  
نام لکھو امین مسیحا ترے بیماروں میں  
خط ناخن کی ثنا ہوتی ہے گلزاروں میں  
رسم ہوتی جو شکایت کی وفاداروں میں  
طاقت صبر کہاں تازہ گرفتاروں میں



وہ شب ماہ میں جو وقت لٹتے ہیں نقاب چاندنی شرم سے چہرپ جاتی ہو دیوار و نہیں

آج احباب کی خاطر سے پیو تم بھی حبیب  
کہتے ہیں دشکنی کفر ہے دینداروں میں

ہر اک سوال کا دیتے ہو تم جواب نہیں  
شگفتگی مرے دل کی ہے تیرے لطف کرتا  
تمام عیش کا سامان ہو تو کیا حاصل  
تمہاری زلف مسلسل ہیں دل اولجہ ہی گیا  
جھجک جھجک کے نہ اوٹھو سحرے دور ابھی  
عجب زاتما ذرا سی جو پی ہتی شیخ نے رات  
وہ قتل کر کے مجھے کہتے ہیں میا سے  
اوس کے اشکوں سے ٹہنڈی ہوئی ہو اٹل گل  
جگر بھی کرتا ہے اب خوف نشانوں کی ہوس  
تمہارے ہجر میں ہم دیکھتے تھے موت کی راہ  
مشراب خانہ سے مسجد ہی میں نہ جا یہ ٹہین

یہ ظلم وہ ہے کہ جبر کا کوئی حساب نہیں  
ہر ایک فضل میں ہو لے یہ وہ گلاب نہیں  
بہار زیست نہیں ہے اگر شباب نہیں  
میں کتنا کہتا رہا خانان خراب نہیں  
یہ دل غل ہے میرجان آفتاب نہیں  
وہ مانگتے تھے میں کہتا تھا بس خواب نہیں  
جلا کے اوٹھتے نہیں کی سند خواب نہیں  
یہ کون کہتا ہے بلب کا دل کیا نہیں  
فقط یہ دل ہی میرجان کا غدا نہیں  
اب آئے وہ کہ نہ آئے کچھ اضطراب نہیں  
یہ بزم بیچ ہے ساقی اگر شراب نہیں

حبیب بنکے گئے غیروان اگر او سنے

کہا ہٹا دو یہ وہ خانمان خراب نہیں

وہ یوں شکل طرز بیان کہنچتے ہیں  
یہ تشبیہ دیکھو سگ کوئی دلبر  
کرے گر کوئی ذکر بکر ہمارا

کہ قائل کی گویا زبان کہنچتے ہیں +  
ابھی تک مری بڈیان کہنچتے ہیں +  
وہ تالو سے اوس کی زبان کہنچتے ہیں

نہ عدد نہ سے کیون خشک ہو خون بہل  
 بڑھی ہے سفر میں وطن کی محبت  
 کرے کون سوداے زلف مسلسل  
 پس مرگ معراج عاشق کی دیکھو  
 نشانہ بنائینگے تیر نظر کا  
 دزدان تو لینے دے اے موت محکو  
 ضعیفی میں بھی دل میں ہے یاد ابرو  
 مجھے دیکھ کر جب وہ منہ موڑتے ہیں  
 غضب ہے سینوں کا طور تکلم  
 بڑھا فکر میں رنگ زردی رخ سے

گلوں کا عرق باغبان کہنچتے ہیں  
 مکیون کو کیا کیا مکان کہنچتے ہیں  
 ہمیں ہیں جو یہ بیڑیاں کہنچتے ہیں -  
 حسد کی زمین آسمان کہنچتے ہیں  
 محبت کے دل پر نشان کہنچتے ہیں  
 ٹھہر کر نفس ناتوان کہنچتے ہیں  
 کبادہ ہیں خود اور مکان کہنچتے ہیں  
 تو دل میں چہا کر سنان کہنچتے ہیں  
 دلون کو یہ جادو بیان کہنچتے ہیں  
 یہ عطر گل زعفران کہنچتے ہیں

حبیب اب زمین آسمان سر پہ لینگے  
 کہ نالے مرے بھلیاں کہنچتے ہیں

بیون وہ بادہ دیسا لہ میں یاد جوانی میں  
 پیش کا اب یہ عالم ہے فراق یا رجائی میں  
 سوئی میخانہ لایا ہکو لطیف صحبت اول  
 یہ فرماتے ہیں وہ اپنی جگہ سکر مرے نالے  
 جو کچھ کہنا ہے خود کہلاؤں وہ آجائیں اگر قاصد  
 نہیں ہے مگر بچ شرم یا زریب ساغر صہبا  
 ہوا ہے داغ سے تاسور دل میں خیر ہو یا رب

کہ چو نش تازہ دکھلا کر لگا دے آگ پانی میں  
 سر شک گرم کہتا ہے لگی ہو آگ پانی میں  
 گمر بے کیف آخر تک گذاری دور ثانی میں  
 حرارت ہے غضب کی تقلید اس ناتوانی میں  
 بس اتنی بات طے ہو جاے پنیما از بائین میں  
 پڑے ہیں پھول زگرے کے شراب لغو میں  
 تغیر کچھ نہو جاے محبت کی نشانی میں

جو کہتا ہے کوئی عاشق کو مارا کیون تنافل سے  
 نہ پہونچا یا ہمیں اسے خضر کوئی یا رب تک اکن  
 خیال یار میں جاری ہیں آنسو شعر کہتا ہوں  
 ہوئی آغاز پیری داستانِ فرقت کی باقی ہی  
 خدارا حرفِ مطلب بھی سنو کچھ ہم غریبوں کا  
 کیا اس بگینہ کا خون لگا کر عشق کی تہمت

وہ کہتے ہیں مرا کیا بس تھنائے آسمانی نہیں  
 ہوا تم سے نہ اتنا کام عمر جاودانی میں  
 مدد دیتا ہے جوشِ دلِ طبیعت کی روانہ میں  
 نہ چپکی آنکھ کا ٹی رات ساری اس کہانی میں  
 یوہین کا ٹوگے ساری رات کیا قصہ کہانی میں  
 گنوا یاد لکھو اپنے مفتِ ہمنے بدگمانی میں

حبیبِ ناتوان بیدادِ فرقت سہی جیتا ہے  
 بہلا کچھ اب بھی شک باقی ہو کی سخت جانی میں

کیون نہ دے دم آخر تمہیں ہم یاد کریں  
 دل میں ہی ہول کے سبکو تجھے ہم یاد کریں  
 ہو تو ایسا ہو کسی تیغِ نگر میں جو ہر  
 تیرا دیوانہ بہرے گردِ مہِ تخیل کبھی  
 بلبلینِ دامِ محبت میں پہنچیں یوں جیتا  
 خوب وصف لب شیریں میں ترا شینِ مہنون  
 تیری تصویر جو کہنِ چین تو خفیف ایسے ہوں  
 متقاضی سے ادھر موت اور ہر خواہش دید  
 ڈھونڈ لیں عاشقِ رخسار او سی بھی اکن

قوت اب اتنی کہاں ہو کہ جو فریاد کریں  
 چلکے چند کے کسی ویرانہ کو آباد کریں  
 نقد جان دیکے ہوس لینے کی جلا د کریں  
 بیعت ان ہاتھوں پہ آئے کے پر زاد کریں  
 کہ چٹھین بھی جو قفس سو تو تجھے یاد کریں  
 خامہ کو رشکِ دہشتہ فہم یاد کریں  
 ہاتھ غیر سے قلم مانی دہر زاد کریں  
 اس کشاکش سے وہی چاہیں تو آزاد کریں  
 دلیں گریہ ہوسِ جنتِ شدا د کریں

اتو آتا نہیں اس رنگ میں کچھ لطفِ حبیب  
 ہوا لگ سے وہ طرزِ سخن ایجا د کریں

<p>ہمارے فکر سے ہے آسمان زمین سخن وماغ تازہ کرے کیون نہ یہ عرق ریزی کہیں ہوش و زواید کو جس کی ممکن کہے وہ بات کہ دشمن بھی جان نہ بے ہنہ ہے کوئی حقیقت زرو جو اہر کی دیکھایا صدق تحکم نے میرے وہ اعجاز اسی نے ثبت کئے نقش حکمت و توحید خیال غیر سے ہوتی ہے رد حکو تکلیف خدا نے حضرت انسان کو یہ شرف بخشا سوا و خط کی ہے منظور جنگو آرایش میرے کلام کو سمجھیں گے خاک بازاری دکھائے قامت مضمون ادا سے آزادی</p>	<p>نہ لینگے خرمن انجم کو خوش چین سخن ہمیشہ عطیم ڈوبی ہے آستین سخن شک سے صاف ہے جب دیکھو حسین سخن دل و زبان مخالف ہے رہن سخن عجیب چیز ہے پیرایہ مستین سخن کہ منکرین بھی کرنے لگے یقین سخن بہاے خاتم ایجاد ہے نگین سخن اگر ہو پیش نظر شاہ حسین سخن سوا بشر کے نہ کوئی ہوا امین سخن سوار تے ہیں وہ گیسوے عنبرین سخن خواص دینگے بہائے درثین سخن یہ حسن ہے نہ ہو کوتاہ آستین سخن</p>
--	---

چلائیگا دل حاسد پہ رات دن آ رہ

حبیب فضل خدا ہے صد سیرین سخن

<p>ستائے لاکھ وہ پر میں کچھ زبان سی کہون کھون کی جامہ درمی بلبون کا سوز و گداز وفاے عاشق شیدا جفاے شاہد شنگ دراز می شب ہجران ملال روز فراق شبصال میں ہے حکم فوق آرایش</p>	<p>جو تجھ سے کہتا ہے کیون تیرے پاس کہون چمن میں سانسے گلچین کے باغباں کہون تمام غم میں انداز داستان سے کہون مٹے تو حشر کے دن اپنے مہربان کہون ہلال عید و کما آج آسمان سے کہون</p>
---	---

یہ انتہا ہے تو کل سے تنگدستی میں  
 ہزار ہوں در پیر مٹان پہ کر کے سلام  
 جب اعتماد نہ ہو اپنے دیدہ و دل پر  
 کسی طرح نہ رکین گریہ دیدہ و خوبار  
 نہ راز دان ہے کوئی اور نہ تاب خاموشی

بہاے نقد سخن ہی نہ میں زباں سے کہوں  
 جو آپ سے مجھے مے دی تو کیوں زباں کہوں  
 تو راز عشق میں کس طرح راز دان سی کہوں  
 تو برق ہونیکو آہ شہر رشتان سی کہوں  
 جو دل میں آئے وہ کیوں کرنے میں زباں کہوں

حبیب دیکھ کے وہ خود پکار اوسٹھے گھا  
 نکات علم بیان کیوں میں نکتہ دان سی کہوں

زلف سے چہرہ پہ زلف پر شکن میں انگلیاں  
 کہو لہینگے ناخن تہہ ہر مشکل کی گرہ  
 ملے مہندی پہنے ہین سونے کے چھلویار  
 جوش و جشت سے بکھتا ہوں لہجہ میں ہاتھ پاؤں  
 خلد میں گریا دروے ساقی مہوش ہے  
 وقت حیرت ہوتی ہین دندان و لب کے کشین  
 سوز و فراق جو زیر خاک بہڑ کے دماغ عشق  
 میری وحشت کا فسانہ کوئی سن سکتا نہیں  
 دیکھئے کرتا ہے کسے طائر دل کو شکار  
 ہو گئے غنچوں کے دل ٹکڑے اسی پار  
 ہین زبان افی پیچان ہمارے واسطے  
 رشک گل تہے ہاتھ ہو مہندی سی بھی رنگین ہے

ٹٹیاں ہین سنبل ترکی چمن میں او نگلیاں  
 ہونگی جو سے شیر دست کو کہن میں انگلیاں  
 رشک سے سوج کو لپٹی ہین کرن میں او نگلیاں  
 ڈبو ٹڈ ہتی ہین پھر گریبان کو کفن میں او نگلیاں  
 پنجہ عمر جان بنین نہر لب میں او نگلیاں  
 کام دیتی ہین بہت رنج و محن میں او نگلیاں  
 مشعلین بجا بنگی میرے بدن میں او نگلیاں  
 ہاتھ کاٹون پر ہین لوگون کے دہن میں او نگلیاں  
 تیر ہین یا پنجہ ناوک فگن میں او نگلیاں  
 لیکے انگڑائی جو چٹکانیں چمن میں او نگلیاں  
 اوس بت کافر کی زلف پر شکن میں او نگلیاں  
 گہر کر نیکی اب دل اصل میں میں او نگلیاں



<p>مثل پروانہ گرین جگر لگن مین اونگلیان غنچے بنجائینگے شاخ یاسمن مین اونگلیان</p>	<p>لون بلایین گرتزے چہرے کی مین اشج رو ہر روش ہونگے اشارے باغ مین آنجو وہ</p>
<p>کر دیا مشہور تجکو خوشش بہانی نے حبیب خود بخود اوٹھنے لگیں اہل سخن مین اونگلیان</p>	
<p>روان ہے روح تن انقلاب شیشہ مین تن نحیف پہ ہوگا عذاب شیشہ مین بہرین ملا کے شراب و گلاب شیشہ مین اٹھا کے ڈال دسارے کباب شیشہ مین رہے نہ نام کو باقی شراب شیشہ مین بجائے بادہ دہر ہے حصاب شیشہ مین کہ بہر دیا ہے کیسے شہاب شیشہ مین ہے بند ایک جہان خراب شیشہ مین ہر اک سوال کا ہے یہاں جواب شیشہ مین بہر ہے کاٹ کے رنگ شباب شیشہ مین</p>	<p>نہیں ہے جوش پہ مہبائے باشیشہ مین بہت وسیع ہے اس بادہ کش کو کنج لحد اونہیں قرآن مہ و مہر آج دکھلا دیں نہیں ہے جام تو دنیا کی توڑ کر گردن نیامز اہو کہ دور گزک سے کیفیت پڑے سفید بال ہوے جب سے طاق بالین پر صفائے گردن گلزنک یار سے ہے عیان پری کو بنت عنب سے بہلا ہی کیا نسبت اداسے کہتا ہے ساتی ہلا کے گردن کو سیاہ کہتا ہے پری مین دلو کو ذوق گناہ</p>
<p>حبیب تو بہ شکن ہے یہ صحبت احباب پلیٹ مین بہن کباب اور شراب شیشہ مین</p>	
<p>دم صلاح ہے ساتی سے وقت جنگ نہن ہمارے جامہ اصلی کا کوئی رنگ نہن یہ آئینہ وہ ہے جو آشنائے رنگ نہن</p>	<p>یہاں آئی ہے مہبائے لالہ رنگ نہن ہزار طرے کے درجے ہیں ایک دامن پر ہم اپنے دلو کو دوت سے پاک کرتی ہیں</p>

وہ لاکھ مرتبہ خالی ہو یہ کہی نہ بھرے لگا کے دل مجھے کیا ہو گیا خدا جانے ہے اونکی باتوں سے بوبے مخالفت پیدا نہ درد پھر ہے پیری میں اور نہ لطف وصال بچاے جان کوئی کس طرح سے کہاں پہنچ جاے	ہمارا دل خم صہبا کی طرح تنگ نہیں خیال وضع نہیں پاس نام و رنگ نہیں وہ چال ڈھال نہیں ابہ رنگ ڈہنگ نہیں وہ ذوق شوق نہیں دلیں وہ اسنگ نہیں نگاہ یار ہے ناوک نہیں خدنگ نہیں
---	--

حبیب ہوش میں آؤ کھٹکھٹہر کے پیو  
شراب درجہ اول کی ہے یہ بہنگ نہیں

لکھا تھا کتب قدرت نے جو تقدیر بل میں ہر ایک نعمت ہے لاشے و اعطامی کر مقابلین نہیں مکن مقدر سے زیادہ رزق کاملنا و کہا تے گرجہ لک وہ پردہ ہاے چشم عاشق سحر متہاری زلف کو افنی وار در خواب میں سمجھا تنک ظرفون کو دولت سے تمتع ہو نہیں سکتا مری آنکھوں میں بعد مرگ بھی اوس خوشکلی صورت کرون وصف گل خسار جانان اس تکلف سے مع دلغ متنا خاک کر دے کشور دل کو کشایشن جب مقدر میں نہو بیسود ہے محنت	رہا محفوظ جو ہر بنکے وہ شمشیر قاتل میں کہا اللہ نے نافع اسی قرآن نازل میں کہلا جب کہو چکے سب عمر جم تحصیل حاصل میں گریبان پہاڑتی لیلیٰ بھی مجنون بنکے محل میں خدا جانے میں تھا اوس وقت کس سودا باطل میں سدا باوصف قرب بحر خاک اوڑتی ہر حال میں ریہگی جیسے ملنے کی تمار گہسی دل میں رہیں چہرے مری رنگین بیانی کر عناول میں لگا دے آگ اسے برق نگاہ یار حاصل میں ہوا کب بخل ناخن کو بہر سلا عقد انا مل میں
--	--

حبیب سطح تم کہجا و مطلب پیکے مے تہوڑی  
کہ مطلق امتیاز اونکو نہو ہشیار و عافل میں

بہار آئی ہے پہرِ وحشت کے سامان ہو تو جاتی ہیں  
 خفا بھی ہیں وہ اور دلِ سمری الفت کو قایل بھی  
 حریص لذت زخمِ جگر میں عاشقِ ابرو  
 بہت دن ہو گئے اب کوچہ دلدار میں ہکو  
 بشارت دے نہ کیوں دستِ جنو نکو میری حیرانی  
 ہمیں شوقِ شہادت ہر گِ گرون سے بل بلکہ  
 تماشا ہر حسین آتے ہیں او نکو دیکھنے لیکن  
 برا کیا ہے عیوض میں دشمنی کے نیکیاں کرنا  
 نمودِ خط ہے پوشیدہ ہے خالِ مصحفِ عارف  
 چلی پیچم و جا و ضبط و تحملِ حرص و استغنا  
 تو این فتنہ ملکِ عدم کو روح جاتی ہے

مے داغ کہن گہاے خندان ہو تو جاتی ہیں  
 جفا میں کرتے جاتے ہیں پشیمان ہو تو جاتی ہیں  
 نثارِ برشِ شمشیرِ عریان ہوتے جاتے ہیں  
 تعارفِ بڑھ چلا ہوا دربان ہو تو جاتی ہیں  
 خراشِ ناخنِ وحشتِ گریبان ہوتے جاتی ہیں  
 جذاب و مہمِ تارِ گریبان ہوتے جاتی ہیں  
 مثالِ پیکرِ تصویرِ حیران ہوتے جاتی ہیں  
 مخالفتِ مہمِ مہونِ احسان ہو تو جاتی ہیں  
 نئی صورت ہے اب مہند و سلمان ہو تو جاتی ہیں  
 دیانت کی ویرانی کے سامان ہو تو جاتی ہیں  
 گلے گلے خلعتِ ساری مہمان ہو تو جاتی ہیں

جلیب بتلانے دل دیا جنکو وہی کا فر  
 غصب ہی جان و ایمان کی بھی خواہان ہو جاتی ہیں

اعتبارِ بستِ عیارِ گرون یا نہ کرو  
 دیجئے ہوسے غناب لب و سیبِ وقت  
 اوسکی الفت ہے نہان ہر گِ و پڑ میں لیکن  
 ہتی مری دشمنی شاق تو پوچھا ہوتا  
 نہ ہوا کام کوئی مفت گئی عمرِ سنیر  
 پہلی صحبت ہے وہ تے ہیں مری گہرا ایل

اوسکو دل دینے کا اتوار کروں یا نہ کروں  
 کچھ دواسے دل بیسار کروں یا نہ کروں  
 گفتگو اس میں ہے اظہار کروں یا نہ کروں  
 بچ ہو جس سے وہ گفتار کروں یا نہ کروں  
 سوچتا ہی رہا ہر بار کروں یا نہ کروں  
 آج رہ جائے میں اصرار کروں یا نہ کروں

کچھ دکھایا نہ مجھے اس نے سیوا گردن کے  
 ہو گیا ہے او نہیں ایسا میری الفت کا یقین  
 شکر نعمت سے ہوں قاصر مگر اے رب غفور  
 رنج و بیتابی و وحشت ہے عیان چہرہ سے  
 فوت مقصد سے ہو جب آنکھ میں تاریک جہاں  
 رکھ کے محفوظ راہ کو بتا اے واعظ  
 خون اسید کیا توڑ کے پیمان و فنا  
 اون سے پوچھوں گاشنا کے خنکین لکھن

شکوہ چرخ ستمگار کروں یا نکروں  
 بتلا جانتے ہیں پیار کروں یا نکروں  
 معذرت بنکے گنہگار کروں یا نکروں  
 اون کی الفت کا میں اقرار کروں یا نکروں  
 چشم اسید کو خونبار کروں یا نکروں  
 دور تسبیح سے زنا کروں یا نکروں  
 تجھ کو بدنام جھاکار کروں یا نکروں  
 یوہن مشق خط گلزار کروں یا نکروں

سکے تقریر مخالف یہ تردد ہے حبیب  
 میں یہی اسطور پر گفتار کروں یا نکروں

دل خون ہے الفت ذوق رشک ماہ میں  
 الفت کرے تو شرط ہے کوشش بناہ میں  
 ایدل ثبوت درد کا پہلو جو آہ میں  
 رند و نکو و عطا پند نکر فضل گل میں شیخ  
 پہلو سے اپنے دہن اوٹھائیں تو لطف ہے  
 دل پا مال ہو تے ہر زمانہ نقش پا  
 محفل سے گراؤٹھائیں تو میں جان سے اٹھوں  
 کیا پوچھتے ہو بھر کی راتوں کا ماجرا  
 احباب ہکو زیر زمین کسیا ملین و مان

صدے ہیں رات دن مرے یوسف پہ چاہ میں  
 ہے وضع کے خلاف کمی رسم واد میں  
 لغزش نہیں ہے خوب بیان گواہ میں  
 ایسا نوشراب اوڑے خافتاہ میں  
 پٹوں لال بنکے دل کینہ خواہ میں  
 ہی باطنی کشش تری نیچی نگاہ میں  
 مٹ جاؤں مثل نقش قدم اون کی راہ میں  
 پیش آیا تھا جو کچھ مرے بخت سیاہ میں  
 مشکل ہے امتیاز گد اور شاد میں

<p>کوشش کرے جہانکی ملاح ورفاہ میں          ناحق کئے ہیں سیکڑوں خون اشتباہ میں          کیوں ہنر زبان عوام کے ہوں واہ واہین</p>	<p>انسان وہ ہے جو آپ اوٹھا کر مصیبتیں          رہتا ہے دوستوں سے وہ مفاک بدگمان          دیتے ہیں نکتہ سخن سمجھ کر سخن کی داد</p>
<p>سو پنا خدا کو خیر سے آنا نصیب ہو          اکھو قدم حبیب محبت کی راہ میں</p>	
<p>بہار لالہ خود رو کسی چمن میں نہیں          تم ہے میری زبان یار کے دہن میں نہیں          ہمارے رنگ کا ایک پھول اس چمن میں نہیں          اوٹھیکا شور کہ مردہ کوئی کفن میں نہیں          عزیز یوسف بے کار دان وطن میں نہیں          شہر آب تازہ کی حد سے کہن میں نہیں          کسی طرح کی بناوٹ مرے سخن میں نہیں          یہ پیچ و تاب کسی زلف پر شکن میں نہیں          جبین صاف میں ہے دھت پر شکن میں نہیں          شریک حال کسی کا کوئی محن میں نہیں          دہوان چراغ کا انجم کی انجمن میں نہیں          پکارتی ہونٹوں زبان دہن میں نہیں          وفا کی بو مرے یوسف کے پیر میں نہیں          دومی کا دخل تو لائے پنجبت میں نہیں</p>	<p>جوسادگی میں ادا ہے وہ بانگین میں نہیں          وہ بات جس سے ہوسکین دل سخن میں نہیں          اوٹھانہ لطف کبھی سیر باغ ہستی سے          کرکھی شہر خموشان میں حشر چال تری          سبب ہوئی غم غربت کا بہائیوں کی جفا          لطیف کرتا ہے سرمایہ سرور کو صبر          مٹا ہوا ہون حقیقت پر صاف کہتا ہوں          نظیر ہو تو کئے حال دل کی او لجن کا          بگڑ کے ہنسے بگاڑو نہ پیاری صورت کو          دلیل غم ہے پر اگندگی ساز نشاط          لطیف و صاف ہے اہل کمال کی صحبت          جہان میں ضبط سے ہم سر و خروہین صورت          سوا جفا کے نہیں اور کوئی شغل او نہیں          رسول کا ہے جو عاشق وہ آل کا ہے محب</p>



بنائے مرجع اہل کمال ملک نظام  
حبیب کونسی دل بستگی و کن میں نہیں

جوش و خشت کے سو کچھ دل نالان میں نہیں  
حسن انسان کی ادا کا کہی حیوان میں نہیں  
ساز جمیعت دل کا سر و سامان میں نہیں  
جس طرح آج مری جامہ درمی کا غل ہے  
سب سے وہ آرایش ظاہر یہ فروغ باطن  
روشنی رہتی ہے کہ تو بین دی کی تاحشر  
آہ فائے بھی پتنگ آکے نکل جلتے ہیں  
غم سیہ بختی عاشق کا سر اس سر سے لے  
سر جھکا لیتے ہو جب سامنے آتا ہوں میں  
سے عدالت کا بڑا ڈرتی رحمت کی قسم  
ہے زمانیکہ ہر ایک رنگ میں جلوہ انکا  
ہوتی ہے صحبت نا اہل سے دلو و خشت  
شاق ہو یا س تو ایدل کوئی امید نہ کر  
سخن صاف ہے مرآت جمال فطرت  
صادق القول ہو انسان تو ہے آسان شکل

خار صحر کے سوا خاک بھی دامان میں نہیں  
دیکھ لو عشوہ گری چشم غزالان میں نہیں  
بے نیازی جو ہے درویش میں سلطان میں نہیں  
لوگ چلا ینگے کل یوہین کہ زندان میں نہیں  
سوز پروانہ دل سر و چراغان میں نہیں  
ظلمت شب کا گدراخانہ احسان میں نہیں  
کوئی عشاق کا ساتھی شب ہجران میں نہیں  
رنگ جمیعت دل زلف پریشان میں نہیں  
بجنیہ کچھ تار نظر کا تو گریبان میں نہیں  
کچھ بجز یاس مرے قلب یغمان میں نہیں  
کونسی بات ہے جو حضرت انسان میں نہیں  
میل ہو جانبا جنس یہ امرکان میں نہیں  
خواہش او س بات کی آفت ہو جو امرکان میں نہیں  
کوئی مصنوع خیالی مرے دیوان میں نہیں  
بلوہی وان ہے کہ مصغر بہ جہان ہا نہیں

ہے خرف جبکہ سخن میں نہ متانت ہو حبیب  
لطیف بزم حکما صحبت زندان میں نہیں

سرچہ جوت قصداً آتی سے ٹلتی ہی نہیں  
اپنا معشوق ہے وہ شاہد رعنا سے سخن  
آینو الا ہے سر شام جو وہ رشکِ سر  
کیا کہوں حالِ سیحانِ عشق کا میں  
کب غریبوں کو تری زلف سے پہونچا آسیب  
سحر ہے اوس بتِ بیکہ کی بزمِ آرائی  
عرقِ شرم کا کاکل سے ٹپکنے ہے غضب  
کر کے پامال دکھا پھر مجھے اندازِ خرام  
کب ہوا حسنِ طبیعت کو بناوٹ کا خیال  
جامِ حبشید سے خلوتین میں نہ سکر سخن

بنفِ زکبانی ہے اس طرح کہ چلتی ہی نہیں  
جسکی پیشِ جوانی کہی ڈلتی ہی نہیں  
دوپہر آج کسی طرح سے ڈلتی ہی نہیں  
ایسی بگڑی ہے طبیعت کہ سنبھلتی ہی نہیں  
یہ چہلاوے کر سوا اور کو چہلتی ہی نہیں  
شعِ غیر سے کٹی جاتی ہے چلتی ہی نہیں  
کوئی ناگن کہی یوں زہرِ اوگلتی ہی نہیں  
آرزو خاک میں ملنے کی نکلتی ہی نہیں  
فصلِ گل پاؤں میں ہندی کہی ملتی ہی نہیں  
اب طبیعت کسی صحبت میں پہلتی ہی نہیں

اگر سب حسرتِ فیاض ازل ہو نہ حبیب

شاخِ امید کسی فصل میں پہلتی ہی نہیں

رہے آفاق میں شیر و شکر ہو کر بہم دونوں  
مساوی ہوں نکیوں کر رنج و راحت ایسے نہم دونوں  
ہوئے عشق اور یادِ خدا کے مشغلے برسوں  
وہ ہو لے جو کہا تھا کل خدا کو درمیان دیکر  
اوپر بھی لوگ جھکتے ہیں اوپر بھی لوگ جھکتے ہیں  
فنا جسکو نہیں ہم سب اسی دریا کے قطرے ہیں  
نئی طرزیان سے فکر میں ہیں اپنی بیکانے

ہیں اک جان و دو قالب نا امید اور ہم دونوں  
تمہاری ہر ادا سے ہیں عیان مہر و نعم دونوں  
کئے ہیں ایک ہی حالت سے جینے پیش و کم دونوں  
قدم لیتا ہوں دیکھے آپ کے قول و نعم دونوں  
ختمِ محرابِ طاعت ہیں تری ابرو کو ختم دونوں  
حبابِ قلم و حدت ہیں تری عدم دونوں  
خطابِ یاری ہوتے ہیں پیدا رح و دم دونوں

اَلوہیت تری کیونکر کوئی محدود کر سکتا  
 کبھی جان بخش گا ہو جانستان ہین یار کی نگہین  
 قناعت ایک پیمانہ پر کر لی فاقہ مستون نے  
 عدیل خوش بیان کیا راحت جان ہو چلیب اپنا

محل انقیاد نفس ہین دیر و حرم و لون  
 یہ مردم مٹھیں مین رکھتے ہین تری اک دم دون  
 یہ وہ حالت ہو ہین جس سے نمایان کیف و کم  
 مزا ہے مطمئن ہو کر ہین اکجا جو ہم دون

## رولیت واؤ

آئین وہ گہرا کے ایدل بقیہ راتنا تو ہو  
 جان نکلے بہر استقبال دا ہو چشم شوق  
 دین اگر دست گد امین لوگ سمجھیں کمی  
 پی ہی جائے سکے واعظ لاکھ کچھ کہتا ہے  
 روح پر دھتی شراب وصل جانان شام سر  
 اشک پوچھیں اپنے دامن سے وہ ہو کر مہربان  
 سکے حال نزع وہ آئین ذرا مین دیکھ دن  
 حسرتن ہی کچھ نخل جانین دل بیتاب سے  
 ہون ہمارے خاک کے ذرے سوا چشم شوق  
 نکلے پامالی کی حسرت کچھ دل بیتاب سے  
 جب دل بیتاب تڑپا ساتھ ہی چر کا دیا

اس تڑپنے کا اثر انجام کار اتنا تو ہو  
 او نکو بھی ہو جاے حیرت انتظار اتنا تو ہو  
 چاہیے نقد سخن کامل عیار اتنا تو ہو  
 نشہ مین بہکے نہ ظن بادہ خوار اتنا تو ہو  
 صبح فرقت دم نکل جائے غمار اتنا تو ہو  
 فائدہ رونے سے چشم اشکبار اتنا تو ہو  
 لے نجاؤں حسرت دیدار اتنا تو ہو  
 میری میت پر شب اول فشار اتنا تو ہو  
 جستجو مین تیری سرگردان غبار اتنا تو ہو  
 خاکسار و نہر کرم ایشہ ہوار اتنا تو ہو  
 خنجر ابرو سے قاتل آبدار اتنا تو ہو

ہو جو م فکر مین فکر سخن کیونکر چلیب

دو گھڑی بیٹھیں کہیں حکمت راتنا تو ہو

کبھی نہ غیر سے اس آئنی التجا مجھ کو  
 جو نگ راہ بنے بت تو خوف کی مجھ کو  
 نخل کے نگ سے دیتا ہے ہر شریر یہ صدا  
 ہمیشہ سر پہ ہے کافی ترا سحاب کرم  
 زمانہ بن گیا ناحق عدوے آسائش  
 بہت سے ہیں ستم انقلاب کے بلبیل  
 ہوا کرین جو ہوے ہند باب عیش و سرور  
 ہمیشہ عیش میں بہو لا کیا ملال میں یاد  
 ہر ایک کام میں ہر وقت کی ہے خود رائی  
 جلدی نہ کیوں مری تاب بیان کو دیکھ کر شمع  
 مہیب ہیں یہ زمانہ کی پر خطر راہیں  
 کچھ آجکل سے بہت اتفاقات غیرو پھر  
 قلق ہے دل پہ طبیعت اُچاٹ رہتی ہے  
 براے نام بھی مشکل کا چارہ ساز و کفیل

ملا جو کچھ نام تری سرکار سے ملا مجھ کو  
 دیا ہے حق نے مرے دل سار ہنسا مجھ کو  
 زیادہ طور کے شعلے کا جاننا مجھ کو  
 نہیں ہے کچھ ہو س سائہ ہما مجھ کو  
 مالا نہ چین سے غربت میں بیٹھنا مجھ کو  
 فسانہ جو رخنہ کا نہ تو سنا مجھ کو  
 دکھا یگا وہ کوئی اور راستا مجھ کو  
 حجاب آتا ہے یارب دم دعا مجھ کو  
 خیال تیری رضا کا کسان رہا مجھ کو  
 سنا کے نہ شب غم کا احساں مجھ کو  
 رفیق غربت و کربت سہا سنا مجھ کو  
 چہیا و لاکھ خبر ہے ذرا ذرا مجھ کو  
 آہی بیٹھے بیٹھائے یہ کیا ہوا مجھ کو  
 کوئی نظر نہیں آتا ترے سوا مجھ کو

حبیب کیوں ترے دل میں انتہا کی امید

تمام یاد ہو جب اپنی استرا مجھ کو

اوسکے کوچہ میں مجھے چارہ گرو جانیدو  
 جانتے ہیں تہین ای شیخ خرابات نشین  
 کچھ فرشتہ نہیں قاصد ہے سنا حضرت دل

اور جو کچھ ابھی ہونے وہ ہو جانے دو  
 بس بہت ان سے مشیخت کی نہ لو جانے دو  
 راز اس سے بھی زیادہ نہ کہو جانے دو

چوڑ کر پوچھا تھا حال شبِ فرقت تھے  
 آج بھی سامنے عادل کے نہ مکے قاتل  
 دل کو یا بوس کرو پھر مینِ خون رلوا کے  
 شامِ غم کی سحر آجائے گی اسے صبر و قرار  
 یا خدا زور خودی لافِ خدا ہی کب تک  
 دلِ نادان کا تقا عنا ہے بہت ساتھی ہیں  
 فوتِ مقصد کا گزر گاہِ جہان مین کیا غم  
 پاس جو شے نہیں اسکا تاسف کیا ہے  
 اب نہ پلٹے گی جوانی نہ ملین گے احباب

خود ہی بس کہتے ہو اچھا نہ سنو جانیدو  
 اہلِ محشر مجھے جلدی ہے ہٹو جانے دو  
 ہے غلط لفظِ محبت اسے دہو جانیدو  
 بخت بد خواہ ہے فتنہ اسے سو جانے دو  
 قصدِ کعبہ کا ہے رو کو نہ تھو جانے دو  
 راہِ الفت کے خطر سے نہ ڈرو جانے دو  
 نکل آئیگی کوئی راہ چلو جانے دو  
 ڈھونڈو لو اور گئی جو او سے کہو جانے دو  
 کچھ دنوں اور یوہین صبر کرو جانے دو

چار دن گلشنِ ہستی کی کر و سیرِ حلیب

تم بھی کس سچ مین بیٹھے ہو اوٹھو جانے دو

جو جی مین آئے وہ کہلو برا بھلا ہمکو  
 عروجِ پاتا ہے انسان خاکساری سے  
 نگاہِ قہر سے تنے گرامی جب حبلی  
 اسی سے کام ہے ہر وقت جبکہ بند ہیں  
 کبھی نہ دیکھی ہتھین یہ کج ادنیان پہلے  
 کرین جنائین وہ پہولے ہیں جو حکومت پر  
 ہمیشہ نام ہے اور کا بجائے جو ششِ غلط  
 جو چار دن ہے سرست تو چار دن تلوش

جفائین سے کہی بہی منظور ہے وفا ہمکو  
 جو بن سکے تو ہی حاصل یہ کیسے ہمکو  
 دل و جگر یہ پکارے جلاو یا ہمکو  
 خفا ہو یا کوئی خوش ہو پہر اس سے کیا ہمکو  
 ستار ہے مین سمجھ کر وہ بتلا ہمکو  
 ہم اسے خوش ہیں کہ ہو لاہن مین خدا ہمکو  
 اگر قوی ہے مخالف تو خوف کیا ہمکو  
 لگی ہے کسکی الہی یہ بد دعا ہمکو



<p>بہارِ نچنگی رنگِ طبع دکھلا دین سنے گا کون کرین عرض مدعا کس سے تمام عمر ہی دل کی آرزو، دل میں نہ ہو جو یار موافق تو خوشی سے غزلت یہ کیا ہو کہ یکایک وہ کہینچ کے بیٹھ رہے جھانپیں سہ کے کرین کس سے شکوہ بیداد</p>	<p>جو چہ روز ابھی چھوڑ دے قصا ہمو کوئی نظر نہیں آتا تیرے سوا ہمو جفا کشی کا نہ اب تک ملا صد ہمو ہنیں پسند ہر اک سے خلا ملا ہمو جو ایک لحظہ بھی رکھتے نہ تھے جدا ہمو بہت پھر سے نہ کوئی دادرس ملا ہمو</p>
--	--

حبیب جبکی ہے مدت سرازو دل میں  
وہ وقت لائے جب اللہ دیکھنا ہمو

<p>خدا جانے کیا یاد آیا ہے مجھ کو زمانہ نے بھی ساتھ دیکر مدد کا اوتھاؤ نکا دل پہ تعب عاشقی کا مکرتے ہیں وہ وعدہ وصل کر کے نخوردن ہوں کیا کہوں اپنی حالت یہ وحشت ہے یا عشق کی بدگسانی بتوں نے دئے عشق میں ایسے حصہ نہ پروا نہ ہوں میں نہ ہوں شمع محفل بڑھی ہے یہ فرقت میں دل کی حرارت قدم کیوں نہ لوں بڑھ کے پیکِ قصا کی کہی حال دل گر کہا ہنس کے بول</p>	<p>یہ در پردہ کس نے ستایا ہو مجھ کو ہنسایا ہے او سکورو لایا ہے مجھ کو ہمیشہ یہ غم اس آیا ہے مجھ کو رقیبوں میں جو ٹا بنایا ہے مجھ کو سمجھتا ہے وہ جیسے پایا ہے مجھ کو جو اپنا تھا وہ بھی پرایا ہے مجھ کو کہ اپنا خدا یاد آیا ہے مجھ کو جگر کی تپش نے جلایا ہے مجھ کو خیال چمن جنکا سایا ہے مجھ کو کہ مالک نے میرے بلایا ہے مجھ کو یہ قصہ تو اکثر سنایا ہے مجھ کو</p>
--	---

الہی وہ کیا آج کہتے ہیں دیکھو  
معلم نے الفت کو فرقت میں تیری  
رہا اب کسی سے نہ ملنے کے قابل

اوٹھایا ہے سکو بٹھایا ہے مجھ کو  
سبق بیخودی کا پڑھایا ہے مجھ کو  
محبت نے وحشی بنایا ہے مجھ کو

عجب کیا جلیب اب بنے بخت ہیر  
نیاراسہ اک دکھایا ہے مجھ کو

خوش رہے اب بھی نہ کی سہگئے بیدار و نکو  
راحت و رنج ہیں یکساں ترے آزاد و نکو  
فخر ہے وضع پر اسلاف کی اولاد و نکو  
جب وہ ساجد نہ ہے شان مساجد نہ ہی  
متبذل کر دیا کیا جلد زمانہ نے وہ رنگ  
قید ہستی سے چھٹا آپ کی کاکل کا اسیر  
کہہی کرتے نہیں آرایش حسن باطن  
آہ مظلوم کا ڈر ہے نہ انہیں خوف خدا  
آپ کو ساتھ رقیبوں کے مبارک ہو خوشی  
جذب و دل سے عمل حب سے مجرب زاہد  
اب کرے کس سے کوئی دادرسی کی امید  
مونہ پہ باتیں ہیں لگاؤٹ کی دلوں میں بربا  
فکر سے نام بھی جمعیت دل کا نہ رہا  
کیون نہ بچہ ہیں کہتیں استاد خود آراستہ

ہمنے یون کر لیا قابو میں پری زاد و نکو  
کھیل سمجھا کئے ہر طرح کی افتاد و نکو  
دور اندیش نہیں جوڑتے اون جاد و نکو  
معتقد نام کے چوما کرین سجاد و نکو  
جس پہ شاگرد تھے خوش ناز تھا اوتا و نکو  
بیڑیاں کاٹ دین بلواسے حداد و نکو  
ذوق طاہر کے تکلف سے ہر جن ساد و نکو  
رات دن ناز رہے بیداد پہ حبلادون کو  
بزم عشرت میں نہ بلواسے ناشادون کو  
دیکھو یون کرتے ہیں تسخیر پری زاد و نکو  
حکمران جو ہیں وہ سنتے نہیں فریاد و نکو  
شرم آتی نہیں اللہ سے کیا دونکو  
غم نے مہار کیا عیش کی بنیاد و نکو  
متحیر ہیں حسین دیکھ کے ایجا دون کو

کاٹ دو رنج کے آیام اسی طرح حبیب  
جلے تجھوس بہکت ملتے ہیں مسیحا و نکو

آپ ہوں ہم ہوں مے ناب کا چرچا کچھ ہو  
جانگس ہو گئی ہے ہم ورجا کی حالت  
لطف سے ایسی ملاقات میں صاحب کوئی  
یہ دورنگی نہیں واعظ کہی رند و نکو پسند  
عشق میں جان پر کھیلے ہوئے ہم بیٹھی ہیں  
دل کی بازار محبت میں نہ قیمت اوٹھی  
اپنے جانباڑوں کا دیکھا نہ تماشائے  
قلب بیتاب کو تسکین عطا کر مالک  
زور مجبور کا مختار سے چلتا ہے کہیں  
ایک منت نہ سنی میری کہہ کر وہ اٹھے  
نہ بھی دلکی لگی چھٹیوں سے تیری ناصح  
انکھیں حیرت میں ہیں کیون دیکھ کر نیرنگ  
ایک دن موت کا آنا تو ہے برحق یا رب  
قدردان کون ہے ایسا جو حکم بنکے کہ

غیر کوئی نہ ہو پہرہ دیکھتے کیا کیا کچھ ہو  
آج کہنا ہے جو کچھ اونے کہوں گا کچھ ہو  
مدعا میرا ہو کچھ آپ کا منشا کچھ ہو  
کہ زبان پر تو ہو کچھ دل میں منشا کچھ ہو  
اوٹھ سکیگا نہ ترسے ہجر کا صدمہ کچھ ہو  
ہمنے چاہتا کہ اس جنس کا سودا کچھ ہو  
منتظر ب تھے اسی کے کہ اشارا کچھ ہو  
زندگی کے لئے لازم ہے سہارا کچھ ہو  
اپنی کرتا ہے وہ بند و نکا ارادہ کچھ ہو  
اب تو گھر جاتے ہیں ہم حال تہارا کچھ ہو  
ہم بھی گھر پہونکے دیکھینگے تماشاکچھ ہو  
نہیں معلوم زمانے میں ابھی کیا کچھ ہو  
چند ارمان ہیں نکل جائیں وہ ایسا کچھ ہو  
آئے وہ جسکو فن نظم میں دعویٰ کچھ ہو

ہے فقط اوکے تغافل کا گلہ ہو حبیب

صاف کہہ دیجئے آپ اکہین جو بیجا کچھ ہو

ہاں اگر ہو تو کبھی فضل خدا سے کچھ ہو

دل میں وہ در ہے جہاں دوا سے کچھ ہو

کہدیا ہے جو زبان سے وہ بنائیں گے ضرور  
 واور روز جزا کا یہی نہیں ڈر ظالم  
 سختی راہ طلب کا نہیں شکوہ سبکو  
 کو سنے دوا نہیں کیوں ڈرتے ہو تم مینو  
 حسرت اوس کشتہ اندوہ کی مایوسی پر  
 ہے وہ جا خلد ترے زلف کے سودا ایکو  
 دیکھ کر حالت اغیار بھل جائیں یہ  
 اپنے محن کے دل و جان سے زینگو مشکور  
 حشر ہونیکو ہے کہتے ہیں بتا کیا ہو جواب  
 طالب نقد توکل ہوں عطا کر یارب  
 صحبت نیک سے بہرہ نہیں بدگوہر کو  
 مظہر قدرت خالق ہے صفائے عارض  
 اضطراب دل مایوس کا چارہ ہی نہیں

بات رہی اے زمانے میں بلا سے کچھ ہو  
 باز آتا نہیں تو جو روح جفا سے کچھ ہو  
 بالیقین ہو تو اوسے آبلہ پا سے کچھ ہو  
 گر کہی حضرت واعظ کی دعا سے کچھ ہو  
 جبکی کوشش سے نہ کچھ ہو نہ دعا سے کچھ ہو  
 فرق وشت میں جہاں آب و ہوا سے کچھ ہو  
 مس حریفوں کو اگر شرم و حیا سے کچھ ہو  
 بیوفائی تو نہو گی شرفا سے کچھ ہو  
 پرشش حال جو تیرے شہدائے کچھ ہو  
 نہ پہرون میں رہ تسلیم و رضا سے کچھ ہو  
 ہو اگر جوہر قابل تو حلا سے کچھ ہو  
 تم مری جہاں عنایات خدا سے کچھ ہو  
 ہو اگر درد کیجا تو دوا سے کچھ ہو

جان پرمردہ خیالات میں آجائی حبیب  
 نسبت اس نظم کو تب آب بقا سے کچھ ہو

صبح تک نیند نہ آئی کسی عنوان مجھ کو  
 وحشت دل نے دکھایا جو بیابان مجھ کو  
 تمار بستر ہے ہر اک خنجر بران مجھ کو  
 ایسے چلنے سے ہو مرنا کہیں آسان مجھ کو

شب جو یاد آگئی وہ زلف پریشان مجھ کو  
 قیس کا نام مٹا دو گنا وہ دیوانہ ہوں  
 تیغ ابرو کے تصور میں کٹے شب کیونکر  
 اوں سے کہد وہ نہیں تاب غم فرقت باقی

مردم دیدہ بہن مشتاق دکھا دو دیدار  
تیغ قاتل سے لپٹ کر رگ جان فیہ کہا  
کوہ صحرا بین پہا میں ترے غم میں پیار  
بت پرستی نہ چھٹی ہے نہ چھٹے گی ناصح  
یاد میں اوس رخ روشن کی ہوا ہون مجنون  
فرقت یار میں ہاتھونہ جو گل کہا ہے ہین  
بندہ زلف درخ یار ہون زیبا ہے اگر  
کس طرح لایق تشبیہ رخ یار کھسوں  
شیشہ دل سے خون جگر و ساغر چشم  
گوش گل وا ہوئے سننے کو کلام نگین

بام پر چڑھ کے کرو سہرا احسان مجھ کو  
مدتوں سے تھا ترے ملنے کا ارمان مجھ کو  
گہر نظر آنے لگا گوشہ زہدان مجھ کو  
جائے محراب بہن ابرو سے حسینان مجھ کو  
شجر طور سے ہر نخل بیابان مجھ کو  
ملگیا مرتبہ موہنی عسراں مجھ کو  
کوئی ہندو کہے اور کوئی مسلمان مجھ کو  
خال و خط پہلے دکھائے مہ تانہاں مجھ کو  
تیری فرقت میں میسر ہے یہ سامان مجھ کو  
بلبلین چپ ہوئیں دیکھا جو غزلہاں مجھ کو

کر دعا سوسے بجھ ہاتھ اوٹھا کر یہ حبیب

حشر کے روز بچا نا شہ مردان مجھ کو

ملایا خاک میں برق نگاہ یار نے تن کو  
لامت کرنے آیا تھا لگراکت رہا واعظ  
رہ دور و دراز عشق میں پائے سبکدوشی  
یہ بلبیل کہہ رہی ہے جہوم کر فضل بہاری سے  
بلا کچھ اور آئیگی اولٹ دیکھا صدف محشر  
پڑا چکر میں رہ کر پاس اس گزشتہ قسمت کو  
وہ بلبیل ہون مرا جو حسرت فصل بہاری میں

بگو لا بنگیا لیکن نچوڑا اوکے دامن کو  
ہماری خاکساری نے کیا ہموار دشمن کو  
مرا حلق بریدہ کیون دعائیں دی نہ بہن کو  
ترے صدقے بنایا ہے دلہن شاخ نشین کو  
خدا کے واسطے صاحب سمیٹو اپنا دامن کو  
لے جاتے ہیں دیکھو آسیا گر نکلت فن کو  
نہ گاڑو پہیکہ و شہ کا نٹون میں مری تن کو



ہین جگر سے ہر قدم پر کیسے طو ہو وادی تھی  
لیا بوسہ لب عاشق نے بڑھ کر تیغ قاتل کا  
فروغ صاحب جو ہر کو حاجت کیا اعانت کی

او لچنے کا ابھی کانٹوں میں ہوا رمان و امن کو  
حیا سے کٹ گئی خود آئی ایسی شرم گردن کو  
ہوئی پروائے روغن کب چراغ روئی روشن کو

حبیب خوش بیان ہی یادگار حضرت ناسخ  
خدا بخشے جناب عشق سے یکساں ہوا اس فن کو

ہرگز سے وادی تحقیق میں دیکھو اونکے جاوونکو  
کسی سنبہ بھی جوان ہوتے نہ طفل اشک کو دکھا  
علامت ابتذال نفس کی ہے ہر ادا انکی  
ہو میں محرومیان اکثر محرم عرق غیرت کی  
میشوع حکمت و تہذیب گر چاہے تو ممکن ہی  
بدلتا ہے زمانہ کی طرح رنگ اہل دنیا کا  
رہین شائستہ اعمال سے تقدیر کی خوبی  
وہ کیون اعزاز کہوتے ہین لباس زہد و تقویٰ کا  
رفاہ عام کی فکر میں ہر اک سے بو نہیں سکتین  
جو عاقل ہین وہ حل کرتے ہین آسانی و مشکل

شرف سے رہنمائی کا سوار و تکی پیادوں کو  
ملاکب لطف ہستی پنج و غم کے خانہ زادوں کو  
وہ خود کامی تہا تنگ اپنا سے جیسے فخر سادوں کو  
کیا نانا کامیوں نے مستقل میری ارادوں کو  
مٹا سکتا نہیں انسان طینت کے فنا دوں کو  
سبق دیتے ہین یہ شاگرد اپنے اوتادوں کو  
لے ہین گود میں مایوسیان میری مرادوں کو  
تخالف سے رہ ہموار سے جن کج نہادوں کو  
جہاد نفس پر ہی ہے فضیلت ملان جہادوں کو  
کمانین باندہ سے ہین کہیں چکر برہون کیا دوں کو

حبیب مبتلا خور سے الطاف احبا کا  
ترقی دے ہمیشہ اسے خدا ان اتحادوں کو

دل جگر اسے جانان اہل وفا کے دیکھو  
عبان وید ونگا اگر غیروں سے آنکھیں چلکین

جتنا جی چاہے انہیں ہر دم تاکے دیکھو  
میری غیرت بھی اوہیں صورت دکھا کر دیکھو

اب نہیں طاقت ہے اوٹھنی کی زمین میں نشک  
 تم جگاؤ گے تو چونک اوٹھو گنا خواب مرگ سر  
 گو بگر کر کچھ نہیں سنتے وہ پر کہتا ہر دل  
 تیج ابرو کے اشارے کہہ رہے ہیں دمدم  
 دل ہے افسردہ نخل آئینگے آنسو دوستو  
 پنج و حیرت اونکے اوٹھ جانے سے دہانگیر ہو  
 کچھ نہ کچھ حسرت نخل جاے دل چاک کی

پہر نہ ہاتھ آؤنگا نظرون سے گرا کے دیکھو  
 مین اگر مر جاؤں تو شانہ ہلا کے دیکھو  
 پہر قدم پر رکھ کے سر آنسو بہا کے دیکھو  
 جان نثار و کاٹ شمشیر قضا کے دیکھو  
 اب نہ آئیگی ہنسی تم گدا کے دیکھو  
 رکھو آنکھوں میں آنسو ڈٹیا کے دیکھو  
 چلتے چلتے اک نظر گر مسکرا کے دیکھو

ای حبیب خستہ جان ہو در و فرقت لا علاج  
 کچھ نہ ہو گا کبہر یا آنسو بہا کے دیکھو

سیج کہو چاہنے والو نکو گلا ہو کہ نہو  
 دل ٹھہر تا نہیں طے راہ و فنا ہو کہ نہو  
 اب نہیں ہے کوئی حد عشق میں رسوائی کی  
 آپ نے کون سی بیداد اوٹھا رکھی ہے  
 دل تو دل جان بھی الفصیح نہیں تم کو عزیز  
 مارنا دل کا ہے مر جانے سے عاشق کو مراد  
 دیکھہ لینا جو لگایا ہے دل ای غنچہ دہن  
 طبع رنگین ہے مری جوٹی بناوٹ سے نفور  
 پختہ ہو جاے گایہ رنگ سیہ کاری کا  
 تھا کبھی چاہنے والوں میں ہمارا بھی شمار

وعدہ کر لیتے ہو تم سب وفا ہو کہ نہو  
 تم پہ ہم مرتے ہیں دزات و قضا ہو کہ نہو  
 حال و حقیقت کا مری تم نے سنا ہو کہ نہو  
 اسکا کیا ذکر ہے عاشق کو گلا ہو کہ نہو  
 اب لکھو دیتے ہیں لو پہلے کہا ہو کہ نہو  
 چھوڑ دنیا کو محبت میں قفسا ہو کہ نہو  
 اپنی کر جائیگے ہم تجھ سے وفا ہو کہ نہو  
 راستی چاہیے باتوں میں مزا ہو کہ نہو  
 وسمہ پیری میں ہے بیود حنا ہو کہ نہو  
 دن بہت گزیرے تمہیں یاد رہا ہو کہ نہو

فائدہ آنے سے جب وقت عیادت نہ ہو  
نام رہ جاتا ہے آفاق مین ہر کامل کا  
اپنی ہستی کو ستاد و نگا تری افس مین  
بچھری سنگ دلی اونکی مرے ضبط سے بھی

فوت ہے اصل غرض رسم ادا ہو کہ ہنو  
اور کچھ اوسکا نشان بعد فنا ہو کہ ہنو  
سر سے اونچا مرے سیلاب فنا ہو کہ ہنو  
ہو گیا شیشہ دل چور صدا ہو کہ ہنو

گر کسی نے کہا دنیا مین نہیں آج حبیب  
منس کے فرمایا مین کام ہے کیا ہو کہ ہنو

درد دل تجسے لہون یہ ہے زبان کی آرزو  
خاک مین لمباؤن لکدن عمر گیر گردش لہون  
ملکئی دستار واعظ آج حسن اتفاق  
جد و کد بالیدہ ہو کر خوب کی ایچہ رنج پیر  
فصل گل مین فوت ہے ان نام آدون کی شوکر  
حرف رکھا عاقلون نے ہو گئے بے اعتبار  
ناخن و حشف رضاے سینہ کاوی دی تجھو  
کب گمان تھا ہجر سے انجام اوس آغاز کا  
ہو یقین کیونکر نہیں جب کوشش کس کمال  
فرش ہو جانقش پاکی طحج راہ عجز مین

تجھو دیکھو ہن ایہ چشم خون فشان کی آرزو  
یہ زمین کی آرزو وہ آسمان کی آرزو  
ایک مدت سے تھی یہ پیر مٹان کی آرزو  
پر نہ نکلی کچھ مرے عزم جوان کی آرزو  
کیون ہوئی قید عنادل باغبان کی آرزو  
گر گئی بھوک سبک رطل گران کی آرزو  
یہ زبان کیون بر نہ لائے میہمان کی آرزو  
تمسے ملنے کی عبث اے جانجان کی آرزو  
شاعری ہے آجکل ہر باد خوان کی آرزو  
تا قیامت ہے اگر نام و نشان کی آرزو

بجیل کر خفت اوٹھا جو تیری صحبت سے حبیب  
کیا کرے گا وہ سخن مین امتحان کی آرزو

رنگ عیسیٰ پر ایک نظر دیکھو

دبدم شور ہے جد ہر دیکھو

دوہی باتین ہین اسے قمر دیکھو  
سیر ہو چاندنی مین تارون کی  
وقت ہر کون گہر کے جانیکا  
دور سے زلف کا زمانہ مین  
ہین کفن مین بھی نیم باز آنکھیں  
فیض پایا ہے کس نے اونی سہی  
لے کے دل کی نہ تم نے دل داری  
ذکرِ فرقت سے دل دہر کتا ہے  
چشمِ اضماف چاہیے صاحب  
وصل کی شب ہے باتون باتون مین  
وصف اون کا وہاں جہان پہنو  
لب پہ ہے جان منتظر بولو

فوج کر ڈالو یا ادھر دیکھو  
چمکے افشان جبین پر دیکھو  
رات اسی ہے دوپہر دیکھو  
آفت تازہ ہے جد ہر دیکھو  
شوق دیدار نامہ بر دیکھو  
نہ جھکے نخل بے ثمر دیکھو  
بنگنی سیری جان پر دیکھو  
میر اسینہ تو اسے قمر دیکھو  
ہم تمہیں دیکھیں تم اوہر دیکھو  
ہو نہ جائے کہیں سحر دیکھو  
اونکا شہرہ اوہر جد ہر دیکھو  
بند ہوتی ہے چشم تر دیکھو

ابھی وسعت ہے اس زمین مین حلیب

اور کچھ دیر فک کر دیکھو

لالہ زار اب نہ اسے قمر دیکھو  
چاک پہلو ہے تاکر دیکھو  
دل کی قیمت ہے ایک نظر دیکھو  
کیون نہ ترپون رہون نکیون بیتاب  
شب فرقت مین خون رو یا ہون

آؤ زخیم دل و جگر دیکھو  
زور بیتاب ہے جگر دیکھو  
چشمِ اضماف سے گر دیکھو  
سیکڑون داغ اک جگر دیکھو  
استین ہے لہو سے تر دیکھو

سوز تن کا بیان بہان پہ سنو  
 جسم آجائے چھوڑو و بیداد  
 طوطے ہاتھوں کے یہ اوڑاتا ہے  
 طرفہ ہر انقلاب لیل و نہار  
 استخوان لین اگر وہ الفت کا  
 حق بجانب ہے لاکھ عاشق بہن  
 بل کی نیکی کمال نازک ہے  
 رنج و ایذا ملال و محرومی

درد دل کا گلہ جہر دیکھو  
 میری حالت کو تم اگر دیکھو  
 شوخی مرغ نامہ ہر دیکھو  
 عیب سب ہو گئے ہنر دیکھو  
 پھر ہمارا دل وجہ گردیکھو  
 تم اکیلے کدھر کدھر دیکھو  
 اگنی زلف تا کر دیکھو  
 غل الفت کے بہن نثر دیکھو

چھوڑ دو اے حبیب عشق تباں  
 جان و ایمان کا ہے ضرر دیکھو

شرمائے گی گند کی سیاہی خضاب کو  
 فرقت کی رات روز قیامت سے کم نہیں  
 ہونٹوں پہ جان مردم مشتاق دید ہے  
 ہو کیون نہ آتش غم عسرت سے دل کباب  
 رندی ہی حیر سے زہر یابی خوب ہے  
 لکھا ہے اشتیاق بھی آنے کا قصد بھی  
 دنیا کے اکل و شرب میں ایشیج پارسا  
 وہ کیا گئے کہ دولت آرام لسط گئی  
 سچ یوں ہوا ہے جلیب وہ ہل پسند ہیں

چندے رہا قیام جو عہد شباب کو  
 اشد ٹال سرت سے میرے اس عذاب کو  
 الٹو خدا کے واسطے رخ سے نقاب کو  
 ہم موسم بہار میں تر سین شراب کو  
 واعظانہ چھیڑ بحث عذاب و ثواب کو  
 آنکھوں سے کیوں لگاؤں رنخ کی جواب کو  
 رہنے کیا پسند شراب و کباب کو  
 آنکھیں سیاہ پوش بہن روتی بہن خواب کو  
 حق سے جدا سمجھتے بہن جو بوترا ب کو



جان دین کسطح جب خونہاں جان کوئی نہو  
 رخصت اسے اہل وطن تخفیف رحمت چاہیئے  
 بے نشان نامہ و پیغام کی ہو سدا راہ  
 گریہ خندہ نہا کیوں ہونماک پاش جگر  
 مبتلا گر ہوں مرض میں موت کے خونہاں ہرین  
 کر دین بد لین نہو پہلو میں کوئی وقت نزاع

ق

دشمن جان چاہیئے گر مہربان کوئی نہو  
 جائینگے اب روشناس پنا جان کوئی نہو  
 نیک بدین سنگی پھر یوں بدگمان کوئی نہو  
 ہر طرف مستفسر راز مہربان کوئی نہو  
 چارہ گر کوئی نہو راحت رسان کوئی نہو  
 غیر آواز نفس نوحہ خوان کوئی نہو

اپنی آفت سر پہ اپنی ہی گذر نیا و حبیب  
 بچ کیسا بس ہو یہ گر شادمان کوئی نہو

بہارا آئی بہرین سے اب گینوں کو  
 بہین تو ہجر کا ہر ایک دن سے ایک برس  
 خفا ہو کے تھے تو منہ پر بھی پہیر دینا تھا  
 شب فراق میں طوفان اشک روک لیا  
 ثبات جامہ ہستی کا گر گمان ہوتا  
 چلے بہان سے تہی دست موہنے چہ پائی ہوئے  
 لپیٹے ساعد بازو پہ مار پہو لون کے  
 بتوں سے جب ہوئے بطن ہمو خدا کی طرف  
 زمین شعر میں ملتے ہیں ہمو یوں مضمون  
 اڑے ہیں یار ابھی فسخ عہد و پیمان پر  
 فلک پہ ہے مدد علم سے خیال اپنا

پلا پلا کے لگائیں گلے حسینوں کو  
 وہ اپنے دل میں سمجھتے ہیں پل نہیونکو  
 چڑھ کے رہ گئے کیوں آپ استیونکو  
 زکھوں آنکھوں پہ کیوں کر میری ستیونکو  
 تو چاک رکھتے نہ احباب ستیونکو  
 کفن میں اتھہ ہیں محتاج استیونکو  
 پنا نہیں ہے مرجان استیونکو  
 ہمیشہ سجدہ کی عادت ہے ان حبیبونکو  
 کھاتا ہے کوئی جو طرح و فیون کو  
 کہاں کیا ہے کدورت سر صاف ستیونکو  
 عروج پایا ہے ملے کر کے ساری زمینونکو

نہ کیسے چار حد خلق میں رہے مٹھون

ستائے گر کوئی ہم زاویہ نشینوں کو

کسی سے ہو نہ توار و خیال بٹتا ہے

حبیب چوڑو و روزی ہوئی زمینوں کو

جان جانے کا مجتہدین اگر ڈرے تو ہو  
یاں قلم و بین رہیگی تا ابد اقلیم ظلم  
ہے مخالف راستی کے سہرہر جبکا کلام  
شخص بے جوہر سمجھ لو پیکر بے حسن کو  
میں ہی کچھ پوچھوں گا دعا غلطی عشق میں  
جس سے میں الفت میں کوئی نہیں سمجھتا  
خاک میں وہ بھی ملے جنگار ہا چند سے عروج  
چاہی افزائش دولت سے پہلے یہ دعا  
جاہ و منصب سے کمال علم و فن بڑھائیں  
دیکھا دل میں جبکہ تیری نگاہ ناز کو

آگیا دل اوس پر پوش پر شکر ہے تو ہو  
اپنے ملک و مال پر نازان تو نگر ہے تو ہو  
صاف کہدون میں نہیں قائل سخنور ہی تو ہو  
کیا تکلف سر سے پاتک غرق زیور ہی تو ہو  
رہنما میرا جو اس کو چہ کار میر ہے تو ہو  
بے سبب ناراض مجھ سے وہ شکر ہے تو ہو  
اے فلک تجھے ڈرین کیون کینہ پرور ہی تو ہو  
یا آہی گریہ میرے حق میں بہتر ہے تو ہو  
بے ہنر خوبی طالع میں سکندر ہے تو ہو  
ہر مژدہ بہر گ جان نوگ نشتر ہے تو ہو

حافظ مطلق تراغبت میں ہم ہی حبیب

در پئے آزار بدخواہ شکر ہے تو ہو

جاوہ فرما ہو جو وہ مہر منور شبکو  
خود ہی بدنام ہوا گھر مرے آکر شبکو  
کچھ تصور جو ترے قشقہ صندل کار کا  
پشکے افشان نہ لب بام جو آکر بیٹھے

غیرت صبح حلب ہو ماسب گھر شبکو  
مجبور سو کیا بلوا کے شکر شبکو  
دوسر میں ہوئی تنہا نہ دم بھر شبکو  
بنگئے دیدہ حیرت مر وخت شبکو

ورنہ تشریف وہ لاتے تھے برابر شب کو  
اپنے جلوہ سے وہ دن کرتے ہیں اگر شب کو  
کوئی بینا کبھی دن کرتا ہے باور شب کو  
در کے روزن دہن افی واژد شب کو  
چوٹے تھے یاہرے پہلو میں کو تر شب کو  
کیون نہ بچھے سحر عید سے بہتر شب کو  
کر گیا طے رہ ظلمات سکندر شب کو  
فضل سے اپنے سحر کرتا ہے جو ہر شب کو  
کل میسر تھا جنہیں پہلوں کا بستر شب کو  
ہتا سوا گل سے دماغ اپنا معطر شب کو

کیا سب دیر کا ہے آج خدا خیر کرے  
ویدنی ہے میرے قسمت کے تار کی چمک  
ظلمت چیل ہو کیا شعلہ مصباح علوم  
ہول اوٹھتی ہے جو دل میں تو نظر آتے ہیں  
آپ کی یاد میں بیتاب تھا قلب مایوس  
بر میں عاشق کے اگر شاہد مقصود رہے  
زلف کا وصف لکھا دہن رسا نے تا صبح  
کاٹنے والا ہے ایدل وہی اوبار کی رات  
اک گل شمع کو محتاج ہے آج اون کی لمحہ  
رہے گلچین بہار چن نظم جلیب

## رویت ہائے ہوز

ہرگز وہ ہو گا تری ہٹو کر سے زیادہ  
ہر نوک مزہ تیز ہے نشتر سے زیادہ  
ہنگامہ ہے یان عرصہ محشر سے زیادہ  
بڑا جاسے نہ یہ زلف معنبر سے زیادہ  
شیشہ سے سوا یہ ہے وہ پتھر سے زیادہ  
میتا نہیں انسان کو مقدمہ سے زیادہ  
قیمت میں ہر اک ناشک ہے گوہر سے زیادہ

ڈرتے نہیں ہم فتنہ محشر سے زیادہ  
ابرو میں ترے کاٹے خنجر سے زیادہ  
اب کثرت سودا ہے مرے سر سے زیادہ  
دکھلارنج پر نور شب پھر میں آکر  
اک لاگ ہے عالم مرے دوسرے دلو  
ہر دم طلب رزق میں بے سود ہو کوشش  
دل تیرے مزے لیتا ہوں گرمی الفت

<p>رحمت پر تری ناز ہے ہو جائے گا مجھ کو  صیاد طلبہ است محبت میں پہننے گا  تم دیکھ لو سیاب کو بھی آگ پر رکھ کے  کیا خوب گذرتی ہے کرم سے تری ساقی  رہو اسے نہ کیوں خون غم ابرو و مژگان</p>	<p>آغوش لحد امن ماور سے زیادہ  تڑپ کا خط شوق کہو تر سے زیادہ  بیتاب نہ ہو گا دل مضطر سے زیادہ  میں خانہ ہے والدہ مجھے گھر سے زیادہ  ہر پہاںس رگ جان میں ہر نشتر سے زیادہ</p>
--	--

غربت میں نہ پہلنا جو حبیب جگر افکار  
ہوئی اسے الفت نہ کبھی گھر سے زیادہ

<p>شب فرقت میں ایدل کر فغان آہستہ آہستہ  شروع عالم پیری سے اتمام جوانی سے  گمان ہے تختہ سنبل کا جیبا میرے مرقد پر  کلیجہ جلگیا اور پیک چکا دل آتش غم سے  نہ خون اوڑا اوڑ کے آلودہ کرے دامان قاتل کو  خفا ہوتے ہو کیوں رہنے دو اسکو اپنی کوچن  دعا کی ہے تو ظاہر ہوگی تاثیر اجابت بھی  محل صبر و تحمل کا ہے یہ مضطر نہوا یدل  ٹھہرنے دو طبیعت ہے بڑی روداد فرقت کی  کہان ہین دل میں در دواغ جذب عشق ای پیری</p>	<p>نہو راز محبت تا عیان آہستہ آہستہ  حنیفی اپنی ہوتی ہے جوان آہستہ آہستہ  جگر جلتا ہے اوٹھتا ہے دیوان آہستہ آہستہ  بس ب سلگینگے اپنی بڑیاں آہستہ آہستہ  تڑپا سے مرغ روح نیجان آہستہ آہستہ  کرا ہے گاتھارا نیجان آہستہ آہستہ  پہلنا ہے سفر سے کاروان آہستہ آہستہ  وہ لیتے ہیں ہمارا امتحان آہستہ آہستہ  سنا دینگے یہ ساری داستان آہستہ آہستہ  اکمین سب کر گئے خالی مکان آہستہ آہستہ</p>
--	--

حبیب اتنا ہی تو مضطر نہو فکر علایق سے  
کر گیا مطمئن روزی رسان آہستہ آہستہ

ہوئے کیون ساسنے منظور نہا جس اگر پردہ  
خدا کی شان ویکو سات پردون میں ہو بینائی  
نہان وہ دلا کی پڑین ہو نور آنکھوں کے پردہ میں  
بہے شرم گنہ سے اشک رحمت جوش میں آئی  
مری حالت بیان کرنا موجب کوئی پاس انکو  
یہ ہے راز نیاز عشق کوئی غیہ کیا جانے  
جہاں کر زشتہ زیبا سے ایمان ہون تاری  
ہوئے ہم عرض حاجت ہو سب کی نگاہوں میں  
جو صند دربان کہہ رہے تھے تو اسکو میری سایہ سی  
خدا کی یاد اور عشق مستم کیون کر رہی دل میں

یہ چہ پنا قہر سے صاحب تم کرتے ہو در پردہ  
خلاف وضع سے عصمت کا گرہاڑ و نظر پردہ  
نظر کیا آئے مروت کو اوہر پردہ اوہر پردہ  
خطا کارون کا تو نے رکھ لیا اچشم تر پردہ  
ہو واجب راز دان ہی تجھ سے کیا اسے نامہ بردہ  
سمجھ لیتے ہیں ہم سب کچھ وہ کھ جاتی ہیں در پردہ  
حجاب لامکان ہے حکمت بالغ کا ہر پردہ  
ہوس نے جو امر غیرت کا پہاڑ اتا کر پردہ  
ہر سدا راہ او سکا بنکے خبر و سنگ در پردہ  
نبھے اس ایک گہر میں کس طرح آٹھون ہر پردہ

حبیب بادہ کش چہپ کے یا کر گر نہیں چلتی

نہ اسے ڈر ذرا کھ شرع کا اسے بچہ پردہ

آج چہاں ہو گیا ساقی دریا دل کے ساتھ  
صاف کیا ہونفس سرکش ماہو دشمن دلوں کے ساتھ  
کچ او ای اک ذرا کی تو نے جس بس کے ساتھ  
میں ملا کیا اونکو گویا داو و حشت مل گئی  
شمع خود پہلے جلی بعد اوسکے پروانہ چلا  
گر نہیں دیتے ہو بوسہ بات تو سپید ہی کرو  
روح پرور ہو گئے غلاب لب سب ذوق

اگل اگر چاہا خدا نے پھر پین کے ملو ساتھ  
میں طلا ہوتا نہیں جب تک ہو غافل کو ساتھ  
جان دی اوس نیجان زبا سے کس شکل کو ساتھ  
آہوان دشت سب رہنے لگے بلبل کو ساتھ  
لاگ ہے زحار جانان کو یہ کیو د کے ساتھ  
جانجان زیبا نہیں کچ بھٹیاں سپاہ کو ساتھ  
اب ترے ہمار کو ق ہو گئی تہی مل کر ساتھ



<p>ہو گئی خود خوشہ چین خرمن سوز و گداز لوٹے انگاروں پر وہ برسوں یہ دم بہر خاک پستی جلدی کیوں شب فرقت میں اسی ہوش خود کنے دیکھا آج تک اوس رشک لیلی کا جمال سے پرستی ہے مری واعظا دل سیرن ہنودی گردش چرخ سنگیر سے نہیں اک جا قرار ہو گیا پڑمردہ دل رخصت ہوا جیسے شباب زخم دامنہ بین رخت شہادت جسم پر</p>	<p>برق پہر چشمک کر گئی تو مری حاصل کیا تھ کیا کسی مذہب کو نسبت ترے بسل کر ساتھ ٹھہر چلتی ہیں عدم کو آج ہم تم مل کے ساتھ ہوش اوڑ جاتے ہیں سب کی پردہ محفل کیا تھ کر لے بحث حرمت و حلت کسی عاقل کیا تھ مثل مجنون پہرتے ہیں اس نیکون محفل کیا تھ حوصلے سب چل بسا اوس عہد مستعجب کیا تھ روز محشر اوٹھ کھڑا ہو نکایو ہیں قاتل کیا تھ</p>
--	---

میکدیمین دعوت اسلام کرتا ہے حبیب  
ہوتے ہیں ہندو مسلمان پی کی اس غافل کیا تھ

<p>نہ کرتا میں واعظا سے لیت زیادہ نہ کی میری حاجت روائی تون نے غنی ہے وہی میر و سلطان سی پڑہ کر ستیا بہت ہکونا کامیون نے لگے ہاتھ ناہل کو لاکھ دولت تہ خاک سوتے ہیں محفل میں جسکی او نہیں خون رولانا ہے اکثر زمانہ جو کچھ ہو پلا دے حریفہ نکو ساقی نہیں وضع کا پاس رہتا ہے اکثر</p>	<p>اوجہ ہے اگر آج حضرت زیادہ خدا سے بھی کی انکی طاعت زیادہ طمع سے ہے جسکی قناعت زیادہ مگر ہوتی جاتی ہے ہمت زیادہ جہان میں ہے کامل کی وقعت زیادہ سدا شور تھا عمر و دولت زیادہ جو ہیں خوگر عیش و عشرت زیادہ نہیں ہے مجھے مہ کی عادت زیادہ پڑے گر کسی پر مصیبت زیادہ</p>
---	---

کے ہم تو وہ بزم سے اوشٹہ رہو تھے  
مثل سے طبع کے ہیں سب حرف خالی  
خدا پر ہنوتے جوشا کر تو کرتے

نہیں آئی باتون کی نوبت زیادہ  
قناعت سے ہوتی ہے عزت زیادہ  
فلک تیری ہم بھی شکایت زیادہ

اوشٹا شہر سے دل حبیب حزمین کا  
ہو ادفتا جوش وحشت زیادہ

لیا دل اگر کی عنایت زیادہ  
ہر اک دن ہے جانکاہ فرقت زیادہ  
پلا دے یہی ہے جو موجود ساقی  
حسینو نکا جو ہر ہے جب بے نیازی  
مرا دل بنا مقتدا ہو گئی جب  
جگایا فرشتوں نے خواب لحد سو  
خیالات ہوں پاک اوصاف بندش  
دل نا تو ان میرا یہ کہکے بیٹھا  
ذرا دیکھئے لیکے تصویر پور من  
جنہیں ناز ہے اونکی الفت یہ دیکھیں  
کہوں اون سے کیا مدعا اپنے دل کا  
مخاطب نہیں رنذوا غلط سے کہدو  
ہو اخاتمہ اپنا اسے نا امید می  
وہ کہتے ہیں دیدیجئے بے تکلف

نہ کہیئے عبث مجھ پر منعت زیادہ  
جدارہ کے ہوتی ہے الفت زیادہ  
نہیں کچھ تکلف کی حاجت زیادہ  
کرین کیون وہ ایدل مردست زیادہ  
ہو او ہو س کی جماعت زیادہ  
ہم اس گہرین سمجھے تھے راحت زیادہ  
تو ہو گئی سخن میں لطافت زیادہ  
جہان میں ادٹھائی اذیت زیادہ  
نہ تھے آپ سے خوبصورت زیادہ  
کہی ہم پہ بھی تھی عنایت زیادہ  
نہیں جن سے صاحب سلامت زیادہ  
اوشٹا قے ہیں کیون آپ رحمت زیادہ  
مناسب نہیں اب رفاقت زیادہ  
اگر دے کوئی دلکی قیمت زیادہ

حلیب سیت نے کی نہ توبہ

ہوئی ضد کا باعث نصیحت زیادہ

دیکھئے چمکی سے کیا تقدیر پشت آئینہ  
مہر کے پنجہ میں ہے زنجیر پشت آئینہ  
پشت بردوار ہے تصویر پشت آئینہ  
بڑگئی سے آجکل تنویر پشت آئینہ  
ہوتی ہے حیرت سے دان جاگیر پشت آئینہ  
کیون نہ پہر طوطی ہو دامگیر پشت آئینہ  
آج ثابت ہو گئی تاثیر پشت آئینہ  
چھپ نہیں سکتی کبھی تحریر پشت آئینہ  
دیکھو آئینہ میں زنجیر پشت آئینہ  
دل کے ٹکڑے کر گئی ششیر پشت آئینہ  
کوئی بھی کرتا نہیں توقیر پشت آئینہ

عکس روئے یار سے تصویر پشت آئینہ  
کنگاہی کرتا ہے حنائی ہاتھ سے دھندلہ رو  
تم سے آنکھیں چار ہوتے ہی ڈگریائے ثبات  
سامنے اونکے رخ روشن کر ہے شل نقاب  
تاب نظارہ ہو کسکو جب صباحت صبح کی  
چہیکے جب سن لڑتیری تقریر او شیریں بیان  
اٹٹا آئینہ دیکھاتے ہی وہ پہر آئے اوہر  
صاف ہن سینے نہ پوچھو عاشقوں کو دکھا حال  
عکس زلف یار ہر خسار روشن ہو عیان  
عشق ابرو ہو گیا تصویر جانان دیکھ کر  
سجڑ منہ دیکو کی ہن ساری یہ ظاہر دریاں

آج وہ آغوش میں منہ پہرے بیٹھ رہیں حلیب

بنگلے ہن غم سے ہم تصویر پشت آئینہ

ہے وقت مدد اے شہ والاے مدینہ  
کس طرح سے آنکھوں نہیں نہ ہو جائے مدینہ  
سو جان سے فدا ہے چمن آراے مدینہ  
سر میں ہے ازل سے مرے سوداگر مدینہ

دل میں ہے سواحد سے تنائے مدینہ  
اوس خاک سے روشن ہو نگاہ ملک و حور  
گلزار جان و ان کی ہوا سے ہو معطر  
تسکین نہیں اسے حجر اسود کعبہ

ہوں بہت مصیبت میں گرفتِ اختر ہو  
چھپ جاتی ہیں دانِ سارے گنہگاروں کی عصیان  
ہر دم ہے ہمیں شوقِ طوافِ لحدِ پاک  
مر جاؤں تمنا کے زیارت میں تو لکھنا  
دل یاد محمد میں جو بیتا سب ہو میرا  
کب دفن ہے دانِ احمدِ رسلِ شاہنشاہ  
پوچھیں جو ملک کونسی جاسے تجھ مرغوب

اے زریبِ وہ شد مولا کے مدینہ  
ستار کا دامن ہے کہ صحرائے مدینہ  
کیا دور ہے اللہ جو د کہلائے مدینہ  
تربت پہ میری عاشقِ شیدا سے مدینہ  
کے طرح سرائی گھون میں نہ پہر جائی مدینہ  
کیونکر کہوں فردوس کو ہمتا سے مدینہ  
بیاختہ لب پر مرے آجائے مدینہ

جب غلامین پہونچو گا حبیبِ سخن آرا

اے کی صدا دل سے یہی ہے مدینہ

جو پڑا رہتا ہے کوچہ میں نظر آئے نہ وہ  
دل مایوس کا کیا حال بتاؤں جسم  
گہر میں دم گھٹتا ہے بڑیا کر میرا لیکن  
وہی فرسودہ خیالات ہیں واعظ کے ہنوز  
کیا کہوں فوت ہے اس خوف میں وعید کی  
آپ کر جاتے ہیں گہراو کے بلانا کیسا  
عشق کا جسکے تغافل سے ہو وحشتِ انجام  
بے نیازی کی کوئی حد بھی ہے اللہ عز و  
آج گو شاد ہے ظالم نہیں ممکن یہ مگر  
جسکی اُمید پہر حال میں شا کر ہے حبیب

شکل اپنی جو کبھی پردے سے دکھلاؤ نہ وہ  
جاؤں میں دور سے اور پاس بھی بلوائی نہ وہ  
کہیں جاؤں تو یہ کہہ لگا ہے کہ آجائے نہ وہ  
خود ہی کیا سمجھا ہے اکدن مجھ سمجھاؤ نہ وہ  
حسبِ عادت کہیں پر کہہ کے مکر جائے نہ وہ  
یہ غنیمت ہے کہ مغفل سے مخلوائی نہ وہ  
کیون سر اپنا تیری چو کہت ہی سر ٹکرائی نہ وہ  
آگئی جان لبوں پر میری پر آئے نہ وہ  
ایک دن پہنیں کو مکافات میں چھتائی نہ وہ  
کون پوچھے نظر مہر جو فرمائے نہ وہ

## روینیاے ثناہ تختانی

مری خوشی دل حاسد یہ ایسی شاق ہوئی زبان کی کام نہ آئی کبھی حلاوت صہر ہر ایک سرین بتوں کی جمال کی شہرت رہے زمانہ سے مجبور صاحب جو ہر نہیں ہے لطفت سے تاب ہجراتی میں رفاہ قوم کا باعث تھے مشترک اغراض خلافت شرع پیغمبر ہاری طرز عمل امید جنسے تھی جدم وہ سر پرست اوٹھے بلا میں ہنس کے نکلتا ہے صاف کم کوئی عروس دہر خلافت فریب تھی چرند	کہ چشم بد کی سیاہی شب فراق ہوئی غذا سے غم سب تلخی مذاق ہوئی ہو اے عشق بنی برق اشتیاق ہوئی ہنر کو سختی اہل دول ساق ہوئی بڑا جو کیف عیان حالت مراق ہوئی بلا کے خود غرضی مورث نفاق ہوئی عدو سے دبدبہ و شان و طمطراق ہوئی تمام طاقت دل ایک بار طاق ہوئی رخ قمر میں کلفت ظلمت محاق ہوئی حضور نفس بنی لایق طلاق ہوئی
---	---

حبیب ہو گئے پیری میں جب توئی کمزور

سپاہ آرمی بیماز و بے مراق ہوئی

ہزاروں صورتیں پیدا میں اک آشفیتہ حالی ثبوت ذات واجب کب ہو شبیہ خیالی بدتر کرتے ہیں ہمارا عالی ظرف کو اکثر ہمیشہ راستی جنگی ہے باعث مہر فراری کا چہپانے سے چہچہ کیونکر مسرت کامیابی کی	نئی دنیا بی ہر دل میں اشکال خیالی سے طلسم دہم جب ٹوٹا تو نقش ہمیشالی سے سنی کیفیت صہبانہ کچھ میناے خالی سے اونہیں کیا غم کمر جبک جائے گیرانہ سالی سے بد لگتا ہے اضمحلال چہرے کی بجالی سے
---	--



اسی تن کی بقا تک حصے لذات عالم کا  
سبب ہوگی متانت حسن انجام محبت کا  
چھپایا تھا زمین نے سینہ پر داغ عاشق کا  
خواص اکیر کر رکھتی ہے طینت خاکساروں کی  
گلوں کے لب نہوتے آشنا خندہ سجا  
کمان مالِ غنیمت اور کمانِ سدا یہ ذاتی  
پڑے تنے نقشِ پابنکے نہ سنگ راہ تھی ظالم

دو بار اکون آیا خلق میں جسم مثالی سے  
حسین با وضع کب ملتے ہیں زندلا ابالی سے  
گمے گل چنکے نکلا عکس جب تربت کی جالی سے  
سمجھتے ہیں یہ جامِ حجم کو کم جامِ سفالی سے  
جو آتی کچھ بھی شرم انکو خزان کی گوشالی سے  
ہمیشہ شاخ گل ممتاز ہے گلچین کی ڈالی سے  
تجھے کیا مل گیا آخر ہر چہاری پایالی سے

یہی اردو میں دکھاتا ہے رنگِ صائبِ حافظ  
حبیبِ بخش بیان کی قدر پوچھ کوئی حالی سے

وفا کے جسمین سو پہلو ہوں کی اُس نے جفا ایسی  
ہجومِ ناامیدی میں اُمیدیں ہو گئیں پیارا  
جوابِ صاف شکر پہ کون کچھ غیر ممکن ہے  
جوانی اور شبِ فرقت کی بیابانی نہ ہو لے گی  
ملا اب تک ہمیں گاہک نہ کوئی جنسِ معنی کا  
اسے پنہ ہوئی دیکھا ہے اکثر پہنے زاہد کو  
ہمیشہ بہوتے رہتے ہیں وہ روزِ آئینوں کو  
شمر ہے انکی ہر بے اعتنائی میری الفت کا  
نہیں واقف وہ دلدار می سے ہم دل دیکر بیٹھیں  
ہیں ارمان آتی جاتے رات دن ہر کشمکشِ دلمیں

مری اس نارسانی پر ہی ہے قسمتِ رسا ایسی  
خدا کے فضل سے پیش آئیں شکیلین بارہا ایسی  
کسی سے آج تک میں نے نہیں کی التجا ایسی  
کرے پہر دل کی حالت نہیں کوئی بلا ایسی  
رسا گو ہے طبیعت پر ہر قسمتِ نارسا ایسی  
بہلا لایا کمان سے محترم ساقیِ عجب ایسی  
نہیں دیکھی طبیعت آج تک دیرِ فنا ایسی  
عموماً ملنے چلنے میں نہیں ہرگز ادا ایسی  
ہے اونکی ابتدا ایسی ہماری انتہا ایسی  
زمانہ میں نہیں دیکھی کوئی مہمانِ ادا ایسی

مرین یا جانبری ہو جای فرقت کی کشاکش سر  
نشانہ بنگے آفاق میں تیر ملاست کا  
گل خندان چلے نمدیدہ ہو کر بچکے کانٹے  
الم کی طرح عشرت بھی تعجب خیز ہوتی ہے

بتا دے کوئی صورت ہو کہو ہی ای چہا ایسی  
بہلا کہئے تو کچھ ہم سے ہوئی تھی کیا خطا ایسی  
زمانہ کی یکایک دیکھئے پٹی ہوا ایسی  
کہاں تین غم کی شکلیں ای دل صبر آزا ایسی

حبیب اک روز تم دیکھو گی انجام اپنی محنت کا  
گمان جسکا نہیں ہے ہوگی تائید خدا ایسی

چٹھوں دنیا کے جگر ڈوسی اجل آجائی جان نکلے  
تمہارے ابرو و مہرگان کو ہم ایسا نہ سمجھتے  
دعائیں دین نہ کیونکر تجھ کو جان و دوسرے ساقی  
نہ ٹھہرا ایک اونچین سی جو دم الفت کا بہرتی تھے  
عدم کی راہ سے ہوش و خرد کا قافلہ گزرا  
ہوا دشوار بے تقلید چلنا راہ ہستی میں  
بتوں کے عشق میں پیش آئیں کیا کیا وقتیں ہو  
عجب غواص ہوئے ہیں شناور بحر الفت کے  
خدا آباد رکھے تیری میخانے کو اے ساقی  
لگی طاعت کی دہن جب کچھ نہ ہا تھا یا اطاعت  
جنہیں سمجھتے ہم بیدین وہ ٹھہری دین کی حامی  
ستم پر ستم اس ضبط کی تاکید بسل پر

کہیں دل سے مری اندیشہ سود و زیان نکلے  
تینغین جانتان نکلیں یہ ناوک لہان نکلے  
ہم آئی سیکدے میں پیر اور بکر جوان نکلے  
ہمیں ثابت قدم آخر کو وقت امتحان نکلے  
یہ نالہ صورت بانگ درائے کاروان نکلے  
ہمارے رہنما سب نقش پای فتگان نکلے  
ادائیں آفت جان اور شاری جانتان نکلے  
نہیں ڈرتے سنگ سایہاں ڈول و دہان نکلے  
یہاں جب آئی ہم آشفقتہ خاطر شادمان نکلے  
ہوس طوفان میں تیری ہم کہاں ڈول کہاں نکلے  
وہ رہروجن پہ تیری ہزن کے دھوکے پاسبان نکلے  
وہ دین چرکے نہ چرکا رنہ یان لبے فغان نکلے

حبیب اک دن سخن کی داد بجا یگی غم کیا ہے

جو حالی کی طرح دو چار تیرے ہمزبان نکلتے

فروغ مہر سے یکتا جگر کے داغ بنے	تمام پارہٴ دل لعل شجرِ داغ بنے
یہ انقلاب ہے بلبلی سیاہ زراغ بنے	وہ بارغِ خلد کا جن پر گمان تہا داغ بنے
نہال و سبزہ و گل تو نے جب کئے پیدا	تو کین ہر اک نئے چمن بندیان یہ بلغ بنے
خدا کی دین ہے ہر چند مال ہو کہ جمال	خوشامد و نکی بد دولت وہ بد و داغ بنے
تمام عمر رہی جنگو فکر نام و نمود	یہ بے نشان ہوئے اور وہ بی سراغ بنے
جہان نہوتی تھی گل دن کو شمع کا فوری	وہ گہر ہوا کے پلٹنے سے بی چراغ بنے
زمین کے نیچے وہ سوتی ہن جنگو تھی خیال	ادھر مکان ہو اس رخ کو خانہ بارغ بنے
چمن پہ عکس پڑا چشم مست کا کس کی	کہ سارے غنچہ گل کھلتے ہی بارغ بنے

حبیب لا سے خدا وہ بھی دن کہ تجھ سار نہ  
فرید کر کے علایق سے ان فراغ بتے

مقتضا سے وقت ہو جو کچھ وہ کرنا چاہیے	اختلاف اچھا نہیں فتنہ سے ڈرنا چاہیے
قول ”دیر آید درست آید“ میں پنہان ہو یہ رمز	کر کے کوشش کے مابین طحی ٹھہرنا چاہیے
ریخ و راحت میں نتیجے انقلاب دہر کے	پر نہ اپنی حد سے انسان کو گزرنا چاہیے
ہے تلون طبع کا رنگ صداقت کو خلاف	کمد یا جو کچھ نہ اس ہی پر مکرنا چاہیے
زندگی سے فائدہ کیا جب ہوئے بے اعتبار	بات چنی ہر شے پر صاحبِ جیب مرنے چاہیے
سادہ لوحی سے نہیں چلتا ہی کارِ حل و عقد	ڈوب کر بحرِ تفکر میں ادھرنا چاہیے
ترک دنیا کے فوائد کم و رہی ہے حب جاہ	پہلے سر سے اس پر پوش کو اترنا چاہیے
سُکے وحشت بڑھتی ہے دیوانگانِ عشق کی	کوشش اصلاح چھپکے پسکے کرنا چاہیے

یہ زمین روندی ہوئی ہر شاعر و نکی امی حبیب  
 ڈیہہ کو مضمون کے پودوں سے نہ بہرنا چاہیے

غازہ روندی اہل گرد و کدورت بن گئی  
 بدلی حالت جیسی ویسی ہی طبیعت بنگئی  
 طبع کی جودت وہ بچپن کی شرارت بنگئی  
 عادتِ رندی ہی اب جزو طبیعت بنگئی  
 رہنمائے منزل مقصد ضرورت بنگئی  
 باہمی الفت سمجھ لیجے عداوت بنگئی  
 رفتہ رفتہ صبر کی تلخی حلاوت بنگئی  
 منعمون کے حق میں طالع کی نحوست بنگئی  
 دل کی استغنا کلید باب دولت بنگئی  
 عادت تحقیق کشف حقیقت بنگئی  
 فکرِ آمرزش اگر ہوں قیامت بنگئی  
 کج ادائی یار کی محراب طاعت بنگئی  
 تیغِ آفت کی سپر تیری حفاظت بنگئی  
 تنگئی دل قلہ قاف قناعت بنگئی  
 ناامیدی کا سیلابی کی علامت بنگئی

اونسے بگڑی تھی مگر کچھ ایسی صورت بن گئی  
 رنج کی تخفیف ناچاری میں راحت بنگئی  
 لوشاب آیا ہو میں دلچسپ باتیں و لفریب  
 تو بہ کرتے ہیں مگر واعظ کبھی نہ ہتی نہیں  
 کوئی چارہ تھانہ مجبور ہیں کوشش کے سدا  
 دوستو نہیں جب ہو میں باتیں توقع کی خلاف  
 ضبط مشکل تھا مگر جب پی گئے خون جگر  
 گمٹ گیا اقبال یا زشتی اعمال قبیح  
 مشکلیں آسان ہو میں جسم ہوئی نیت بخیر  
 بے تردد حل نہیں ہوتے ہیں قدرت کے نکات  
 وعدہ رحمت ترا دل نے دلایا مجھ کو یاد  
 دیکھ کر اس بے نیازی کو ہزاروں سر جھکے  
 فکرِ اندا کی عدو نے لاکھ لیکن اے جہم  
 کوششیں کر کے تھکی نکلا نہ ارمان ایک ہی  
 کر دیا مایوس بندوں نے تو رحم آیا اسے

دل سے ہے مالکِ فدا اس کار سازی پر حبیب  
 بات بگڑی جب کبھی تیری بدولت بن گئی

بہارائی بنی ہر مسکدہ کا سائبان بدلی  
 نفاق و خود پسندی عام ہو دیکھو جد ہر مٹر کر  
 ہوا جاتا ہی بنجو دشمن کے ذکر و نصیب اونکا  
 چلا پورا فسوں نرگس مخمور ز اہد پر  
 مجھے نرگس دیکھنا دان کرنا ہی بد عمدہ دشمن کو  
 کرم نے تیری یارب دور کر دین کلفتیں ساری  
 مدار پنج و راحت ہی عتاب لطف پر اونکے  
 جرس ہین کاروان گل کو منتقارین عنادل کی  
 ابھی لایا نہ تہا لب تک میں حرف مدعا صاف  
 بہت اچھا رہا وہ عاشق جا بنا ز دنیا میں  
 ملاقاتیں غرض کی بوسے یکرنگی سی خالی ہین

ہر اک میخوار کی ہر چال بگڑی ہر زبان بدلی  
 کدہ ہر تہذیب پہلی قوم کی حالت کمان بدلی  
 یہ کیا حالت ہے کچھ تیری ہی نیت راز دان بدلی  
 ابھی تسبیح مرجان سے شراب غوان بدلی  
 ترا وعدہ ہی سچا سپہ میں شہر جان بدلی  
 امید سود سے دم بہر تن تشویش یان بدلی  
 ہمارا رنگ رخ بدلا اگر تیوری وہاں بدلی  
 خزان سے پہر بہار جانفزا اسی باغبان بدلی  
 کنہچین ابرو کی شمشیرین نگاہ جاستان بدلی  
 دور روزہ عمر سے حسرت حیات جاودان بدلی  
 گیا لطف لاظر سلوک دوستان بدلی

حبیب مبتلا جب نوکری و جہدیت سے

تو شہر اپنا اسی بستی کو سمجھو ہو جہان بدلی

دیدہ دل کس طرف محو تماشا ہو گئے  
 نیکنامی کی نہ کی جب قدر رسوا ہو گئے  
 جاے عبرت ہی جہان کتنی ہی بزم آرامی عیش  
 ہے ہر اک نقش قدم آئینہ روئے مراد  
 دیکھنا جب ہو گا وصل یوسف مقصد نصیب  
 عشق تھا دشت کی پردہ میں بھی معنی آفرین

جس قدر ارمان بہر تو سین غفا ہو گئے  
 ننگ جن کا مونسی تھا آخر گوارا ہو گئے  
 اک چراغ عمر کے بجتے ہی تنہا ہو گئے  
 جلوہ گاہ یاس سے سو لطف پیدا ہو گئے  
 نوجوان پیری میں ہم مثل زلیخا ہو گئے  
 داغ سودا قلب پر حشر تو لا ہو گئے



تشنہ لب اک مین بھی ہوں اکڑ لال لطف کا  
 پہننے کین برباد ساری کوششیں اسلاف کی  
 ہوتی ہے ناکامیاں کی خجالت لا علاج  
 حسن سیرت اپکی صورت کا ہے اہل جواب  
 بحرِ خارِ کرم سے جسکے ہیں امیہ دار  
 نقد جان دیکر خریداری پہ عاشق تل گئے  
 سختیان سہہ سہکے عاشق نگیا عالی نظر  
 نکتہ چینی سے عدد کی ہو گیا حصرِ عیوب  
 وجہ آمرزش ہو اڑہ بڑہ کی جوشِ انفعال

سیکڑوں قطرے کرم سے جسکے دریا ہو گئے  
 فائدے جانکا ہیون کے خون یغما ہو گئے  
 خود ستانی مین بہت سے راز افشا ہو گئے  
 غیرت یوسف بنے رشک مسیحا ہو گئے  
 اک نظر مین دیکنا ہم کیا تھے اور کیا ہو گئے  
 جنس بازارِ محبت نازِ ہیبا ہو گئے  
 داغ سودا دیدہ دل مین سویدا ہو گئے  
 تھے فضائل جتنے مخفی آشکارا ہو گئے  
 رنج سے سامانِ راحت کے میا ہو گئے

کی جبارت چھنے عرض مدعا کی جب خلیب  
 دل کے مقصدِ زیب و امان تمنا ہو گئے

یہی امید ہر ہر دمِ خدایا تیری رحمت سے  
 بہت آسان ہر ایدل رہائی قیدِ کلف سے  
 ملا سب کچھ چڑچوبِ حرص کی پیوہ زحمت سے  
 بدی کا بد نتیجہ ہو گیا گمراہ کا ہادی  
 وہی ہے مستند جسکو جان کے اہل فن مانیں  
 یوہینِ خو کر م سے ہوتی ہے توقیرِ دولت کی  
 شرافتِ نفس کی وہ جو ہر قابلِ ہر انسانین  
 دکھا کر دوستوں کے دلکو وہ نادم بھی ہوتی ہیں

غنی کر دیکھا اکدم مین مجھے اپنی عنایت سے  
 جو استقلال کا دامن چھوٹے دستِ ہمت سے  
 جسے کتنی ہیں استغنا ہوئے حالِ قناعت سے  
 خارِ بادہ نے بدلا مری رغبت کو نفرت سے  
 نہو گریہ تو کیا حاصل سخن کی عمامہ شہر سے  
 ہوا کرتی ہے جیسے عزم کی تائیدِ جز سے  
 محاسنِ افتخار لایں ہے جو ہر قوم و ملت سے  
 مگر مجبور ہو جاتے ہیں بہر اپنی طبیعت سے

تو کل ہر جنین دل سے تری رحمت پہ اسی مالک  
طبیعت کا تغیر نقش رفتار زمانہ ہے  
سلامت رو بس کر تو ہین اپنی عمر مل چل کے  
حقوق خلق پر تو نے نظر رکھی نہ اے منعم  
بقا انسان کی ہی دوستی میں نوع انسانی  
زمانہ بتزلزل رکھتا ہے بدخواہ خلائق کو

نہیں پروا کسی کی اونکو بیٹھے ہین فراغت سے  
یہ صورت خود بدل جائیگی آنیوالی حالت سے  
نکل جاتے ہین کام اکثر فقط صاحب مسئلے  
مبدل ہو گئی آخربدا عالی فلاکت سے  
ابھی تک نام ابراہیم کا زندہ ہے خلد سے  
بجز کاہش نہیں ملتا ہی کچھ حاسد کو غیب سے

مناسب ہی غزلیں ہوں حبیبِ خلاق کے مضمون  
سخن کی منزلت بڑھتی نہیں لفظی رعایت سے

کوئی باتوں سی عیان ولین ہے پنهان کوئی  
نظر آتا ہے یہ عالم مجھے بیہوشی میں  
ایکساں ہین تری درگاہ میں سب شاہ و گدا  
اپنے دیوانوں کی حالت کا تماشہ دیکھو  
میر و دلین ہے ترے مصحفِ عارضِ کمال  
لیجئے چوڑے مرقد میں چلے یار و عزیز  
عاشق زلف کی سود میں سر مو نہیں فرق  
بوچھے اُس راہ میں کون آبلہ پا کو جس میں  
کچھ نہ کچھ ہے خلش نشیالم ہر دل میں  
بزم کو آئینہ خانہ کیا جلوہ نے ترے  
شمع مروت کو بجانا ٹھہراے باوصبا

آرزو کا نہیں میری حد و پیمان کوئی  
کہیں چتا ہے طرف کو چہ جانان کوئی  
مگر اس شان پہ حاجت ہے نہ دربان کوئی  
کوئی بیخود ہے تو ہی سر بگریبان کوئی  
یا ہی مابین حرمِ حفا قرآن کوئی  
آج کہتا نہیں اللہ نگہبان کوئی  
ہے پس پردہ دل سلسلہ جنیان کوئی  
جان بلب ہے کوئی لبسمل کوئی بیجان کوئی  
بچ سکا خاراواٹ سے نہ دامان کوئی  
کوئی حیران ہے تو اناشت بدندان کوئی  
شاید آئے طرف سے گور غریبان کوئی

فاتحہ کو کبھی بہولے سے بھی ہاتھ اوٹھے ہیں	مرثیہ الوں پہ کیا آپ نے احسان کوئی
کیا کہیں کس سے کہیں جب یہ تمنا ہو حبیب	کچھ سناتے کہیں ملتا جو سخندان کوئی
<p>ہزار شکر کہ نالے نہ بے اثر نکلے          بڑا فسانہ ہے گھر چھوڑنے کا کوچہ یار          خیال زلف بندھا اور ٹپک پڑے آنسو          جگر کو توڑ کے گزرے ہیں دل سے تیر نگاہ          گناہ لائے ہیں مجرم بنا کے تیرے حضور          خیال تک نہوا بیوسیلگی کا کبھی          رفیق راہ عدم کے بنے ہیں کچھ ارمان          نصیب دیکھتے تھی جسے جانبری کی امید          وہن پھل تھا وعدہ کیسے آنے کا          ستا کے آج ہمیں شاد کیوں ہواے دشمن          ہمیشہ خلق میں گذری ہے ایکسان کس کی          وہ کہتے ہیں مری جامہ درمی کا غل سُکر</p>	<p>ہماری حالت دل سے وہ باخبر نکلے          تری تلاش میں ہم قصہ مختصر نکلے          اندھیری رات میں یہ طفل بے خطر نکلے          گہرا اپنا جان کے آئے اوپر اوپر نکلے          جو راہزن تھے ہمارے وہ راہبر نکلے          ہم اپنے گھر سے خدا کی امید پر نکلے          بڑی تلاش سے دو چار ہم سفر نکلے          وہ میرے قتل پہ باندھی ہوئے کمر نکلے          ہجوم یاس میں نالے دم سحر نکلے          عجب نہیں جو کہیں اسکی کل کر نکلے          اونہیں کا شکر ہے ارمان جب قدر نکلے          نشان موت ہے لوجیو میٹونکے پر نکلے</p>
حبیب پنہں کے بلا میں نہ ڈر عجب کیا ہے	کوئی نجات کی صورت یہیں سے گر نکلے
کروں دل ہی نہ اپنا کر کے کوئی دم فغان خالی	سوال وصل سی کیا ہوگا جائے گی زبان خالی کئی سوے عدم کر کے عناصر کا مکان خالی

<p>ہوا سے ہو گا جسد تک جوف آسمان خالی پلٹ جاتا ہے از خود دیکھ کر گھر میہمان خالی کہا نیک دیکھا تو ہو جائیگی آخر دکان خالی مرازہ پہر رہا ہے لیکے ناقہ ساربان خالی نہ تنہا تیر مصنف کا نہ کار آمد مکان خالی ملے او لٹے خم و ساغر گرزک کی کشتیان خالی</p>	<p>رہ گیا یوہین اک پتلا ہو س کا بنکے ہر انسان نہین ارمان کوئی دلیں وحشت کسکے پاس لے نہین کم ظرفین اک رند و ریائوش ہوں باقی جسے سمجھتے سب لیلی وہ شاید روح مجنون تھی تلق سے کجی کے راستی ممتاز ہوتی ہے حریف اوٹھ کر چلے جب بزم سے آسوقت ہم پہنچ</p>
<p>حبیب اس رنگ میں سر سبز ہو کوئی تو ہم جانین تکلف کیا ہوئی یہی صاف گرا و زبان خالی</p>	
<p>رحمت حق نے دی صدا تیری خطا معاف ہے ہے گونہ بار بار یہی جواب صاف ہے کوئی مقام کیوں نہ ہو حالت اعتکاف ہے سب سے اوسى کو اختیار ہم جو کہیں وہ لاف ہے دوست و خلق میں یہی باعث انحراف ہے</p>	<p>مین نے کہا بعد نیاز جرم سے اعتراف ہے سنئے نہیں وہ دروہل اس میں ہی کچھ خلاف ہے دل اگر ایک سو ہے مسجد و خانقاہ کیا عمر کیا ہے اعتبار بیچ ہین اپنے اقتدار خود غرضی ہے گھر ہی کو وہ نہ پت رہی سہی</p>
<p>صحبت انقیاس میں تھا ذکر حبیب سے پرست ذات میں اتحاد ہے وضع میں اختلاف ہے</p>	
<p>پہلو میں شور ہے دل صد پارہ چاہیے ہر دم دراز دامن نظارہ چاہیے سونے کے وقت جنبش گہوارہ چاہیے اک عمر دیکھنے کو یہ پشتارہ چاہیے</p>	<p>ہر داغ آرزو کا کوئی چارہ چاہیے کب ہے بہار حسن ازل میں خزان کو دخل گردش زمین کی خواب اجل کیوں نہ جلد لائی بیحد مرے گناہ ہین کر غفو اسے رحیم</p>

فرقت میں میرے حال سے وہ بے خبر نہیں  
 غربت میں ہنسنے سے وہ مونس طلال میں  
 سمجھے ہیں تاجِ ابدہ پا کو خارِ دشت  
 زیباہیں بند عیش کے چند مصیبتیں  
 وقت سخن ہو کیون نہ درافشان زبان یار  
 اے ضبط دیکھ آنکھوں کو ساغر چمک بجائیں  
 ساقی ہے صحنِ باغ ہے ددر شراب ہے  
 ہوں لاکھ سدا راہ نشیب و فراز دہر

حاجت ہے قاصد و نکی نہ ہر کارہ چاہیے  
 کیا اور تجھ کو اسے دل آوارہ چاہیے  
 یوں پاس خاطر وطن آوارہ چاہیے  
 تھوڑا تو ہر گناہ کا کفارہ چاہیے  
 چشمہ کی زیب کے لئے فوارہ چاہیے  
 محلے میں طفلِ جنش گہوارہ چاہیے  
 پہلو میں ایک شاہد مہ پارہ چاہیے  
 کوشش کشود کار میں ہموارہ چاہیے

صورت گر خیال ہے قدرتِ ناصیب  
 اسکو نہ عکس اور نہ انگارہ چاہیے

عمر بہر بیخود خیال چشمِ قاتل میں رہے  
 شکلِ مجنونِ جستجوے مقصدِ دل میں رہے  
 عمر بہر دوڑے مگر پہلی ہی منزل میں رہے  
 غیر ممکن ہے نہو مطلب میں اپنے کامیاب  
 کی نہ مطلق کوشش سرسبزئی کشتِ عمل  
 تم بھی دیکھو کج کیون حیرت ہے اہلِ بزم کو  
 کیون کرے دل پائرِ جہنم کو نالے کی طرح  
 ہیں امید و بیم میں وابستہ اہلِ دول  
 سر پرست ایسے ملے جنکو نہ تھی سدا زہر

پہول نرگس کے ہمیشہ دامنِ دل میں رہی  
 چند ارمان تھے جوہلی بنکے محل میں رہے  
 پاؤں کے چھالو نہ پر رشک آنکھوں پر جو دلیں رہے  
 صرف گر ثابت قدم انسانِ مشکل میں رہے  
 حرص کے بندے تھے ناحق فکرِ باطل میں رہی  
 اسطرح بیہوش کہ آئینہ مقابل میں رہے  
 درد کا پہلو نہ گر بصورتِ عناد دل میں رہے  
 کس طرح بیخوف طوفان کوئی ساحل میں رہی  
 نوشدارو تھے مگر ہم دستِ غافل میں رہے



<p>دیکھتے بیٹیں دانتوں میں زبان کی احتیاط  سہ کو تہی نہ کر علاقہ ابتداء سے عمر میں  شور بجا ہو گا وہ کم ظرف بلجائینگے جب</p>	<p>بنکے جو محسود اقراں و امثال میں رہے  پا سے ہمت نہ جو انی سے سلاسل میں رہے  غل نہ ہو کہ فضل افراد جلاجل میں رہے</p>
<p>ہے کمال فن شرافت کی طرح مضمون حبیب  رہنے دو کہ منصب اعلیٰ اراد میں رہے</p>	
<p>سمجھ میں کچھ نہیں آتا کہ ہزار کوئی  بچا نہ تیر نظر سے ترے شکار کوئی  پنچوڑ نیک عمل تا بہ اختیار کوئی  پراسے دل پہ ہی ہوتا ہے اختیار کوئی  یہ فکر کر کہ زبان زد ہو تیر احسن سلوک  کوئی تو خلق سے ہر دلعزیز خلق میں ہے  ہر اک سخن میں تمہارے ہلاک شوخی ہر  سنا دن حال دل زار کسکو فرقت میں  تم آکے سامنے بیٹھو تو دل رہے یکسو  بجاسے وعدہ کے دن کو کہیں جو روز شمار  نہ اس کا وقت ٹلی اور نہ آئے قبل از وقت  بشر کو چاہیے یوں عمر رفتہ کا افسوس  رہے خدا پہ نظر شان بندگی ہر یہی  نہ ہوتی خلق میں ممتاز گہ شرافت نفس</p>	<p>ستم ہے جب نہ رہے دل پہ اختیار کوئی  جگر کے پاس ہے کوئی تو دل کے پار کوئی  جہا نہیں آئے گا غافل نہ بار بار کوئی  نچا ہے وہ تو کرے کیا کسی کو پیار کوئی  نہیں زمانے کی حالت کا اعتبار کوئی  ستم کی خو سے ہے سبکی نظریں خواہ کوئی  بنا نہ دل عاشق میں اضطراب کوئی  مجھے نظر نہیں آتا ہے راز دار کوئی  خیال اور نہ وقت احتضار کوئی  تمہارے وعدہ کا اب تک نہیں شمار کوئی  تضاکے حصن سے محکم نہیں حصار کوئی  کسی کے غم میں ہو جس طرح سوگوار کوئی  جو پیش آئے کہیں امر ناگوار کوئی  کہیں فقیر ہے جبکہ نہ تاج دار کوئی</p>

بہلا و ہارہ عجز و نیاز سے نہ قدم  
حبیب با تم کو خدا سے جو اقتدار کوئی

وہ کرتے ہیں خدا اپنی چال یہی ہے  
بشر کو کہی بچ ہے گاہِ راحت  
سہ شام جب تم لبِ بامِ آئے  
کھلا چہچہاں لبِ گورپو بچے  
مرے دلیں آبیہ ایو شکلیلی  
ملے داد دن حشر کا آئے ظالم  
نہ پوچھی کسیدن مرے دلکی حالت  
کہ ہر کا ہے رخ اے میرے رخ خوبی  
نہیں تجھ سا گل باغ ہستی میں کوئی  
نہیں بڑھنے دیتی ہے قید تعلق

سچتے نہیں بات مشکل یہی ہے  
زمانے کی رفتار ایدل یہی ہے  
ہر اک نے کہا ماہِ کال یہی ہے  
محبت کے دریا کا ساحل یہی ہے  
رہ ناز میں تیرا محل یہی ہے  
خدا سے کہوں میرا قاتل یہی ہے  
ذرا دیکھ لے تیرا بسل یہی ہے  
مرے گہر میں آتیری منزل یہی ہے  
گلستان میں شور و عناد یہی ہے  
مرے پاؤں میں بس سلاسل یہی ہے

بہلا دو حبیب اب جوانی کی باتیں  
نہ سمجھو جو پہلے تھا وہ دل یہی ہے

پاکرو امید پہ جگہٹ حواس کے  
کیا آگیا زبان پہ عالم میں یاس کے  
ہیں جسکے ساتھ ہکو ہو اس رہنما سے کام  
دل تیرے اعتماد پر ہر دم قوی رہا  
کب کشف تن ہی کاشف اسرار و معرفت

اوڑنے لگین ہوا بیان چہرہ پہ یاس کے  
سُن سُنکے لوگ جمع ہوئے اس پاس کے  
پابند میں خبر کے نہ پیر و قیاس کے  
سامان بارہا ہوئے بیم و ہراس کے  
اسباب ہیں کچھ اور ہی ترک لباس کے

اہل سخن میں قوت ایجاد شہ ناس ہے  
 پایا ہے بعد شوق ریاضت کے حظ وصل  
 جو بات جی میں آئے وہی کیجئے مگر  
 مایوس ہر طرف سے ہوں اب جلد لے خبر  
 دکھ درد اپنا بھول کے غم اور سکا ساتھ لائے  
 اک سانغ زلال کرم اور چاہیے  
 میخانہ میں مچائی ہو زندون نے دھوم دھام  
 زینت سے تیرے باد یہ پیا کو کام کیا  
 نعمت کا شکر اہل تنعم پہ فرض ہے

کیا لطف سیکھ لینے میں ڈھنگ قنبراس کر  
 تار نفس پہ دھوکے میں خط ماس کے  
 سُننے میں ہرج کیا ہر مری القماس کے  
 راحت رسان بلول گئے ہمد ام و داس کے  
 بیٹھے جو پاس جا کے کسی روشناس کے  
 دے جلد کے کفیل مری بوک پیاس کے  
 ساقی کرشمے ہیں یہ ترے اک گلاس کے  
 ہن جامہ حریر یہ پتے پلاس کے  
 دولت رہی نہ پاس کہی ناس پاس کے

کیا غم پہراجو اک بت بیمہ راہی حبیب  
 گاہک ہزار ہن دل غلت اساس کے

کہتی ہے اہل آمرے آغوش کے پالے  
 گہرے ہن یون گردش قسمت نے نکالا  
 کیون چپڑتے ہیں بادۂ راحت کے قبح نوش  
 رحم آئیگان سے نہ مرض کو نہ قضا کو  
 کر صبر ہر اک دکھ میں خدا سے یہ دعا کر  
 کہلتی ہے جی بھی اپنے معائب کی حقیقت  
 اسلام کی دنیا میں ہر اک سمت ہے اندھیر  
 ایک ایک کو کہتا ہے برا حاضر و غائب

ق

۲

ق

۲

سب کر چکا دنیا سے بس اب دلو اٹھالی  
 تلوے سے کوئی کانٹے کو صبر نہ نکالے  
 چپ بیٹھے ہن اک گوشے میں ہم دلو نہ ہالے  
 بیسو دہن آہن تری بے کار ہن نالے  
 مالک مرے اس درد سے توجان بچالے  
 پڑتا ہے جب انسان کسی غیر کے پالے  
 یار دن نے ہن جس وقت بھی تفرقے ڈالے  
 کون انکو نصیحت کرے کون انکو سنبھالے

۳	اس دو دے پن میں نہیں بتا ہو کوئی کام	۳	چڑھ آتے ہیں جب غیر تو ٹٹاتے نہیں ٹالے
۴	کچھ زور نفاق و حسد و کینہ تو گھٹتا	۴	ہوتے اگر اچھے یہ نئی روشنی والے
۵	آفت تو یہ ہے یہاں ہی وہی خود غرضی ہو	۵	ہمدردی میں چہا پا کرین لکھ لکھ کے رسالے
	بر آنے کا تیرے کوئی اسلوب نہیں		اے دل کی تمنائے تجھے اللہ نکالے
	کہو ٹا نہیں بے عیب نقد دل عاشق		ظالم تجھے شک ہو تو جہان چاہو دکھالے
	سمجھے تھی ہم اک مشغلہ الفت کو بتوں کی		معلوم نہ تھا جان کے پڑ جائینگے لالے

ارہتا ہی ہر اک وقت حبیب اپنی ہی دہن میں  
اسکے تو خیالات ہیں دنیا سے زوالے

۱	ناامیدی میں تحمل کے مزے پائے ہوئے	۱	رہتے ہیں غم سے دل مضطرب کو بھلائی ہوئے
۲	وجہ سرتابی ہیں قصرا اپنے ہی بنوائے ہوئے	۲	مغرب الہ دل آخر کو سہ ماے ہوئے
۳	کچھ نہ پوچھو ہے جو باغ و بہر میں لبستگی	۳	آپسے آئے تھے ہم جاتے ہیں بلوائی ہوئے
۴	کہتے ہیں وہ ٹال کر عشاق کی گستاخان	۴	یوں نانوگے کہی تم بے سزا پائے ہوئے
۵	چاہتے تھے تذکرہ پر غیر کے داد سخن	۵	میری خاموشی سے بٹھری ہیں وہ ہنچھکا ہوئے
۶	دل کی قیمت ہی نہیں کرتے لٹی جاتے ہیں آپ	۶	کیسے کیا سمجھ نہیں بے کچھ مومنہ سی فرماؤ ہوئے
۷	راستی حسین نہو جو وہ ستائش بتدل	۷	ہیں یہ اگلی صحبتوں کے راگ سب گای ہوئے
۸	دوستوں کی جو رہی اہل وفا کو ہیں عزیز	۸	آؤ صاحب دور کیوں بٹھری ہو شرماؤ ہوئے
۹	نیک بل فعال یاں ہوتی ہیں یوں اکدن عیاں	۹	حشر میں اٹھیں گے مردی جیسے دفنائی ہوئے
۱۰	خوبے آغاز پر عاقل نہیں کرتے ہیں ناز	۱۰	خوف سے انجام کر رہے ہیں گہرائی ہوئے
۱۱	میری اخلاقی سلوک اور انکے اغراض و وسیع	۱۱	خود نمائی کیلئے دلچسپ پیراے ہوئے

خاک جسم نازنین ہی بوجے خوش ہی خوی نیک  
کہہ رہے ہیں یہ حقیقت پہول مرہبا ہوئے

دینگے ارباب حقیقت واداکدن اسی حبیب  
لطف سے گرہوں بیان حالات پیش آئی ہوئے

ہین تمناؤں کی بادل دل پہ چہاے ہوئے  
کچھ تلافی سے ہو سکتی نہیں مافات کی  
چار دہنیں بوالہوس لوگوں کی حالت کسل گئی  
صحبت نا جنس نے کہو یا زما نہ ہی ہین  
فصل گل ہی ہر طرف جو نکلی ہو اسی صبح کے  
سلسلے ایسے تعلق کی جہاں ہین وسیع  
ہو گا جو اسکی مشیت میں وہ خود ہو جائیگا  
میکدہ ہے شیخ صاحب یہ کوئی مسجد نہیں  
گر کر وہ رشک گل تکلیف گلگشت چمن  
آکے وہ تاب و توان آرام و راحت لیکے

دم نہ لے سوز جگر بے انکاو برسائے ہوئے  
ہین امید مغفرت سے دلوں پہلائی ہوئے  
آئینے پہ راؤں کی محفل میں نکلا اسی ہوئے  
جن کے ساری سے سیوا سوزی یہ ہمسائی ہوئی  
عطر میں ڈوبی ہوئی پرتے ہین ترائے ہوئے  
زندگی بہر کرتی ہین انسان کو الجھائی ہوئے  
ہم ہی چپ بیٹی ہین اپنے دلوں سمجھا ہوئے  
آپ شاید آئی ہین رندوں کے بہکائی ہوئے  
تازگی آجائی ہین میں پہول مرہبا ہوئے  
ہم سے کچھ بستی نہیں بیٹی ہین غم کھائی ہوئے

ہاتھ کیا اوٹھے گا ذرہ ہی نہیں ہٹا حبیب  
کچھ ندیگا کوئی بے مالک کے دلوائے ہوئے

گل کی بہائی مجھے ہنسی نہ کہی  
تم سے کہتا ہوں میر دل لے لو  
اب غم چا گیا جو دل پہ مرے  
دیکھ لو آکے تم چہان مجھ کو

چاہئے بے محل خوشی نہ کہی  
کام آجائے گا کہی نہ کہی  
آنسوؤں کی جھڑی تھی نہ کہی  
دیکھی ہوگی یہ دنگی نہ کہی



جب سے کہنے کیا ہے ترک لباس  
اس طرح سے گئی بضاعت صبر  
ہو نہ کیونکر غم دور یکتائی  
مثل گل ہے وہ شوخ سادہ مزاج  
بعد مردن بھی تھا سادہ ہی عالم  
گوش گل رہتی ہین سدا شتاق  
خود ہی الفت بتو نکلی اسے ناصح  
ہاے شکین ہو کس طرح دل کی  
لب جان بخش یار کے آگے  
کی قناعت تو اس شکر سے

ہو اکوئی بھی مدعی نہ کہی  
پاس گویا ہمارے تھی نہ کہی  
دیکھی اوس گل نے آرسی نہ کہی  
ملی ہو لے سے ہی مسی نہ کہی  
کم ہوئی اپنی بے خودی نہ کہی  
اوس کی آواز پر سنی نہ کہی  
ترک ہو جائے گی کہی نہ کہی  
اوسنے تو پوچھی بات ہی نہ کہی  
چلا اعجاز عیسوی نہ کہی  
ہوے بوسہ کے ملتجی نہ کہی

تھے نظر میں حبیب عارض یار  
دیکھا دیوان مصحفی نہ کہی

اسیری میں بلا نازل ہوئی وحشت کے پر نکل  
برابر آہی ہین لخت دل ہمراہ اشکون کے  
جو کچھ گزری وہ گزری دم خموشی میں نکلا  
جگر ہی تہا نہ دل تھا آپکے عاشق کی پہلو میں  
ہمارے سامنی لازم نہیں چرچے رقیبوں کے  
ہوئی شکین جنون میں مشغلہ سی خار و دامن کے  
ہماری ساتھ جاتے ہین عدم کو حسرت اربان کے

چلے صحر کو زندا نشے گریبان پہاڑ کر نکلے  
مزا ہی منہ سی ہی جب ساتھ نالوں کی جگر نکلے  
کہے تا پھر نہ یہ کوئی کہ نالے بے اثر نکلے  
یہی باعث تہاجو ناوک ادھر آئی ادھر نکلے  
کوئی ذکر اہ چٹیر و باتون باتون میں نہ شر نکلے  
جنہیں بیدار کر سچے تھی ہم وہ چارہ گر نکلے  
یہ حسن اتفاق اس وقت اچھے ہم سفر نکلے

<p>کرے گرنجیہ میرے زخم دل پہ سوزن نقرگان بتان سرو قنات کی محبت میں نہ پہل پایا</p>	<p>رگ گل بنکے ہر دم یار کا تار نطفہ نکلتے ریاضت جن پہ کی برسوں وہ نخل بی ثمر نکلتے</p>
	<p>جگر پر اپنے اپنے ہاتھ رکھ لو اہل مشرتم یقین ہو اس طرف سے اب حبیب نوحہ گرنے لگے</p>
<p>شکر کے بدلے زبان صرف شکایت ہو گئی سختیاں کر لین گوارا جب تو آسائش ملی کامیابی دیکھ کر ہر سفلہ و نا اہل کی کیا کہیں جو انقلاب دہر سے صدی سے ہے کر دیا روشن حیرم دل کو نور عشق نے ہو گیا خود خاتمہ نام آوری کی فکر کا تھی خطا سے فاش گویا عرض حرف مدعا جلوت و خلوت کجا ملتے ہیں وہ بیگانہ وار چاہیے وہ فکر جس کی داد دین اہل کمال عرض مطلب کی سزا دیدی جواب صاف نے در بدر پہر ناچٹا شاکر ہوئی قسمت یہ جب</p>	<p>محبت دولت موجب کفران نعمت ہو گئی جو صعوبت پیش آئی وجہ راحت ہو گئی سیح تو یہ ہے چکونا کامی غنیمت ہو گئی ایک دم میں را لگان برسوں کی محنت ہو گئی گہر میں اس نہمان کے آجانیسے زینت ہو گئی اپنی گمنامی پہ جب ہم کو قناعت ہو گئی ترک اتنی بات پر صاحب سلامت ہو گئی راہ میں بھی گر کہیں صاحب سلامت ہو گئی فخر کیا ہے عام لوگوں میں جو شہرت ہو گئی نا اسیدی پر بھی کچھ فایز خیالت ہو گئی آنکھ میں شاہ و گدا کی ایک حالت ہو گئی</p>
	<p>پوچھتے کیا ہو حبیب مبتلا کا حال زار کہ رہا ہو اب سکوت اوسکا کہ وحشت ہو گئی</p>
<p>بتوں کے عشق میں سودا ہوا ہے نہیں بے وجہ ہچکچاتی رہی ہے</p>	<p>خدا شاہ خدا بھولا ہوا ہے مرا دان ہو نہ ہو چہر چاہا ہے</p>

پلا ساقی شراب ارغوانی  
 و کما صورت مجھے اور شک عیسیٰ  
 دل نالان کی ان بیتابیوں سے  
 دوا بیکار ہے میری طبیبو  
 برہمن دیر بھولا شیخ مسجد  
 دلایا یا جس دم وعدہ وصل  
 نہیں سنتا کوئی مجنون کا قصہ  
 بٹھا کر مجھ کو غیر دن سے تکلم

ہوا شستہ می ہے ابراوٹا ہوا ہر  
 کہ آب آنکھوں میں دم اٹکا ہوا ہے  
 ہمارا راز کیا افشا ہوا ہے  
 کہیں بیا رشتہ اچھا ہوا ہے  
 ترے در کا ہر اک بندہ ہوا ہے  
 کہا کچھ خبیث ہے سودا ہوا ہے  
 مری وحشت کا یہ شہرہ ہوا ہے  
 یہ باب بے جوابی وا ہوا ہے

حبیب خستہ جان بیتاب کیوں ہو  
 بتا کس جور کا شیدا ہوا ہے

بدنامیوں کا میری پہلا کیا حساب ہے  
 پیدا دیا تن میں عجب انقلاب ہے  
 آنے ندین وہ دل میں خیال رقیب کو  
 پیری میں دل فریب ہوئی گر مے سخن  
 ہم کو تو کر دیا تری رحمت نے مطمئن  
 ہر بحر میں نمود ہے ساقی کے فیض کی  
 کیونکر نہ اپنا نام اعمال ہو سیاہ  
 ہر بات پر نہیں کے سیوا اور کچھ نہیں  
 بحر جان میں کشتی تن کا ثبات کا

وحشی لقب ہے عشق میں مجنون خطاب ہے  
 آتا ہے شیب رخصت عمد شباب ہے  
 نا اتفاقوں کا یہی سد باب ہے  
 خوش کیف کیوں نہو یہ پرانی شراب ہے  
 دوزخ کا خوف ہے نہ خیال عذاب ہے  
 گرداب دور مے ہے تو ساغر حباب ہے  
 ذوق گزشتہ باعث شغل خضاب ہے  
 صاحب مرے سخن کا یہی اک جواب ہے  
 لنگر نہیں حیات مثال حباب ہے

واعظ بڑا کھان کا مشینت مآب ہے

برسون ہی رہ چکی ہے یہ دستار رہن مے

شاہ حدیث لکھا لکھی ہے اسی حبیب

حب علیؑ دلائے رسالت مآبؐ

جہانگیر یون تو دیکھے تہو بہت نا آشنا تجھے  
نہیں تو اب ہی آتے گھر پہ ملتے بارہا تجھے  
خدا کو بہو لکھ مانگا تہا میں نے مدعا تجھے  
کہیں یہ اپنی محرومی پہ کیوں سمجھے خدا تجھے  
ادائیں تیری کہتی ہیں نہونگے دلربا تجھے  
یہ ہمدردی تھی اگر کیلگئے جو کچھ سنا تجھے  
نظر کر کہ رہے ہیں سالکوں کے نقش پا تجھے  
غنیمت جان کر کچھ ہو سکے کا خدا تجھے  
وہ بیمار غرض جو مانگئے آیا دوا تجھے +  
نہ ہو نچا اہل استحقاق کو کچھ فائدہ تجھے  
سنا کیا میری جانب سے کہنے کیا کہا تجھے  
جو آنکھیں ہوں تو چپ سکتا نہیں یہ رہا تجھے  
تو اسپر یہ گمان کرنا غلط ہے خوش ہوا تجھے

ندامت یہ ہی کیوں کی ہم نے امید وفا تجھے  
تخل دلو ہر دشوار غیروں کے اشاروں کا  
نہ کیوں مایوس پہر تا تیرے دروازے سے منع  
رہو تم شاد و خرم خیر ہم ناکام ہی ہشیں  
دم مہر وفا بہرتے ہیں سب جو رد جفا سکر  
رکھو الزام کیوں میں چارہ سازوں پر کیا کرتے  
یہ راہیں چل اگر فکر بقائے نام ہے غافل  
امارت پر نہ کر تکیہ یہ دنیا چند روزہ ہے  
سمجھو ولین ذرا الیکر چلا ہے درد مایوسی  
جہان تک ہو سکتا ہے سر کی اپنے تمنع کی  
بتا کوئی سبب کس بات پر اتنا کشیدہ ہو  
زمانے کا تغیر خضر و شت کا میا بی ہے  
اعانت کی عیوض میں گر کسی کی کچھ رعایت کی

حبیب اچھا ہو کر لے قناعت نقد معنی پر

کوئی دن وہ بھی ہو گا خود جبکین گرا غنیا تجھے

زیر زمین دبا گئے گا کیا آسان مجھے

گرد و غبار سے ہر لمحہ بن یقین امان مجھے

اے رشک حور غلہ ہے تیرا مکان مجھے  
 ساتی ہوا ب نہ دور سے لالہ رنگ ہے  
 افسوس ہے پہنچ گئے منزل پہ ہمسفر  
 مرنے پہ بھی جو گرم تقاضا ہوا ہے جنون  
 دشت میں سوے وادی غربت جو رخ کیا  
 کہلتا نہیں ہے سیر حین سے دل خیز  
 فصل بہار میں نہ اجاڑ آشیان مرا  
 امید پائے بوس صنم میں ہوا ہون خاک  
 ایسا کیا ہے کاہش غم نے تخفیف زار  
 لیکر عصا سے آہ جو بستر سے میں اٹھا  
 اشکون کے ساتھ روح ہوئی راہی عدم  
 ہنستی چمک چمک کے نہ گردون پہ اسقدر  
 قاتل کی باتیں سنکے یہ کہتا ہوں دل مرا  
 پہننے کفن وہاں جو بسکہ و ش ہوں رقیب  
 دیکھوں تو کیسے داغ ہے احوال و جگر

رضوان سے کم نہیں ہے کوئی پاسبان مجھے  
 گردش دکھا رہے نئی آسمان مجھے  
 چھوڑا مثال گرد پس کاروان مجھے  
 لیجائے گالحد سے اوشاکر کہاں مجھے  
 لینے کو آئے دور سے ریگ روان مجھے  
 فرقت میں تیری خندہ گل ہی فنان مجھے  
 دو چار دن تو رہنے دیا ہی باغبان مجھے  
 کراے صبا نہ بہر خدا را لگان مجھے  
 ہے ناگوار جنبش نفس روان مجھے  
 آواز دی یہ درد نے چھوڑا کہاں مجھے  
 تہا نالہ حزن برس کاروان مجھے  
 بجلی نے اضطراب میں دیکھا کہاں مجھے  
 ناحق لگا رہا ہے کوئی برچیان مجھے  
 ہو کس طرح نہ جائے ہستی گران مجھے  
 تم دونوں کا ہے مد نظر امتحان مجھے

افکار کے ہجوم میں کیا فکر ہو حبیب

کچھ کہہ لیا ہے نظم کی فرصت کہاں مجھے

ہر اس کشتِ عمل سے تجھ کو حاصل کی تمنا بھی  
 تلے نقد سخن نکلے مقابل کی تمنا بھی

برائی ہے کہیں خود کام کے دل کی تمنا بھی  
 عیان ہو نکتہ سخن پر کہ ہے پلہ گران کسکا



جسے ہن پاہی استقلال جب سے سطح ہمت پر  
ہے مرنا ایک دن کیون مفت کا احسان کہہ جاؤ  
طلب بے سود ہے کہ ہو تقرب الہی دولت کا  
بسر کر ہو شکاری سے اگر فکر ترقی سے  
نقاب الطرخ روشن سے دکھلاؤ جمال اپنا  
سناتے ہیں مال اندیش کب مافی الضمیر اپنا  
زمانہ کرو کہہ اوتیا جمال شاہ مقصد  
دکھاتی ہے تجلی ثبت ہو کر لوح ہستی پر

نظر آتی ہے آسان کارِ مشکل کی تمنا بھی  
چھٹون جھگڑو نسوین بر آفتاب کی تمنا بھی  
دم طوفان نکل جاتی ہے ساحل کی تمنا بھی  
سمجھو دل میں کہیں نکلی ہو غافل کی تمنا بھی  
بیاض چشم شب ہو شمع محفل کی تمنا بھی  
کہیں ظاہر ہوئی ہے مردِ عاقل کی تمنا بھی  
نکل جاتی ہمارے دیدہ دل کی تمنا بھی  
ہلال آسماں فربہ ہے کامل کی تمنا بھی

ہی ناپرساں زمانہ اور حبیب رند لا پروا  
کیا جو اسنے اب تک تھی یہی دل کی تمنا بھی

نگاہ گر نہیں محو جمال رہتی ہے  
تمہاری شکل نظر میں ہی جیسے آنکھ میں نور  
کمال وہ ہے پڑے جبہ مدعی کی نگاہ  
گیا شباب ڈھلی دوپٹہ جوانی کی  
ہماری کشتی اعمال بارِ عصیان سے  
و فور شوق سے مکن نہیں گلِ شبِ وصل  
بنا ہے قافِ قناعت ہمارا قفلِ دہن  
مثال سبزہ ہے نشوونما طبیعت کی  
نہ کیون سبب ہو مری انزوا کا حسن بیان

نور روح میری اسیر خیال رہتی ہے  
ہمیشہ سر میں یہ بنکر خیال رہتی ہے  
مخالفت میں غضب دیکھو بہال رہتی ہے  
ہوئے ضعیف طبیعتِ ندِ ہال رہتی ہے  
غر لقی بحرِ غم و انفعال رہتی ہے  
غلط ہے کس کو سخن کی مجال رہتی ہے  
ہمیشہ بند زبان سوال رہتی ہے  
کسی روش پہ چہ پانچال رہتی ہے  
اسیرِ بلبل رنگین مقال رہتی ہے

نہیں وہ راہ پر آتے کسے ہزار کوئی  
ہمیں غدوبت و تلخی مے ہے راحت و رنج  
مرے مسیح دو اکرتپ جدائی کی

ہر ایک بات میں درپردہ چال رہتی ہے  
ہیں خوش مذاق طبیعت بجال رہتی ہے  
یہ کچھ دنوں سے علی الاتصال رہتی ہے

حبیب موجب لشکین دل ہے نقش فنا  
نہ فکر ملک نہ پرواے مال رہتی ہے

میری حالت نہ ہرگز اس قدر تعمیر ہو سکتی  
مسیحا بھی یہ کہتے دیکھتے گرتیرے کشت کو  
اسیدین جنسے کین ٹھہری وہ ہر اسید کے دشمن  
نہ تو تا صانع مطلق کا قایل دسے صورتگر  
عوض جو شن کے نقش بوریائی فقر ہوتن پر  
نہ ہنستا دیدہ و دانستہ گرفتہ علاقہ میں  
جگہ پائی نہیں اب تک خیال غیر نے دلمین  
مقرر کا عدم ہوتا جہان سے دردنا کامی  
نکلنا قید میں جمعیت خاطر کا اک پہلو  
تخالف گر نہ تو تا تیرے قول و فعل میں وعظ  
ادا پر مرنیوالے بات کرنے کی قسم کہاتے  
تفاضل آپ کا مانع رہا مجھ کو حضوری سے  
کسین کیا سرگزشت اپنی کسی سختی پر  
و فر شوق عسر و مرض مدعا کہتا ہے لکھدیتا

اگر ان چارہ سازوں سے کوئی تدبیر ہو سکتی  
قضا آئی تھی اسکی مجھ سے کیا تدبیر ہو سکتی  
خلاف خواہش تقدیر کیا تدبیر ہو سکتی  
کسی صورت سے بھی گویا اگر تصویر ہو سکتی  
عدو کی فکر سامان سوز کیا شمشیر ہو سکتی  
تو آزادی ہی پاسے حرص کی زنجیر ہو سکتی  
صنم خانہ کی اس کعبہ میں کیا تعمیر ہو سکتی  
اگر ظاہر ہماری آہ کی تاخیر ہو سکتی  
پریشانی مسلسل ہو کے گرزنجیر ہو سکتی  
تو اتنی بے اثر ہرگز نہ یہ تقریر ہو سکتی  
اشارہ نہیں ہمیشہ تم سے گر تقریر ہو سکتی  
کبھی گریاد فرماتے بسلا تاخیر ہو سکتی  
عجائب داستان ہوتی اگر تحریر ہو سکتی  
لغافہ پر عبارت خط کی گر تحریر ہو سکتی

شہیم گل کی کیونکر خاک و امن گیر ہو سکتی	تعلق کچھ نہ تھا جب جامہ تن روح کی چوڑا
صیب رند مشرب تھا محب ساقی کوثر نہ کرتا گریہ تو بہ بھی تو کیا تغذیر ہو سکتی	
زاہد اوس مٹی کی الفت میری آج گل میں ہے مردہ اے گردن کہ پہر خنجر کف قاتل میں ہے مجھے سن لو صفا کمدون جو تمہارا دل میں ہے چشم کا حلقہ نہیں کا نسف سایل میں ہے جو مبصر ہے وہ تفتیش حق و باطل میں ہے امتحان الفت و مہر و وفا شکل میں ہے فرق اتنا ہی کہ جتنا ناقص و کامل میں ہے ناخدا جسکے بنوشتی وہی ساحل میں ہے ضو ہو کبہ مہر میں جو عارض قاتل میں ہے دل پڑکتا ہی وہ عالم جنبش لعل میں ہے	سکدے کو جا کے دیکھ آؤں یہ حسرت و ملین ہے ارمغان مایہ دل کہ پہر ترکش ہے تیر و نسے ہرا کر کے الفت جان لو گے اور مکر جاؤ گے پہر مردم دیدہ کو اب تو دولت دیدار دو واہ وا کہنے کو ناموزن ہیں بہتیرے مگر عیش میں دشمن بھی ملجاتی ہیں ہو کر مہربان گو شمائل میں تمہارا سامہ گردون ہے پر مجھ پہ کیا اے نوح طوفان بلا خود آکے تم سنگ میں لعل اُس سے پیدا ہو جگر ہو اس خون غیر ممکن ہی میں تڑپوں اور یہ فرمائیں نہ وہ
ناقص و نکی شہر تین ہیں غور سے دیکھو صیب خلعت اعزاز دست خالق عادل میں ہے	
پوچھتے ہی نہیں وہ ابے طبیعت کیسی امتحان گرے تو غیر و نکی حمایت کیسی دیکھ کیا کرتا ہے اللہ یہ عجلت کیسی پہر مرے حال کو نہ کرے یہ حیرت کیسی	یاس بیمار محبت کو ہے صحت کیسی دیکھتے رہو فقط میں ہوں وفادار کہ وہ جو مقدر میں ہے ہو جائیگا اکدن ایدل جو ہوا مجھ پہ وہ سب آپکی الفت میں ہوا

جب نہیں خواہش تقدیر میں تدبیر کو دقل  
کوئی شے کیوں نہوا مکانین ہر ترک و قبول  
خاکساروں کی روش دیکھ کے سب کہتے ہیں  
نام لیتا ہوں اگر ہوتی ہے وحشت دل کو  
گرچہ میں خاک نشین ہوں مگر اے اہل نظر  
پسگئے کہتے ہی دل چال پہ اوفتنہ نزام

پھر یہ ہر بات میں قسمت کی شکایت کیسی  
جب طبیعت ہوئی قابو میں تو عادت کیسی  
نام نخوت کا ہنیں پاک ہی طبیعت کیسی  
کچھ نہ پوچھو میر بجان تہی شب فرقت کیسی  
یہ تو دیکھو ہے خیالات میں رفعت کیسی  
دیکھو منہ پیر کے برپا ہے قیامت کیسی

کس تر دین رس ہے کچھ نہ کہا تمنی حبیب  
اس زمین میں ابھی دیکھو تو ہی وسعت کیسی

تن بہ تقدیر جو ہو عشق میں راحت کیسی  
کبھی جانا ہی نہیں ہوتی ہے راحت کیسی  
ہاتھ کہنیا تو بڑ ہی خستق میں عزت کیسی  
دیکھ آئے ہیں عیادت کو وہ امدیدہ شوق  
حرمت روزہ کجا صحبت میں نہ کجا  
نہ امارت کو بقا ہے نہ فقیر یکو ثبات  
کرتے رہتے ہیں قیامت سے بھی آگے کا حنا  
ابہ مرتا ہوں کہ پوچھیں وہ سمجھ کر بیمار  
کہتے ہیں جو مجھے بد خواہ ملون کیا اونسے  
اب کہلا شیب کی آمد ہے تعجب تھا مجھے  
اونی پوچھے کوئی کچھ ہی جنہیں اسکا ہے مذاق

طالب وصل کو فرقت کی شکایت کیسی  
ایکسان عمر کٹی تھی میری قسمت کیسی  
کام آئی ہے فلاکت میں قناعت کیسی  
دل بیمار سہیل کیا ہے یہ غفلت کیسی  
یہ ادھر آتے ہی بدلی میری نیت کیسی  
استحسان ہوتا ہی دونوں کی ہی نیت کیسی  
جنکی عقبے پہ نظر ہے اونہیں فرصت کیسی  
کیا ہوا خیر تو ہے اب سے طبیعت کیسی  
حرف جب وضع پہ آیا تو مروت کیسی  
روز افزون نظر آتی ہے نقاہت کیسی  
سچی باتوں کے بیان میں ہی حلاوت کیسی

<p>بتنزل آج وہ ہے علم و ہنر حسین نہیں مال رہستانہ کبھی نام رہا ماتم کا</p>	<p>پاس نام آب وجد کس کا شرف منت کیسی آج تک سب کی نگاہوں میں ہی وقت کیسی</p>
<p>رشتک فردوس ہو گلزار سخن کیون نہ حبیب کی ہر تمنے بھی شب در در یا ضمت کیسی</p>	
<p>عمر گزری کسکورو دادا سیری یاد ہے رات دن کی دلگی وہ ہر گڑی کی چہر چھاڑ آج ہی تیری حقیقت کمل گئی اے جوش خون صبح محشر ایک کر دین ہوئی شام لحد حاجت ناخن نہیں سینہ کو میرے ای جنون سیکڑوں پیکان پگھل کر بنگلے ہن خون دل وصل مین مے تہی مغنی تھا شب متاب تہی آویا کدو نہ آئین گے جبین ہم یا مرین دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے ہوتا ہے نہان کی ہے ساقی نے غضب آرایش بنت العنب خاک میری اوڑھ کر ہو نچی جتنی دامن تکتے عشق شیرین نے ہر اک صورت کی پردہ دری</p>	<p>اب قفس گھر ہے ہمارا ہنشین صیاد ہے خیر تم ہو لے تو ہو لے مجھ کو اب تک یاد ہے خشک خار آسا زبان نشتر فضا دے ہے آگیا وعدہ کا دن اب کہنے کیا ارشاد ہے پشت خار دست وحشت پنچہ فولاد ہے اے شکر خاک میری کشتہ فولاد ہے ہجر مین دل خون ہوا اندھیر ہے فریاد ہے یہ بھی ایک وجہ سکون خاطر ناشاد ہے کمل گیا باغ جوانی جنت شاد ہے طاق مینخانہ مکان خلوت داماد ہے بس سیوا اسکے جو کچھ باقی ہے سب برباد ہے رشتک تاج فرق خسرو تیشہ فرہاد ہے</p>
<p>ہو کہین شاید اسیر کیسوی مشکین حبیب دیکھتے ہیں ہم تو اک مدد سے وہ آزاد ہے</p>	
<p>جو تھادہ ربطا نہیں آنسے رسم و راہ تو ہے</p>	<p>دلون مین کچھ ہوا بھی وضع کا نباہ تو ہے</p>



مرض ہے یا غم فرقت یہ کہ نہیں سکتا  
 نہ صیام میں میخانہ بند ہے تو چلو  
 کمی کرے غم فرقت میں لاکھ خون جگر  
 گنہ کا بار بڑھائے کشتی سے خیر بڑ ہے  
 ہزار شکر خیالات قوم کے بدلے  
 نہیں ہوں عابد و زاہد تو کیا ہوا اے شیخ  
 جفا میں سے کیے پچی جان کم نہیں یہ بھی  
 نیا کمال ہے اس پر بھی لوگ نازان ہیں  
 بلائے گوشہ فرقت میں کوئی وصف نہیں

پراسین شک نہین حالت مری تباہ تو ہے  
 یہ تیس دن وہیں کاٹیں گے خانقاہ تو ہے  
 معاملہ دل و مہرگان کار و براہ تو ہے  
 غم خار مجھے وجہ انتباہ تو ہے  
 کسی طریق سے ہو کوشش رفاہ تو ہے  
 ہر ایک وقت خدا پر مری نگاہ تو ہے  
 دل ستم زدہ کا ایک داد خواہ تو ہے  
 ہنر نہیں ہے شہرہم میں جب جاہ تو ہے  
 ہمارے بخت زبون کی طرح سیاہ تو ہے

ہے جتنے پاس مبارک ہو ملک مال او نہیں  
 حبیب اپنی طبیعت کا بادشاہ تو ہے

وہ صحبتیں نہیں پرہوشوں سے راہ تو ہے  
 سمجھ کے کچھ نہیں دیتے ہیں کفر کا فتوے  
 غضب کی آگ نے پہونکا ہر جیتے جی او سکو  
 برہانہ ہو گئی رحمت کا صفہ راتنی بات  
 بہت مفید ہے داعظا اگر موافق ہو  
 لباس فقر میں کاٹینگے زندگی کچھ دن  
 شب وصال اگر چاندنی نہیں نہ سہی  
 دکھا کے دل مرا ظالم نہو گا کچھ حاصل

روادری کی ملاقات گاہ گاہ تو ہے  
 ہماری وضع پہ لوگوں کو اشتباہ تو ہے  
 عدد و جہان میں سیہ قلب درو سیاہ تو ہے  
 ہمارے آگے گناہوں سے عذر خواہ تو ہے  
 شراب پینے میں نقصان نہیں گناہ تو ہے  
 ذرا کشاکش افکار سے پناہ تو ہے  
 تمام رات مقابل وہ شک ماہ تو ہے  
 نہیں ہے گر کوئی دل سوز برق آہ تو ہے

ہمارے حال کا اک معتبر گواہ تو ہے	کرے نہ قدر کوئی پر جان میں یہ سخن
برائے تو ہم ہی اک اسید گاہ تو ہے	شرف ہے ہند کا سرکار بادشاہ و کن
اسی پہ خوششس ہیں کہ اک شور وادہ تو ہے	یہ شاعری کے مہوس سخن کے دشمن جان

حصیب دل پہ سمو اور صد مہ غریب

وطن کے جگڑاؤنسی چند سے یہاں پناہ تو ہے

قطرہ ہاے خون مرہ سبھی جدا ہونے لگے  
مہربان وہ ہم پہ ہم اون پر فدا ہونے لگے  
واغ سودا نائفہ مشک خطا ہونے لگے  
کان پہر شتاق آواز درا ہونے لگے  
مضبوط بقا ہو ہے خود دوست و پا ہونے لگے  
با وفا معشوق عاشق بے وفا ہونے لگے  
لو اسیر دام کیسو خود رہا ہونے لگے  
رند کئے سے ترے کیوں پا ہونے لگے  
بت برہمن کے لئے قبلہ نما ہونے لگے  
خاکساری کے طریقے کیسا ہونے لگے  
بالش پہلو ہی سنگ آسیا ہونے لگے  
سیدی باتو نہیں ہی وہ ہم پر خفا ہونے لگے

اس قدر قلب و جگر نا آشنا ہونے لگے  
فرض الفت و نون جانستے او اہونے لگے  
ہو گیا مجبورین اخفا سے راز عشق سے  
رخصت تاپے توان نزدیک سے یا وقت مرگ  
بڑھتے ہیں پیچم کر جان اور سحر کی طرف  
قلب مائیت اسی کہتے ہیں اسے دور فلک  
ڈہل گیا جو بن تو شان دلربائی گھٹ گئی  
سلب آزادی میں واعظ اس قدر کوشش نہ کر  
جب کچی ثابت ہوئی نکلی دلیل سستی  
عجب و نحت نے جہا نہیں باس قدر باندہی ہوا  
گردش تغیر پیسے کی بسنا کر تا توان  
دیکھتے نبھتی ہے کیونکر ات دن کی چٹھیر چار

نام کہنے کے مسلمان کو بہ کر ڈالو حصیب

اب تو یہ خواری گے چرے جا بجا ہونے لگے

فصل گل آئی دلِ نالان کو وحشت پہر ہوئی  
 پہر ہو اجوشِ جنون وحشت کی شہرت پہر ہوئی  
 بڑ گیا پہر ضعفِ بینائی کی شدت پہر ہوئی  
 ہوش آیا جبکہ وہ آئے عیادت کو مری  
 سامنے غمِ رون کے بیتا بانہ لوطا خاک پر  
 بعد مدت دل ہو آشفستہ زلفِ دوتا  
 سلسلہ جنباں ہو اجوشِ جنون آئی بہار  
 بیٹھتا اٹھتا گیا در تک اگر ہین ناتوان  
 لو طبیعت اگنی اک شوخ بے پرواہ پہر  
 گھر میں جی گہیر رہا ہے سیر گل بہائی نہیں  
 کوئی گل پہلے نہ یارب آپ کے باہر نہ ہوں  
 بعد مدت وصال جانا نے ہوئی یکجا حواس  
 ہم تو کہتے تھے رقیبوں کو نہ آنے دو کہی

نشتِ فساد کی رگ رگ حاجت پہر ہوئی  
 ہر طرف سے بارش سنگِ ملامت پہر ہوئی  
 کیا اجل نزدیک آئی ہے جو الفت پہر ہوئی  
 اوٹ گئے دل میں اوٹھا پہر دردِ غفلت پہر ہوئی  
 آج طفلِ اشک سے ظاہر شرارت پہر ہوئی  
 پہر بلائے تازہ آئی سر پہ آفت پہر ہوئی  
 زلفِ جانان کی طرح برہم طبیعت پہر ہوئی  
 دیکھ کر وہ بولے یان آئی کی طاقت پہر ہوئی  
 جس سے پچتا کرتے برسوں وہ حماقت پہر ہوئی  
 خارِ صحرا کی طرف تلون کو رغبت پہر ہوئی  
 غیسے سر میں نے نہا ہر آج خلوت پہر ہوئی  
 ذہن میں آئی مضامین تازہ جو دت پہر ہوئی  
 تمنے صحبت میں بلایا او نکو نخوت پہر ہوئی

شکر کا سجدہ ادا کر شاد ہو دلیں حبیب

ملگیا اشرف سے توحق کی عنایت پہر ہوئی

ترے جمال پہ پڑتی اگر نظر تیری  
 ہمیشہ دوشِ صبا پر عاشقوں کا غبار  
 جلا لیا مجھے پہونچا کے خط شوقِ او نہیں  
 عزیز رکھوں گا غفلت کو ہوشیاری سے

مری طرح سے ہوتی تجھے خبر تیری  
 تلاش کرتے ہیں مٹ کر ہی دربد تیری  
 خدا دراز کرے عمرِ نامہ بر تیری  
 ملی جو عالم رویا میں کچھ خبر تیری

میرا خیال نہ پستی سے آشنا تھا کبھی  
 اور ہر ہی دیکھ ہوا ہے زمانہ پر آشوب  
 ہے میکشون کی مذمت کا نام غمخواری  
 نہ بنتے عابد شب زندہ وار مردم چشم  
 فقیر ہو کے پہرے ہر گروہ میں ڈھونڈنا  
 نہیں ہے گردش ایام کا گلہ زیبا  
 سچین گے گوشہ غزلت کو حسب خواہش دل  
 امید وصل غنیمت ہے ہجر میں اسے دل

غضب ہوئی اسے ایسا آسمان نظر تیری  
 فسون کا گم رہے ہر اک چشم فتنہ گر تیری  
 اسی پہ ہوتی ہے اب داعی بے سرتیری  
 جو دیکھتے نہ تجلی دم سحر تیری  
 کسی نے دی نہ مگر آج تک خبر تیری  
 ہلا کرے کوئی کیا قدر بے ہنر تیری  
 ہر ایک رنگ سے تصویر کینچ کر تیری  
 اسی خیال میں ہو جائے گی بسرتیری

اگر فیصل نہیں کوئی رنج کرنے حبیب  
 خدا میں ہے ہو جائیگی بسرتیری

کمان کمان نہیں کی میں نے جستجو تیری  
 ہمارے پارہ دل کو عزیز رکھ دے  
 نہیں ملانہ سہی خیر دیکھ لینے کبھی  
 گلوں نے آنکھ جو رانی تیر چاک دامان سے  
 عیان ہو حال ابھی بے خودی کا گرساقتی  
 میں ہوں جفا و نکاح و گر نہ دل ہل جائے  
 نہ تجھسا پردہ نشین ہے نہ ہمسآوارہ  
 کلیم کو انی کہنے کی نہ حاجت ہو  
 نہ پاک ہو گا جلانے سے کا فر بدکیش

کشان کشان لے پرتی ہے آرزو تیری  
 جہان میں نہ سمائے گی آرزو تیری  
 کرین گے حشر تک اب یوہن جستجو تیری  
 بھری ہوئی ہو مرے پیرہن میں بوتیری  
 یہ شیشہ میری حقیقت کے بسوتیری  
 شکایتیں جو کروں تیرے روبرو تیری  
 ہمارے عشق سے شہر کے چار سوتیری  
 یقین ہی ہوش اورین جسکے گفتگو تیری  
 ملیگی خاک میں اک دن یہ آرزو تیری

<p>جگہ جو لی کمر یا رین تو اسے خنجر کبھی نہ شانے سے سلجھے اگر پریشان ہو بعد اسے حور پہ مائل نہو گئے سن لینا</p>	<p>گلا ہمارا کبھی لے گا ابر و تیری ہمارے دل کی طرح زلف مشکبو تیری یہ کان وہ ہین جو سنتے تھو گفتگو تیری</p>
<p>عبث عدو سے سیر و کا توف کر نہ حبیب خدا بچائے گا ہر وقت ابر و تیری</p>	
<p>جو دل مین لے گئے بے مہر آرزو تیری گرا جب آنکھ سے دامن مین لیلیا امرو شک کیا سبب جو بڑی شکایت کو شکے پہ پہنچا ستم شب وصال مین کیوں مین نے درد چہر کہا مڑے مڑے ہی مین لی جان جھٹکے ویدیکے نہ آئینہ گام سے اعزاز و اعتبار مین فرق خدا کے واسطے دیتے ہین پر نہیں آتے بلائے جان تن لاغر ہوا ہے فرقت مین شکایت ستم و جور کرنا اسے دل زار بہم مین شیر و شکر جیسے ہو دعا مین اثر</p>	<p>ہے اونکی خاک کے ذرو نکو جستجو تیری بچائی خاک مین ملنے سے ابر و تیری نہیں خدا سے حقیقت نہان مد و تیری سنی نہ شام سے تا صبح گفتگو تیری کنہ زلف ثنا کیا کرے گلو تیری برائی اچو نکلی عادی ہے حیلہ جو تیری ہماری ہوسٹا نے بھی سیکہ لی ہے خو تیری جدائی کہنہ چہتی بہر نی ہے چار سو تیری سنتے گا کون بہلاؤ نکے رو برو تیری کلیم لب مین میسما ہے گفتگو تیری</p>
<p>بس اک حبیب تھا باقی جو اب ہے دیوانہ جفا مین کون سے شوخ تہند خو تیری</p>	
<p>طورا چہا نہیں یہ دیکھے کیا ہوتا ہے جانکر شیفتہ زلف دو تا ہوتا ہے</p>	<p>آج دل مین مرے کچھ درد ہوا ہوتا ہے دلِ نادان مرا پابند بلا ہوتا ہے</p>



نغمِ فرقت بھی عجب ہوش ربا ہوتا ہے  
 آدمی وہ بھی بہینِ معشوقِ نہیں کیا ہوتا ہے  
 کر دیا ہم کو تغافل نے کسی کے برابر  
 کچھ نہیں ہوتا ہے جب تک نہواؤ سکی مرضی  
 تیرے محتاج کو زبیا نہیں غیر و نئے نیاز  
 اوس کی رحمت کے کرشمے ہیں کرم کے چیلے  
 ایک دن اُس گلِ رعنا کی نہ لائی خوشبو  
 ہو گا کیا گر دل عاشق میں نہو جذبہ شوق  
 کیا صلہ دیکاوہ سفاک و نسا داری کا  
 دل جلے کرتے ہیں یون ثروتِ نظامِ معدوم  
 بیگنہ جو رہے جس نے وہ پائیگافروغ  
 واسے غفلت نہیں کچھ اپنی تباہی کا خیال

خفقانِ فکر تسلی میں سہا ہوتا ہے  
 مگر اک آفتِ جانِ حسنِ ادا ہوتا ہے  
 چپ ہیں گرمندے سے کہیں کچھ تو گلا ہوتا ہے  
 جو کہو ہوتا ہے جب فضلِ خواہ ہوتا ہے  
 تاجِ درویش میں کب بال ہما ہوتا ہے  
 ہم سے کیا نیک عملِ وقت دعا ہوتا ہے  
 کب وہاں تک گذر بادِ صبا ہوتا ہے  
 سب غلط ہے کہیں نالہ بھی رسا ہوتا ہے  
 نامِ سنتا ہے میرا تو خفا ہوتا ہے  
 پانی جس طرح حرارت سے ہوا ہوتا ہے  
 کہیں زائل اثرِ صدق و صفا ہوتا ہے  
 دیکھتے ہی نہیں ہم خلق میں کیا ہوتا ہے

شاز و نادر کوئی ہمدرد جو پیدا ہو حبیب

ہر طرف سے وہی انگشت نما ہوتا ہے

ٹٹاے یا سرِ پا سخنِ سخن میں رہے  
 دیا نہ ساتھ ہمارا کسی نے غربت میں  
 جفا میں یار کی فرقت میں یاد کر اے دل  
 ضرور چاہیے ترکِ مقامِ نشو و نما  
 پہ اس قبا سے تری لوگ کہیں چینِ حطّ و دس

زبان سے نکلے نہ لفظ و زہن دہن میں ہی  
 جلیسِ بزمِ نشاطِ وطن و وطن میں رہے  
 ہے عینِ لطف جو ذکرِ محنِ محن میں رہے  
 کوئی نہو چہ جو مشکِ ختنِ ختن میں رہے  
 تمام رات جو ای گلبدنِ بدن میں رہے

ہمارے تخت جگر لعل بے بہا نکلے  
شہید ناز کی ہے عاشقونین یہ تو قیر  
بجز جلا سے وطن قدردان نہیں ملتا  
ہماری نظم سلسل جو بلبلین سن لین

خفیف ہو کے عقیق یمن یمن میں رہے  
کہ او سکی خاک کا صرہ کفن کفن میں رہے  
نہ آبرو ہو جو در عدن عدن میں رہے  
تو مدتوں یہی چرچا چین چین میں رہے

حبیب حرف نہ نکلے کوئی تعلیٰ کا  
خیال خاطر اہل سخن سخن میں رہے

جتنے تھے سب تیری محفل سے نکلوا ئے گئے  
آج تقریر کا واعظ کی اثر دیکھ لیا  
خاک میں ملے یہ دیتا ہے صد نقش قدم  
اس سے کچھ گرمی بازار ہے شاید مقصود  
ترے عاشق نے غرض یہ ہو سیکی نہ سنی  
کچھ دنوں سے یہی محفل دلدار کا رنگ  
کوششیں غیر دلی ہو جائیں گی نقش بر آب  
ہوے واعظ بھی تو اس حور لقا کے عاشق  
قابل ذکر ہے ان لوگوں کی ثابت قدمی  
بیوفائی کی رقیبوں سے شکایت ہو عبث  
سخت تشویش ہو کیا امر ہوا انکے خلاف  
شکر اللہ کا وہ میرا گلہ سن سن کے  
ہائے ان میں ہی ملایا کیا تھی بحث فضول

وہی اچھے رہے آخر کو جو کم آئے گئے  
رند مے پیتے گئے وعظ وہ فرمائے گئے  
اونسے بہتر ہیں جو اس راہ سواٹھوائے گئے  
کہتے ہیں خط میرے اغیار کو دکھلائے گئے  
اپنے بیگانے نصیحت کو بہت آئے گئے  
آج یاد اونکی ہوئی کل یہ نکلوا ئے گئے  
دیکھنا ہم اگر اس بزم میں بلوائے گئے  
بر چلی کچھ بھی نہ حضرت کی بہت آئے گئے  
مر کے بھی کو چہ دلبر میں جو دفنائے گئے  
کیون یہ شائے کی طرح زلف میں الجھاؤ گئے  
صاف باتوں سے تکرار کو نشان پائی گئے  
عذر کرتے گئے ہر بات پہ شرمائے گئے  
ناصح اتنا بھی نہ سمجھے مجھ کو سوجھائے گئے

کیا بچے عشق مجازی کی اذیت سے بشر  
جب فرشتوں کو کنوئین چاہ میں جھکوا گئے

خاکساری سے نہ پہلے کبھی اونہو کا حبیب  
حشر کے دن مرے اعمال جو تلوائے گئے

کہوں کیا باتیں کرتی ہوں جب لکنت زبان میری  
سنح سے صورت معنی عیان ہیں شوخیایں  
تم آویانہ آؤ دیکھتا ہوں راہ مدت سے  
نہ جسم حضرت یوسف کی تنہائی پر رحم آیا  
جواب آئے نہ آئے اس میں کیا بس پر یہ کمد و نگا  
ہمیشہ باغ ہستی میں خلش ہے خار کو گل سے  
یہاں ہے پیچودی کیونکر چلے بس چارہ ساز و نگا  
مرے دل کی طرح ہر دم جلی فرقت کی راتوں میں  
نہ کراہ رہا بل بس اوٹھالے آشیان اپنا  
جو کچھ کہنا ہے اس پر دل سے کہہ لیتا ہوں وقت میں  
ویا ہے خوب آب و رنگ گلزار فصاحت کو

کیا زور جوانی وہ طبیعت اب کہاں میری  
شباب شیب ہے لیکن طبیعت ہے جوان میری  
نہ منہ پیر و نگا جب تک پہنچ جائیں پتلیاں میری  
بہلا پہر بات کیا پوچھیں گے اہل کار و ان میری  
لکھے خط تکوین تک جبک گئی ہیں نگلیاں میری  
نہ کشکین کس طرح دلیں بدو کے نیکیاں میری  
جو کہہ سکتا میں کچھ کرتے قلبی راز و ان میری  
تیری تعریف میں ای شمع قاصر ہو زبان میری  
سفارش میں کروں او سد منہ جب باغبان میری  
نہیں بہم کوئی آہ رسا ہے راز و ان میری  
روا ہی گر سخن میں دین مند اہل زبان میری

حبیب رند شرب کہہ رہا تھا کج واعظ سے  
عنایت ہے جو حضرت بخشیدین گستاخان میری

کچھ دنوں اور رہی گریہ وحشت میری  
خواب میں آئے وہ بیدار تھی قسمت میری  
روکنے سے ہوئی بالیدہ طبیعت میری

آئینہ یار کا بنجائے گی حیرت میری  
ہوشیاری کا مزا دے گی غفلت میری  
لیجلی سونے بیابان مجھے وحشت میری

دل کے جلاؤں نے جسوقت اوڑا سہ پڑے  
جب کوئی پوچھتا ہے عشق و جنون کی حالت  
کشتہ یاس نہ ایسا ہی ہوا ہو گا کوئی  
رنج بے وجہ ہی تم دیتے ہو جب کہتا ہوں  
کیا اداو کی پسند آگئی حیران ہوں میں  
یار نے داد و فادی مجھے بعد مردن  
پہٹ چکے جیب و گریبان اب اکتاتا ہوں  
نام سنکر ترا کل اشک جو پیہم ٹپکے  
جاؤں کس طرح یہ مونہ لیکے میں پر کعبہ کو  
عمر بہر جو رسمے مرنے پر برباد ہے خاک  
جذب دل کھینچ کے لایا ہی دم نزع او نہیں

دیکھتی تھی مجھے کس یاس ہی حسرت میری  
بہر تشبیہ و کما دیتے ہیں صورت میری  
میرے بالین پہ بکا کرتی ہی حسرت میری  
ہنسکے کہتے ہیں کہ اب سہ ہی عادت میری  
حور پر بھی کہی آئی نہ طبیعت میری  
شکر کی جاسے ٹٹکانے لگی نیت میری  
الہ و جوش جنون ہی وہی وحشت میری  
خود بخود کھل گئی لوگوں پہ حقیقت میری  
دم احرام بتوں میں رہی نیت میری  
پہر قیامت ہے کہ بہر نی نیت میری  
کیا برسے وقت میں پہل دیگی نیت میری

ننگ ہستی ہوں رہوں گوشہ نشین کیون جیب  
شر مساری کا سب سے مجھے شہرت میری

بنجھو دی کیونکر نہ ہو آنکھوں میں تیرا نور ہے  
کیون تر دین عبث تو اسے دل رنجور ہے  
اوسکا عامل ہو نہیں جو عشاق کا دستور ہے  
پوچھتے تجھ سے کیون اب تجھ کو کیا منظور ہے  
کیا نہیں ہیڈ ہونڈہ لینا منزل مقصود کا  
خوش نہو لگا لاکھ دین تجھ کو شلی چارہ ساز

خانہ دل میں مرے روشن چراغ طور ہے  
آپ ہو جائے گا جو اللہ کو منظور ہے  
دل میں تیرا وہیان ہی لب پر ترا مذکور ہے  
ہو تمہیں ٹٹتار بندہ ہر طرح مجبور ہے  
ای دل مضطرب ہی کو سون ہی دلی دور ہے  
کہتے ہیں بیمار سے اچھے ہو یہ دستور ہے

ایک دم اپنی حقیقت پر نظر پڑتی نہیں  
 مین رہا سکتا تو واغظ خود یہ فرما کر اوٹھے  
 تھی جو کل تک وہ شکوہ گور کانی کیا ہوئی  
 ہو رہا ہے مگر کسے پہلے ہی سامان حنوط  
 یہ سمجھا کرتے ہیں نام آور و نکاح اعتبار  
 ہے غنیمت خاتمہ ہو جائے گرمیہا بخیر  
 ہر گھڑی صدمے نئی دیتا ہے سنگ تفرقہ  
 اب تو بے تقلید کوئی بات ہی بنتی نہیں  
 بال آیا کاسہ چینی مین جب آئی صدا  
 سوزش غم درد مکروہات ہے ولین مگر

نفس سرکش کا براہو کستہ در مغرور ہے  
 او سکو کیا سمجھائے جو عقل سے معذور ہے  
 آج بزرگ و نواذرتیت تیمور ہے  
 دیکھنا خوف گنہ سے رنگ رخ کافور ہے  
 آخر اسین کچھ تو ہے جو اسقدر مشہور ہے  
 فکر جنت ہے یہاں زاہد نہ ذکر حور ہے  
 دل کا شیشہ ختموٹے اسکی چلنا چور ہے  
 یہ نئی اردو زبان ناسخ مغفور ہے  
 و در آخر مین یہ روداد ہے بغفور ہے  
 کس طرح بے دیکھے کھڑن داغ ہی ناسور ہے

رنگ یونان ہند مین مصر عزیزان کمال  
 کہتے ہیں مولہ حبیب خستہ کا کشور ہے

گوارا زیست مین انسان کو آفت ہوتی جاتی ہے  
 نظر کر حادثے ہر روز صبح و شام کے ناوان  
 طبیعت مین جہان ہونے لگی سنجیدگی پیدا  
 خیالات اپنے ظاہر کر رہی ہیں حضرت واغظ  
 و اسی بات پر بگڑی تھی پراہتکا نکلنے سے  
 جنہیں عزت کے رغبت اور نفرت کے ناپیش سے  
 مبدل ہو گئی ہے میری یاد سی قناعت سے

متاع صبر پر نافع طبیعت ہوتی جاتی ہے  
 قیامت تک یہ معمولی قیامت ہوتی جاتی ہے  
 بدل کر رنگ کچھ ویسی ہی صورت ہوتی جاتی ہے  
 مگر سن سکی مجھ کو اور وحشت ہوتی جاتی ہے  
 زیادہ خود بخود دل کی کدورت ہوتی جاتی ہے  
 اور نہیں کی ہر طرف دنیا مین شہرت ہوتی جاتی ہے  
 توقع جیسے تھی اب اُنسی نفرت ہوتی جاتی ہے



<p>اسی تک ہر محل پر تجسّر غفلت ہوتی جاتی ہے مگر اتنا تو ہے صاحب سلامت ہوتی جاتی ہے سخن میں کچھ نہ کچھ ہر روز جہت ہوتی جاتی ہے تو خط کی ایک قلم رنگین عبارت ہوتی جاتی ہے قوی مالک سے اُمید اجابت ہوتی جاتی ہے</p>	<p>سلامی عمر رفتہ کی ہے امر آخری اسے دل صفائی اونسی کیا ہوگی نہیں حد کوئی رنجش کی جوانی کا قلق کہوئے گی یہ مشق کھن میری حقیقت جب دل پر خون کی میں اس گل کو لکھتا ہوں وہ عا میں خوب کین اب منتظر رحمت کا بیٹھا ہوں</p>
--	---

ذائق فقر خوش آیا حبیب پاک باطن کو  
یہ نان خشک اُس کے حق میں نعمت ہوتی جاتی ہے

<p>ہوا ملل کے ہر غنچے سے نکلت ہوتی جاتی ہے طبیعت میں یوہین پیدا قناعت ہوتی جاتی ہے کٹین دن جتنی کم اوتنی ہی مدت ہوتی جاتی ہے شکایت میں بھی درپردہ طرافت ہوتی جاتی ہے عروس فکر کی اک تازہ زینت ہوتی جاتی ہے کرم سے تیرے ساقی سیریت ہوتی جاتی ہے زمین سے دن بدن ہموار تربت ہوتی جاتی ہے سخن کی فکر میں فکر معیشت ہوتی جاتی ہے جوانی شریب سے ملل کی رخصت ہوتی جاتی ہے پہننے تہی جنین ان کا منہ فرست ہوتی جاتی ہے</p>	<p>تقریب سے عیان تاثیر صحبت ہوتی جاتی ہے اسی پر شکر کرتا ہوں جو حالت ہوتی جاتی ہے خوشی سے کاٹ دیوہین جفاکش قید کلفت کو لطافت سے کہی خالی نہیں اُس شوخ کی باتیں تحمل حسب قدر ہو کام لہو زور طبیعت سے وہ حالت اب نہیں میری حریص یادہ تھا پہلی شاہکار نشان وہ ٹھوکر وٹے قبر عاشق کا طبیعت جب نہیں یکسو ہو کیا لطف ایسی کہنے کا تغیر سے توے کے ہے تسلط ناتوانی کا لحد پہرتی ہی آنکھوں میں ہوئے ہین گہری لا پروا</p>
---	---

حبیب دلخیزین گدڑی جفا سی حاکم جلدیر  
ہمیں تخفیف زحمت اور سکون ہوتی جاتی ہے

خلق کا دیکھنا نہ اک عالم کبھی  
 کر گئے مجروح اور بھیجنا نہ آہ  
 شرج کی زلف رسا کر یار نے  
 روے برسوں فرقت احباب میں  
 عمر بہر ہر شب تہی یاد زلف یار  
 زندگی جادوان حاصل ہوئی  
 حال ابتر ہے مریض عشق کا  
 حسرت و یاس و قلق اندوہ و غم  
 موشگافی ہو سکے شانہ سے کیا

سے یہاں شادی کبھی نام کبھی  
 زخم دل کا آپ نے مرہم کبھی  
 لب تک آیا اگر سخن مبہم کبھی  
 ایک دن بیٹھے اگر باہم کبھی  
 چین سے سوئی نپاے ہم کبھی  
 یاد لب میں کہا لیا اگر رسم کبھی  
 ایک دم ہوتی نہیں تپ کم کبھی  
 عمر بہر چھوٹے نہ یہ ہدم کبھی  
 زلف جانان کا نہ لکھا غم کبھی

بخت کی برگشتگی دیکھو حبیب

مطلن بیٹھے نہ ہم اک دم کبھی

عدم کو گئے نوجوان کیسے کیسے  
 لئے امتحان جان جان کیسے کیسے  
 غم و وحشت و انتظار و تمنا  
 کرم نے ترے خوب جان بخشیاں کین  
 نہیں وہیاں اندرے سرد مہری  
 کئے خاک دل سوز الفت نہ کیا کیا  
 مذلت نتیجہ ہوا سرکشی کا  
 ہر ایک شے سی ظاہر ہر ہر آثار قدرت

نہ پوچھو چٹے مہربان کیسے کیسے  
 ہوئے ہم سے تم بدگمان کیسے کیسے  
 ہین زقت میں خواہان جان کیسے کیسے  
 قوی ہو گئے ناتوان کیسے کیسے  
 ہین عشاق گرم فغان کیسے کیسے  
 جلے کوہ آتش فشان کیسے کیسے  
 تگ و تسار دیکھو نشان کیسے کیسے  
 ہر اک جاہل اسکی نشان کیسے کیسے

<p>بنائے ہین مہر تو لائے تیری چلے ہین طریق محبت مین سالک تشنا خوان ہین سب کشتگان وفا کے کیسکا تو ایسا بھی کرنا تھا آخر بلا خیز ہین زلف مشکین کی راہین بخانے دیا داغ شیرین سخن کو</p>	<p>ہر اک دل پہ اپنے نشان کیسے کیسے عیان ہین قدم کے نشان کیسے کیسے جہان مین مین قائم نشان کیسے کیسے کے عہد اری جان جان کیسے کیسے لٹے ہین یہاں کاروان کیسے کیسے دکن مین ہین قدردان کیسے کیسے</p>
<p>خدا بات رکھ لے حبیب حسنین کی مخالف ہین اہل جہان کیسے کیسے</p>	
<p>مکین خاک مین مین نہان کیسے کیسے عیوض لے چکا آسمان کیسے کیسے نہ کام آئی کچھ باغبان کی ریاضت دکھاتے ہین نیزنگ آنکھوں کے پردے خیالات سنکر ہوئے سرد و اعظا سکوت و پشیمانی و ضبط حیات مٹے لاکھ پہر لکھنؤ لکھنؤ ہے + نہ کیونکر ہوں وہ میری الف کے قایل بہت پی کے بہکانہ مین گر عجب کیا تری تربیت کا ہے سب فیض ساقی ہین برہم در انداز می محتسب پر</p>	<p>ہین ویران ہزاروں مکان کیسے کیسے پہنے دکھ مین انداز سان کیسے کیسے ہوئے باغ صرف خزان کیسے کیسے ہمیں صورت آسمان کیسے کیسے تھے حضرت کو مجھ پر گمان کیسے کیسے ہمارے ہی ہین راز دان کیسے کیسے سخندان ہین اب بھی وہاں کیسے کیسے محک ہوئے خوش بیان کیسے کیسے تھے رہا رہی پیر مغان کیسے کیسے بنے زند پیر مغان کیسے کیسے ہوا خواہ پیر مغان کیسے کیسے</p>

پلا کر مے ناب رندی کے مشیوے  
غضب عشق و دشتی پر وہ دری کی  
محبت میں نکلے رقابت کے جگرے  
جسے جب تو کے نہ پاسے تو کل

سکھاتا ہے پیر معان کیسے کیسے  
ہوئے پیرہن و ہجیان کیسے کیسے  
ہوئے جمع ایذا رسان کیسے کیسے  
فلک نے لئے امتحان کیسے کیسے

عبث دل دکھایا حبیب حزن کا  
کئے تو نے ظالم گمان کیسے کیسے

کچھ شکایت نہیں دل باطل بیدار ہے  
چاہتے قید تکلف سے دل آزاد ہے  
طبع وار ستا سیری میں بھی آزاد ہے  
ہوں وہ بلبل کہ خزان میں جو کروں ذکر بہار  
جذبہ شوق اسیری کا تقاضا ہے یہی  
بیڑیاں تو طرین یہاں تک تیرے دیوانہ نے  
تیری ہر تازہ ادا پر ہوئے خود آشفستہ  
اے تو پہر نہو اللہ کا قایل کوئی  
نہیں جینی کی ہوس آئین مسیحا کہ نہ آئین  
کیون نہ انصاف کرے وادرس روز جزا  
ہند میں نامن اسلام ہی سرکار نظام

پرہین بھول بخانا یہ تمہیں یاد رہے  
جام مے ہاتھ میں پہلو میں پر یزاد رہے  
عمر بھر ہاتھ ہی ملتا ہوا صیاد رہے  
پہول کی طرح شگفتہ رخ صیاد رہے  
جاؤں جب میں کہ فقط باغ میں صیاد رہے  
سر کو ٹکراتے غم و رنج سے حاد رہے  
ہونٹہ ہی چاٹنے سارے تھک چکا رہے  
گر تمہارا یوہن یہ حسن خیاں یاد رہے  
ہاں دم نزع سر ہانے میرا جلا رہے  
چشم مقتول میں جب حلیہ جلا رہے  
یا خدا یوہن ہمیشہ یہ گمراہ یاد رہے

کیون نہو حالت خستہ پناہ افسوس حبیب  
دیکھ کر شاد ہمیں مفت وہ ناشاد رہے

قید ہے دلین آرزو آٹھ پہر ہے بیکلی مُرخ و حوروش مین وہ سن ابھی گو مہر ہے کم دی مجھے وہ مئے صبح حسین ہو بو گلاب کی وقت وصال ہی قریب سوچ مین مین غبت طیب	جلد مد کو آئے دم سے لبون پہ یا علی عند شباب ہو کا قہر شور ہے یہ گلی۔ گلی ہے دم عیش سا قیا ابراوٹھا ہوا چلی سہیز زندگی سے جی نبض نہ کیون ہو متلی
--	--

مفت نہ جان دو جیب یا راہی ہی نا سمجہ  
عیش کا سن ہی سمجھیکا خاک تمہاری بیکلی

عیش بھی روٹھ ہوئی کیون خفا سنو تو سہی لبون پہ جان ہے فرقت مین دم نکلتا ہے وہ بد مزاج جو اوٹھانا نہ پہر پھر دیکھا بٹھا کے پاس رقیبون کو مجھ کو بلوایا جفا مین آپ ہی کین ہو گئے خفا ہے یہی قرار تھا دل لے کے جو کیا تم نے مری طرح سے جو کرتے ہو دم بدم نالے جفا مین کرتے ہو عاشق پہ کیسے پنا دانا	قدم پہ گرتے مین مانو کس سنو تو سہی سچ حال ہمارا ذرا سنو تو سہی مین دور تک یہی کتنا گیا سنو تو سہی تمہین یہ بات تھی لازم بہلا سنو تو سہی اور او سپہ کرتے ہو اولٹا گلہ سنو تو سہی ملاؤ آنکھ تو مجھ سے ذرا سنو تو سہی کہو ہوئے ہو کمان مبتلا سنو تو سہی مٹائے دیتے ہو نام و فاسنو تو سہی
--	--

جیب خستہ تر پتا ہے درد فرقت سے  
اگر نہ آنکھ سے دیکھو صد سنو تو سہی

بہر دل کب کسی کا کل کا خیال اچا ہے شاد ہو تجہ مین اگر کوئی کمال اچا ہے وہن قاف قناعت سے یہ پیدا ہے صد	کون مانے گا کہ آئینہ مین بال اچا ہے یہ تو ہے قدرت صانع کہ جال اچا ہے قطع ہو جائے اگر دست سوال اچا ہے
---	--



نوش بے تیش ہے جب عالم مکائین محال  
 دینگے کیا وہ مری خون ناپہ فشانی کا صلہ  
 درود دل کر کے ترقی ہوا در مان آخر  
 اس یقین سے نظر آئیگی آسان مشکل  
 او نگلیان او شہتی ہین ناقص کھٹیف دنیا میں  
 ہونہ آفاق میں انگشت ناشکل ہلال  
 نہ میری طرح سے ہو عیش منقص صاحب  
 گرچہ اک وصف اضافی ہو مگر اے منعم  
 عبرت آگین وہ یہ نا طورہ انظار فریب  
 نیکیان آئینگی وان سامنے حورین بنکر

اس گزر گاہ میں عشرت کے ملال اچھا ہے  
 مشک کے جنکی لگا ہونین نغال اچھا ہے  
 دو مسیحا کو نہ رحمت میر حال اچھا ہے  
 کہ ہر ایک رنج و مصیبت کا مال اچھا ہے  
 دیکھ لو بدر سے شہرت میں ہلال اچھا ہے  
 دو کر نقص کو بن بدر کمال اچھا ہے  
 آپ ہی دیکھئے آپس کا ملال اچھا ہے  
 ہو مروت بھی تو تیرے لئے مال اچھا ہے  
 جام جم سے ہین یہ جام سفال اچھا ہے  
 واعظا تجھے ہمارا یہ خیال اچھا ہے

چند اجاب بہم بیٹہ کے جب خوش ہوں حبیب  
 عید کا دن ہے وہی وہ مہ و سال اچھا ہے

ادھر آجور و جفا کر کے مکر نے والے  
 شام کو صبح بنائے گی صفائی عارض  
 تم نظر میں تھے نہان آنکھ میں سیلاب سرشک  
 ذکر فرقت پہ خفا ہو کے وہ فرما تے ہین  
 جہر آئینہ دل ہونگے گرفتار دن کے  
 وصل کی یان ہے خوشی ملنے سے دسواں وہاں  
 تم مرا خون بہاؤ گے یقین ہے کس کو

دیکھ یوں جی سے گزر جاتے ہین مرنیوالے  
 آئینہ آیا ہے گیسو ہین سنورنے والے  
 واہ لے ڈوب کے طوفان میں ابتر نیوالے  
 کیوں بہرین عشق کا دم ہجر سے ڈرنیوالے  
 عارض یار پہ گیسو ہین بکھرنے والے  
 منتیں بڑھتی ہین صدقے ہین او تر نیوالے  
 ہر کھڑی منہ سے نہیں کہتے ہین نیوالے

جنش ابرو سے قاتل پہنچا ہن عاشق  
کون روکیگا تری زلف کے آزادون کو  
خون عاشق کے دست پہ نہ چٹو دامن سے  
اب وہ صبح ہے نہ وہ گہری ہنگامہ حسن  
ذکر محشر پہ وہ کہتے ہیں بہت نکلیں گے  
اب تو اقرار مرے قتل کا کر لے لے

ایک ہی گھاٹ سی یہ سب ہیں اترنے والے  
قید ہو سکتے ہیں کب شیر بہر نے والے  
ہاتھ ملتے رہے ہر روز نکہر نے والے  
کہنے کیا ہو گئے دم عشق کے بہر نیوالے  
ہم سے بیدار گنگنا کر نہ رہنے والے  
اے سم معرکہ محشر مکر نے والے

بس خدا کے لئے اب عشق سے باز آؤ حبیب  
جان ہی لینگے یہ دل لیکے مکر نے والے

عش خون مہر و وفا کرنے والے  
یہ پابند عصمت حیا کرنے والے  
سمجھتے ہیں تلچٹ کو بھی پھول ساقی  
کوئی کیوں نہواس سے مطلب نہیں کچھ  
نہیں در و ذرق سے واقف ہیں شاید  
نشانہ ملامت کا اکثر بنے ہیں  
ستم جو ہیں سب بے گناہوں پر کرلو  
محل عبسرتوں کا بنی ہر عمارت  
سنو گے نہ جب تم پشیمان ہو گے  
زمانہ میں ہیں منظر فیض خالق  
اشاعت میں حق کی ہیں محکوم فطرت

ہیں اک دن قیامت پیا کرتے والے  
ہیں ہر دل میں در پردہ جا کرنے والے  
تیرے میکدے کے دعا کرنے والے  
کرینگے کسی کا بسلا کرنے والے  
مرے سر کو تن سے جدا کرنے والے  
کسی کام کی ابتدا کرنے والے  
نہ آئینگے زور پر خطا کرنے والے  
سدا رہے عدم کو بنا کرنے والے  
شکایت مری بارہا کرنے والے  
غریبوں کی حاجت روا کرنے والے  
بدونیک کا تذکرہ کرنے والے

یہ تقلیدِ حسد و ہوا کرنے والے	ہوئے ہون نہ سہر و اہل جہان کے
	<p>حبیبِ حزنِ دل کی آہوں کو روکو</p> <p>یہ نالے ہیں آفتِ بپا کرنے والے</p>
<p>ستم کرنے والے جفا کر نیوالے</p> <p>مرے دردِ دل کی دوا کرنے والے</p> <p>ہیں بے تیغ کارِ قضا کرنے والے</p> <p>حقوقِ محبت ادا کرنے والے</p> <p>مجھے دردِ عین مبتلا کرنے والے</p> <p>یہ ہر بات پر واہ واہ کرنے والے</p> <p>غنی ہو گئے التجا کرنے والے</p> <p>یہ ناوک نہیں ہیں خطا کرنے والے</p> <p>تیرا ذکر صبح و سہا کرنے والے</p> <p>یہ مرآۃِ دل کے جلا کرنے والے</p> <p>مقدمہ کا ہر دم گلہ کرنے والے</p> <p>گدا دوسرے ہیں صدہا کرنے والے</p>	<p>خبر سے کہے اب ہیں کیا کر نیوالے</p> <p>بنایا نہ عیسٰی کا ممنون تو نے</p> <p>اشارے تیرے ابروے جانشان کے</p> <p>برے وقت میں ساتھ دیتے ہیں از خود</p> <p>کہوں اور کیا خیرِ راحت سے بیٹھیں</p> <p>نہ سمجھو ہوا خواہ دشمن ہیں صاحب</p> <p>پہر اکون خالی ترے در سے مالک</p> <p>بچے کس طرح دل تمہاری نظر سے</p> <p>جہان کے بد و نیک سے بے غرض ہیں</p> <p>ریاضت سے کہوتے ہیں زنگِ کدورت</p> <p>نہیں ہیں خدائی مشیت پہ شاکر</p> <p>ہمیں چاہیے دادِ حسنِ طلب کی</p>
	<p>حبیبِ یہ کارِ مضطر کہڑا ہے</p> <p>ادھر دیکھ عفو و عطا کرنے والے</p>
<p>اے نقاہتِ مژدہ طاقِ گزائیکے لے</p> <p>دل دیا ہی مجھ کو کیا صدے اٹھائیکے لے</p>	<p>بیدی کیا غمِ دل آیا ان پہ جائیکے لے</p> <p>راحتیں ہیں امی خدا سارے زمانیکے لے</p>

انقلاب ایسا نہویا رب زمانیکے لئے  
 پہر ہے آغاز جنون بڑھ بڑھ کر رہا ہے تہن  
 جان دی جنکے گل رخسار پر آئے نہ وہ  
 خواب میں پا کر اونہیں جی کہوں کر دیکھا جمال  
 ہے تقاضا قابض ارواح کا حصر مگر  
 اے میما کیئے عاشق سے پیام وصل یار  
 میں سمجھتا تھا جو باتیں کر رہے تھے شب کو آپ  
 زور قیگرہ دن پہ ہوں عیسیٰ روان مانند نوح  
 چادر اشک روان میرا کفن ہو بعد مرگ  
 ہوتی ہی فکر محبت ہی ہلاکت کا سبب  
 وہ عیادت کو مری تشریف لا کر پہر گئے

خاص ہو بیگانگی اب ہر بیگانیکے لئے  
 دھجیان حبیب گریبان کی اوڑانیکے لئے  
 ایک دن دوپہل تربت پر چڑھانیکے لئے  
 نیند آئی میری قسمت کو جگانیکے لئے  
 جان تجھ میں ہو کھانے آئے جانیکے لئے  
 تم باذن اللہ ہے مردہ جلاانیکے لئے  
 ڈھال کر مجھ پر قیون کے جلاانیکے لئے  
 بیٹھ جائیں صہم اگر آنسو بہانیکے لئے  
 ہے کدورت دل کی کافی تن چپانیکے لئے  
 دام میں آتا ہے طیار ایک دانیکے لئے  
 کیا ہی ساعت تھی اے غش بھگوانیکے لئے

قدردان ہن جمع شتاق سخن ہن سب حبیب  
 آپ ہی چلئے کلام اپنا سانیکے لئے

تھے وہ آمادہ ہمارے پاس آنیکے لئے  
 ہے بکا اگر قبر بار و مین یگانے کے لئے  
 چاہیے جو کہئے دست ہی بہانیکے لئے  
 کیسی آنکھیں نور آنکھوں کا کرین ہم فرش راہ  
 چہیڑنا منظور ہے آشفگان زلف کا  
 ہے وہی پام و جو کچھ کر کے دکھلائے کبھی

ہوش کی حالت میں بیہوشی سے لانیکے لئے  
 کس نے لی راہ عدم دنیا میں آنیکے لئے  
 ورنہ مانع کون تھا تشریف لانیکے لئے  
 وہ کسی دن سنہ سے فرما میں تو آنیکے لئے  
 شانہ منگواتے ہیں وہ کیسوں بناانیکے لئے  
 کچھ نہیں درکار ہے باتیں بناانیکے لئے

بے نیازی اور کرلو جتنا جی چاہے بتو  
 اور کوئی کیا نہ تھا آماج گاہ تیسرناز  
 کنگیاں کیوں زلف میں کرتے ہوشیاری و عیال  
 خوش رہیں یارب ہمیشہ جتنے ہیں ہمدرد قوم  
 سمجھے ظالم کو نہ کیوں شخص نخل بے ثمر  
 سب کیلجے تمام لین میرا فسانہ وہ نہیں

ہے جبین میری تمہارے آسانیکے لئے  
 متافقہ میرا ہی اک سینہ نشانی کے لئے  
 یہ دل صد چاک تو حاضر ہے شانیکے لئے  
 ایسے لوگوں کی ضرورت ہے زمانیکے لئے  
 بید مختص ہو گیا ہے تازیانی کے لئے  
 شوق سرتستہ ہیں جس کو نیند آنیکے لئے

ہونگے کیا سر سبز دنیا میں وہ بد باطن حبیب  
 جو کیکورخ وین راحت اوٹھانیکے لئے

جو کیا مالک نے اوپر صبر کرنا چاہیے  
 ہو گا کیا بدخواہ سے ہرگز نہ ڈرنا چاہیے  
 کوچ سے پیش اک ہر سہی ڈھونڈنا چاہیے  
 کسکو ہی یہاں سند فرمان روائی کی ہوس  
 ہم سیمہ کارون سے جب چھوڑے بزم دلفریب  
 تماجد ابتک مگر میں اب ترا وایستہ ہوں  
 کوئی بے جذب محبت دوڑ کر آتا نہیں  
 ہے تنک ظرفی جو عاشق فاش کر دی راز عشق  
 سارے عقدی اک توجہ نے تری حل کر دی  
 کیوں ترے آگے نکلون نیک بد کا اعتراف  
 وہ ید بیضا کرین جس داغ کو چاہیں مگر

غیر ہنگامہ اپنی حالت کا تماشا چاہیے  
 قادر مطلق کی رحمت پر بہرہ و سا چاہیے  
 فکر دنیا تا کجا اب ذکر مولا چاہیے  
 پشت خم کو تیرے دروازے کا تکیہ چاہیے  
 منہ چپا لینے کو تھوڑا صاف کپڑا چاہیے  
 یا ولی اللہ اتنا یاد رکھنا چاہیے  
 شمع کو خرواپنے پروانوں کی پروا چاہیے  
 ایک ہو باطن مگر ظاہر میں پردہ چاہیے  
 پیشوائے منزل مقصود ایسا چاہیے  
 حال نامحرم سے انسان کو چپانا چاہیے  
 عاشق جانسوز بھی مانند موسیٰ چاہیے



کیا ہدایت کی ہر آتش کو خدا بخشتے حبیب  
 ”یا علیؑ کہہ کر بت پندار توڑا چاہیے“

<p>بڑا مزا ہے خموشی میں خوش بیان کے لئے                  کنایہ پس ہے سمجھنے کو نکتہ دان کے لئے                  ہمارا دامن ہمت ہے بادبان کے لئے                  اگر نہو علم آہ بادبان کے لئے                  یہ اونکے عیش کو اور وہ مری فغان کے لئے                  ہے مغتنم یہ تلون مزا جان کے لئے                  یہ میرا ہے ہر شمشیر امتحان کے لئے                  چلے ہیں پر سس یا رن زنگان کے لئے                  اخیر وقت مرا تن غم نہان کے لئے                  براے نام تو کچھ چاہیے نشان کے لئے                  اسب طرح سے ہر ایک سود ہر زبان کے لئے                  بہانہ ہو گیا اون کو یہی فغان کے لئے</p>	<p>رہے نہ قید فصاحت جہان زبان کے لئے                  مباحثہ نہیں زیبا ہے خوش بیان کے لئے                  روانِ لطمہ بحر ہوس میں کشتی عمر                  ڈبووے ہجر میں طوفان اشک کشتی تن                  جدا ہے پنج کا عالم خوشی کے عالم سے                  ملین وہ لاکھ کسی سے کبھی نہیں بنتی                  اوداس کیوں ہونہ ٹھہرا اگر کوئی عاشق                  نہیں ہے شہر خوشان کی سیراے دل زار                  بنا ہے پیکر حیرت مثالِ آئینہ                  تم ایک سنگ ہی رکھ دو مزار عاشق پر                  عدم مال ہے ہستی کا جسطرح احوال                  دکھا دے گل رخسار بلبلون کو عبث</p>
---	--

حبیب عشق ہے ہمو خیال رعنا سے

ہوئے ہیں پیر اسی شاہد جوان کے لئے

<p>دے شروع محبت میں امتحان کے لئے                  نہ کیوں ہو چادر مہتاب سائبان کے لئے                  یہ آسیا ہے اسی مشت استخوان کے لئے</p>	<p>جگر کو داغ تو سوز و گداز جان کے لئے                  فلک پہ پست وہ رفعت ہے اس مکان کے لئے                  کھلا ہے دور فلک بین اذیتیں سہمکر</p>
---	--

نہو یقین و فاکر سپر آڑا و انہیں  
 روان ہوں اشک نہ کسطح ساتھ نالوں کے  
 یہ کیا ستم ہو صبا تو نے کوئے دل برین  
 بہت دنوں میں وہ آئی ہیں وصل کی شب ہو  
 نشان چمن میں نرکھامرے نشیمن کا  
 گمان سایہ کا مجھ نہاتوان پہ فرما کے  
 یہ خشکی لب سو فار سے ہوا ظاہر  
 نہیں ہے تاب سخن پیر دے چہری صبا  
 خدا ہوں تم پہ اسی آرزو میں جیتے ہیں  
 ہواے گل میں ہے دیوانہ پن کی بو شایہ  
 بڑھائی موسکے ڈرنے حیات کی توقیر

دل و جگر تو ہیں موجود امتحان کے لئے  
 جس سناوئی رحلت ہی کا روان کے لئے  
 ہماری خاک ہی رہنمائی نشان کے لئے  
 موزن آج نہ یارب اوٹھے اذان کے لئے  
 روانہ تھی یہ جفا دست باغبان کے لئے  
 چلے ہیں قابض روح آ کے قبض جان کے لئے  
 لہو نہیں دل عاشق میں اب نشان کے لئے  
 مصر زیادہ نہو گل کی داستان کے لئے  
 خضر نہیں جو مرین عمر جاودان کے لئے  
 گیا تھا آج وہ گل سیر بوستان کے لئے  
 ہوئی ضرور مدارات میہمان کے لئے

حبیب بخت سکندر حضور کو میرے  
 کرے قدر عطا شاہ مرسلان کے لئے

رنگ بہتی میں تغیر کوئی گر ہوتا ہے  
 در و جب تک نہو کرتا نہیں کوئی فریاد  
 حق کی تائید سے بھجائی ہیں بگڑے ہوئی کام  
 کہیں دیکھے ہیں تھی مغر اطاعت مسلک  
 ترک لذات گنہ شاق ہے واعظ ورنہ  
 کوشش حفظ خلائق کا ملا ہے یہ شمر

امتحان نگہ اہل نظر ہوتا ہے  
 نالہ صوت دہن زخم جگر ہوتا ہے  
 فائدہ حاصل اسباب ضرر ہوتا ہے  
 خود سری جسمین نہو خم وہی سر ہوتا ہے  
 تم جو کہتے ہو یہ سب پیش نظر ہوتا ہے  
 بے خزان دہر میں گلزار سپر ہوتا ہے

فیض منعم سے غنی کیوں نہوں ارباب کمال  
شرط الفت نہیں نظارہ روئے اغیار  
جس سے جو ہو سکے واسے درو ہو مسکوک  
شمع کا شانہ اقبال ہے توفیق کرم  
عقلا اپنے ہوا خواہ کو سمجھے بد خواہ  
مین نے پہچانا ہی مالک تجھے بخشش سے تری

پر تو مہر سے تائبندہ قمر ہوتا ہے  
یار سے یہ سبب قطع نظر ہوتا ہے  
رفتہ رفتہ یوہن سامان سفر ہوتا ہے  
غنچہ گل ہوتے ہی خود صاحب ہوتا ہے  
کنے سننے کا یہاں تک تو اثر ہوتا ہے  
قاعدہ ہے کہ گدا دست نگر ہوتا ہے

شکر منعم سے ہمیں کام ہے ہر وقت حبیب  
ذکر بخشائش حق شام و سحر ہوتا ہے

راہِ فرقت اسے دل بیتاب طے ہو جائیگی  
ہے یقین ساقی دریا دل پلائیگا نیند  
بزم سے اوٹھ جائیگا جہوت تو امیر ہوش  
گر کر رنگا نظم روز وصل کا عیش و طرب  
کیا کوئی کم ظرف خم خالی کریگا میرے ساتھ  
فصل گلِ نزویا ہے آیا مہِ اردی بہشت  
کیا ہوا ویران کیا اگر محتب نے میکدہ  
دل گیا اک دن متاعِ جان ہی ہوتی تلف  
طالبِ پوسہ ہو نہیں قاصد وہ ہن خواہانِ جان  
نوش کر لو مہربان پہر شوق سے باتیں کرد

پہر ملاقات اونے گرفتست ہی ہو جائیگی  
دور کئے کا نہیں مانا کہ مے ہو جائے گی  
صرف شیون خود بخود آواز دے ہو جائیگی  
منبط ہو ہو کے بحرِ شعریے ہو جائیگی  
ایک چلو میں بہک جائیگا قے ہو جائیگی  
اب تلافی جفا و جور دے ہو جائیگی  
جمع پہر کل شام تک ہر ایک شے ہو جائیگی  
کارگر ہوگی حفاظت تابہ کے ہو جائیگی  
یہ ذرا سی بات ہے ملتے ہی طے ہو جائیگی  
جامِ مین کا کرہا بے کیف مے ہو جائیگی

ای حبیب بادہ کشِ رندی کی شیوہ ہن ہزار

## گردن مینا اگر ٹوٹے گی نے ہو جائیگی

فلک کی گردشیں ایسی نہیں جنہیں قدم ٹھیرے  
 قضا نے دوستوں سے دیکھے آخر کیا نام  
 چو اتونے جسے ملا او سے اسے افغی گیسو  
 کیا جب غور کو سون دور نکلی منزل مقصد  
 لگا کر دل جدا ہونا نہ تھی شرط وفا صاحب  
 جو کچھ دیکھا وہ آئینہ تھا آنے والی حالت کا  
 عمل کہنے پر اپنے حضرت واعظ کرین پہلے  
 جوانی کی سیستہ میں وصف زلف لکھا تھا  
 یہ ثابت ہے کہ مطلق کائنات میں ہونہیں سکتا  
 بشر کو قید کلفت مایہ اندوہ و آفت ہے

سکون و شواہی کیونکر طبیعت کوئی دم ٹھیرے  
 کئے تھے عہد و پیمان جس قدر وہ کالعدم ٹھیرے  
 یہ سب تریاق میرے تجربہ کرنے میں ہم ٹھیرے  
 کبھی گر پائے شل اوٹھو تو چکر و قدم ٹھیرے  
 غم و رقت کی شدت کے کرم جو رستم ٹھیرے  
 جہان دیکھا یہی آنکھوں کی کالسی جام جم ٹھیرے  
 گنہ کے معترف جب ہیں تو وہ کب محترم ٹھیرے  
 بڑا وہ سلسلہ ایسا کہ ہم مشکین قلم ٹھیرے  
 وہ سالک ہی نہیں جو چلکے تاویر و حرم ٹھیرے  
 رہے اچھے جو اس مہمان میں آئے کہ ٹھیرے

حبیب ناتوان سے راہ الفت طے نہیں ہوتی

عجب کیا گریہ رستا جا وہ ملک عدم ٹھیرے

یکساں ہی ہم ہوئے نہ زمانے میں یا ہوئے  
 پہونچا سکے نہ ہم کو کبھی کوئے یا ترک  
 شکر خدا کہ ہستے ہیں فریاد سن کے وہ  
 آلودہ جسم دار ہے خاشاک راہ سے  
 صحبت سے جنگی قلب کو زحمت ہوا رات دن  
 دل تم کو دیا ہے مگر یہ نہیں خیال

مدت ہوئی ہے راہ میں اوسکی فنا ہوئے  
 پہر فائدہ ہی کیا جو خضر رہنا ہوئے  
 نالے ہمارے نذر عشرت فزا ہوئے  
 در پر تمہارا ہے عضو بدن کمر با ہوئے  
 کیون چرخ کجدار وہ احباب کیا ہوئے  
 جو جو بہرے تھے اوس میں وہ ارمان کیا ہوئے

دیکھا جو تیری زلف مسلسل کا پیچ و تاب  
دل سے تو ہین قریب نہ ہم تک پہنچ سکیں  
قد مونہہ ڈر کے رکھ دیا سر تاکہ اوٹ نہ جائیں  
ناصح یہ وعظ و پند ہے بیکار جاے  
بنکر غیب سار بھی نہ گئی تیر گئی بخت  
غربت بس اب طریق محبت کو قطع کر +  
ہمراہ درد موت بھی آئی ہزار شکر  
لکھ کر مقطعات میں دین اون کو عرضیان  
پوچھو نہ کچھ کہ لیتے ہی دل کیا ستم کیا  
صورت طراز حسن ہے حیرت کی جانہیں

دیدے ہر ن کے نافہ مشک خطا ہوئے  
کچھ غم نہیں نصیب اگر نارسا ہوئے  
ناراض دلگی میں جو وہ اک ذرا ہوئے  
ہمسے ہی بادہ کش ہین کہیں پارسا ہوئے  
چشم رقیب کے لئے ہم تو تیا ہوئے  
مدت ہوئی ہے اہل وطن سے جدا ہوئے  
منت کش مسیح نہ بہر دوا ہوئے  
جو دائرے تھے کانٹے دست گدا ہوئے  
میرے ستارے کو ہم تن وہ جفا ہوئے  
آئینہ دیکھ دیکھ کے وہ خود نا ہوئے

جوش آگیا کریم کی رحمت کو اے حبیب

نادم خطا سے ہم جو دم التجا ہوئے

ہماری بزم عشرت میں کہی گرد و چلتا ہے  
بناوٹ ہے سراسر جو سخن مونہہ سے نکلتا ہے  
پلا دی شیخ کو ساقی نے غصہ میں ٹھلتا ہے  
تکلف کیا ہو اگر یار کے آنسو نکل آئے  
شب مرقہ کو شام وصل سمجھے ہین تری عاشقی  
نقاب الٹو کہیں دیدار کی حسرت نہ بجائے  
زبان انسان کی ہر حالت میں تابع ہے طبیعت کی

تو کیسے رند زاہد کا بھی عمامہ اچلتا ہے  
کہیں واعظ کا اس کہنے پہ انکلی کون چلتا ہے  
عجب حالت ہے کہتا کچھ ہے منہ سے کچھ نکلتا ہے  
یہ وہ آہیں ہین جنکے سامنے پتھر گپکتا ہے  
نہیں گئی ہے انکی عمر دن فرقت کا ڈھلتا ہے  
اوا دکھلا رہے ہو کس کو میرا دم نکلتا ہے  
بہر ہوتا ہے جو دل میں وہی مونہہ سے نکلتا ہے



گئی طفلی ہوئی رخصت جوانی آگئی پیری جہان دیکھا اثر صحبت کا غالب تھا طبیعت پر فروغ حسن نور عشق و دونوں ایک ہی شے ہیں	خزان کہتی ہے رنگ باغ تہتی یون بدلتا یہ وہ چمکتے ہیں جس سے آدمی سانچہ میں ڈھلتا ہے نہ جبتک شمع روشن ہو کہیں پروانہ جلتا ہے
--	---

حبیب مبتلا کے دل کی حالت کچھ نہیں کہلتی  
مگر باتوں سے اوسکے درد کا پہلو نکلتا ہے

اجل جہوت آجاتی ہے کسکا زور چلتا ہے محیط نور سے کب چشمہ ظلمت اوبلتا ہے ستم ہے جوش بیتابی میں اپنی حد سے بڑھتا یہ شعلیں آپکی بے اعتنائی سے نمایاں ہیں عجب کیا گر ہوا پر داغ سینہ فوت مقصد سے ہٹا دوشیشہ و پیما نہ آیا سادہ دل زاہد نہ نکلے زندگی بہر کو چہ دلدار سے عاشق تیسروں میں بہر تڑپنا دیکھ ہر بلبل کا اگلچین تعصب چوڑو دیکھو ترقی غیر قوموں کی نہیں دیتا ہے کوئی ہاتھ سے ملتی ہوئی دلت	بہر صورت غنیمت ہے وہی جو وقت ملتا ہے چراغ خانہ امید بے روغن ہی جلتا ہے ذرا دیکھو کہیں اشک روان گر کر سنبھلتا ہے کوئی ہے جان بلب حشر کے کوئی ہاتھ ملتا ہے حقیقت یہ ہے ہر ارمان دھکے گزیر میں پلتا ہے یہ مرد آدمی جب دیکھئے بیوقت کہتا ہے اوٹھی ہی گرتو یوں جیسے کوئی گر کر سنبھلتا ہے کلیجہ جیسے ان کا کوئی چٹکی سے مسلتا ہے جانیں ایک دن نخل ریاضت یوں ہی پھلتا ہے یہ ہے ایسی پرٹ بہ کا قدم جس پر پہلنا ہے
---	---

حبیب اکدن کر ہی منزل الم کی کٹ ہی جائیگی  
ہمیشہ تو سن عمر روان شہ کام چلتا ہے

دیکھو تو تم خوں آتش لے تم شیشہ میں ہے لوگ کہتے ہیں ترے رخسار تابان دیکھ کر	عکس داغ مہر کا اتنا اثر شیشہ میں ہے شیخ ہے فانوس میں یا آب زر شیشہ میں ہے
---	--

رات دن رہتی ہیئت بادہ گل رنگ مین  
 ساعد سیمین سے تیرے او سکو کیا نسبت بھلا  
 ہوتی ہی غرق عرق کیوں تو سیوای بولے گل  
 مسکدہ تیرا ہے آباد خم کی خمیر ہو  
 خاک سے میری بھلا کیا وقت کا ہوا امتیاز  
 یہ گمان ہوتا ہے عکس مہر صیبا دیکھ کر  
 حضرت واعظانہ ایسا وقت ہاتھ آئیگا پھر  
 کنج سکی ہرگز مصبور سے نہ تمثال عدم  
 توڑی توڑی راہ مین پی لینگے گر گم ہو گئی  
 مے پلا کر مجھے کہتے ہیں وہ ہو کر بے حجاب

یہ پری وہ ہے کہ جو آٹھون پر شیشہ مین ہے  
 توبہ توبہ کب لطافت اسقدر شیشہ مین ہے  
 اور کیا اسے بیل شوریدہ سر شیشہ مین ہے  
 ہاں پلا دی محبو ساقی جس قدر شیشہ مین ہے  
 چکر گھڑی بکر بگولا منتشر شیشہ مین ہے  
 داغ الفت کو لئے خون جگر شیشہ مین ہے  
 سب ہین بخود دم ہی پی لو کچھ اگر شیشہ مین ہے  
 دیکھو تصویر جانان تا کر شیشہ مین ہے  
 دور ہے میخانہ یہ زاد سفر شیشہ مین ہے  
 چڑ گئی آنکھوں پہ جب عنک نظر شیشہ مین ہے

کیون نہ زور طبع سب احباب دکھلائیں حبیب  
 امتحان حسن نظم یکدگر شیشہ مین ہے

شب کو تالا جو مارتا بہ فلک جاتا ہے  
 اچھا ہیانا ول ہے غم سے لبریز  
 کمر بار کی لگتا ہوں نزاکت جس دم  
 یاد آتی ہے کہی صحبت احباب اگر  
 چاندنی چسپی ہے تکیہ نکلے تلے آنکھوں میں خواب  
 دھل گئے ذکر پہ کہتے ہیں بگڑ کر دیکھو  
 دل لیا ہے تو خدا کے لئے کھد صاحب

صبح کو مہر کے پردے مین چمک جاتا ہے  
 بوند سے بادہ عشرت کی چمک جاتا ہے  
 خامہ سومرتہ کا غد پہ لچک جاتا ہے  
 ایک شعلہ ہے کہ سینے مین بھڑک جاتا ہے  
 سونے مین اونکا درپٹہ جو سرک جاتا ہے  
 ایسی باتوں سے کلجہ مر اپک جاتا ہے  
 مسکراتے ہو تمہیں برم اشک جاتا ہے

پیار کرنے کو جو بڑھتا ہوں تو کہتے ہیں ہٹو  
ساقیا جامِ پلا سیخ سے اتر اسے کباب  
لب خندان سے ندین کسلئے قاتل کو دعا

نفسِ مین آکے کوئی ایسا بسک جاتا ہے  
ویراچی نہیں باب لطف گزرک جاتا ہے  
روز زخمون پہ ننگ آکے چھڑک جاتا ہے

شیفتہ شاہدِ رعنا سخن کا ہون حبیب  
نسے انداز پہ دل میرا پھرک جاتا ہے

ہے وفا ہر حال میں لازم دل بیتاب ہے  
ہو بہلا خوفِ عدم سے کسکو جنبی کی خوشی  
تو دہان برسوں سے آگاہ کرنا چاہیے  
ایک دن پہونچیکا تاملک عدم طوفانِ چشم  
جام کوثر بھی ٹپن گے ہر وہ ساقی بحر فیض  
سنت و نیا ہے دون ہر گز نہ لے بہتر سمجھ  
ہجر کی شب تما فلک آئینہ سوز جگر  
صاحب گنجینہ باطن میں جتنے خلق ہیں  
کیا پسند آتی ہیں حور بستی کی ادا  
شان خالی تھی بتوں کے طاق ابرو سے عیا  
ہوں وہ عاشق گرگی ہوتی تو لیتا ہوں قرض

بخ غربت تو ملا ہے چوٹ کرا جا ہے  
ہے سیہ پوش آنکھ داغِ مردم نایا ہے  
ہم کو بھی اسے درد کچھ حال دل بیتاب ہے  
نوحِ جنت میں امان مانگین گراس بیلا ہے  
یان رہن محروم کیوں دو شراب ناس ہے  
یہ پٹے کپڑے گزی کے قائم و نہجا ہے  
عکس داغِ دل عیان تباہ تر کجا ہے  
وہ نہیں رکتے علاقہ ظاہری اسباب ہے  
یاد ہے آنکھ ائی لینا ادن کا اوٹکر خوا ہے  
جک گئے ہم بھی مشابہ دیکھ کر مہر ہے  
مہر سے دلی تپش داغ جگر متاب سے

کون یاد آیا کہ گزری ہے کیا دل پر حبیب  
دیکھتا ہوں خود بخود ہوائِ کچھ بیتاب سے

رونا ان کا کام ہے ہر دم جل جل کر مر جانا بھی

جانِ جهانِ عشاقِ تمہارے شمعِ ہی مہینِ پروانہ بھی  
 ساری عمر مینِ جو گزری تھی ہمیں پرودہ روداد لکھی  
 پر مہلی یون مشہور کہ جیسا ہونہ کوئی افسانہ بھی  
 عشقِ سبھی کرتے مہین مگر جو حالتِ مجہر طاری ہے  
 منہ سے کہوں گرا ہاتھ ملے گا اپنا ہی بیگانہ بھی  
 پوچھتے کیا ہو میرا ٹھکانا ایک جگہ گر ہو تو کہوں  
 راہ گزرے یا رکا دے سجدہ ہی بیتخانہ بھی  
 راہ طلب مین چلتے پھرتے لاکھوں آنے جال مین  
 خلق مین ہے عشاق کی منزل کعبہ بھی بیتخانہ بھی  
 مجھ پر وہ بے طور خفا مہین غیر و نکلے بہکانے سے  
 مانا کیدیا بات کہان کی بند ہے آنا جانا بھی  
 ایک مہین کیا چچ مین مہین اُس زلف و دتا کی الفت سے  
 مار سیہ ہم رنگ ہے اپنا سنبل تر بھی شانہ بھی  
 کردی صحبت درہم درہم کسکی چشم کے افسون نے  
 بہکا ساقی ڈھلی بوتل اور چمکا پیسا نہ بھی  
 واغظ کے منہ پر نہ کہو کچھ شرع کی حرمت لازم ہے  
 رندی مین مشروط نہیں مہین باتیں آزادانہ بھی  
 خنجرِ ابرو تیغِ نگہ تقریرِ مسلسل چشمِ سیاہ  
 تیز بھی ہے خوریز بھی دل آویز بھی ہرستانہ بھی

کوچہ میں اوس کے جمع ہیں عاشق بہیر لگی ہی کو سون تک  
 شور بھی ہے ہنگامہ بھی ہر شانہ سے چلتا شانہ بھی  
 خلوت دل میں چین سے بیٹھو کس سے تکلف کرتے ہو  
 گھر ہے تمہارا تم ہو یہاں مہمان ہی صاحب خانہ بھی

نام حبیب منصف کا معلوم نہیں سب کہتے ہیں  
 در در سیدہ آفت دیدہ وحشی بھی دیوانہ بھی

ہوئی خلق جب سے جہان میں ہم ہوس نظارہ یار ہے  
 ٹھہراے اجل کہ وہ آئینگی دم واپسین کا قرار ہے  
 رہیں محو کیون نہ ہر ایک دم کہ نظر میں جلوہ یار ہے  
 دل منتظر ہے جو آئینہ تو خیال آئینہ وار ہے  
 یہ خطائے عشق کی دی سزا کہ مژدہ مردم چشم نے  
 مراد دل دیکھا کہ یہ کمد یا اسے لو یہ قابل وار ہے  
 یہ خدا ہی جانے وہ کون تھا جو شہید ناز و ادا ہوا  
 کہ اوڑی ہے خاک رہ صنم تو خزاں میں رنگ بہار ہے  
 ہو میں ترک سادہ بختیں مرے سر پہ ڈھائی ہیں آفتیں  
 یہی دل کے لینے میں شرط تھی یہی مجھے قول و قرار ہے  
 یہ جنون کی دیکھئے بچگی جو کبھی کسی نے نہ ہوشی  
 میرے پیر ہیں کا جو تار ہے وہ ہر ایک ریشہ خار ہے  
 کوئی دلی تھلی نہ آرزو ہوا رنج و غم سے جگر لہو



پھرے خاک چھانٹنے کو بکونہ تو صبر ہے نہ قرار ہے

پس مرگ بھی ہین وہی تم ہین جھائین روج پہ وہ سیدم  
ادھر آتے آتے وہ پہر گئے جو سنا کہ میرا مرنا ہے  
مرے سینہ کو نہ ہدف کر و پیش بگر سے ڈرے رہو

پر مرغ تیر نہ جل او ٹہین کہ لہو برنگ شرار ہے  
وہ خوشی دکھائی نہ چرخ نے کہ عوض میں جسکے نہ غم دلی  
کبھی زرش گل ہے جو ایک شب تو مہینوں بہتر خار ہے

جسے درد نالہ و آہ ہے جو شہید تیغ لگاہ ہے  
شب ہجر اسکی گواہ ہے وہ حبیب سینہ فگار ہے

بنا کل البصر اللہ سے تقدیر تھہر کی  
کہ ہے ہر جادہ دشت جنون نہ بخیر تھہر کی  
کہ دعوائے خدائی کرتی ہے تصویر تھہر کی  
اگر دانا ہے تو بھی سیکھ لے تدبیر تھہر کی  
ہوا اچھا تیر سے عاشق کو دی تعذیر تھہر کی  
جو چھو لے میری گردن کو تو ہوشمیر تھہر کی  
نظر کرتے ہی ادنیٰ بن گئے تصویر تھہر کی  
مٹانے سے ہی مٹتی ہے کہیں تحریر تھہر کی  
ہوئی بارش ہر اک جانب سے ہم تھہر تھہر کی

بڑا دمی اک نظر میں تو نے کیا تو قیر تھہر کی  
اسیر زلف کیونکر چپ سکین گے قید و شہرے  
یہ جلوہ ہے کشت ویر میں صانع کی قدرت کا  
علاش رزق میں ہو آسیا کی طرح سرگردان  
بنا سنگ جراحت آکے زخم تیغ ابرو پر  
فسون چشم قاتل سے بنا ہوں سحر کا پتلا  
شب فرقت میں جو سوچے تھو کرتے وہ شکایت کیا  
نہ نکلی ہے نہ نکلے گی جی ہے دلیں جہاؤ نکے  
نہ اسے عشق مڑگان بتان سگدل پاؤ

نہ رزق کیا حبیب صابر و شکر کی راحت میں

## بنادنیامین قسمت کا لکھا تحریر پتھر کی

<p>جہان دیکھا ہر اک لب پر تمہاری ہونٹاں تھی          بہت روز دوشی گو معلوم نالون کی رسائی تھی          جو لے لیتے ہو یوں ہر ایک کا دل باتوں باتوں          مسیحائی دکھائی اپنے اس میں بھی کچھ شک ہے          کیا تھا میرا شکوہ غیر کے گھر اپنے اک دن          کرو باتیں ہٹاؤ آئینہ بس بن چکے گیسو          رقیب اور میری گرا کر مفرے ٹنکے اوٹھ جائیں          وہ پوچھیں غیر ممکن ہے جسے یا کوئی مر جائے          کہوں کیا خیر گذری ہنشین کچھ کہہ نہیں سکتا          دکھا کر مجھ کو اتنا کوئی کدے اُس پری روتی          بہرین کیون ٹنڈ ہی سانسین اچھی صحبت دیکھا ریل          نہیں پرواہی اب کچھ تم کو امین یا نہ آئیں ہم          مجھے چھوڑا تھارو تا اوس پہ ہنسر کہتے آئے ہن          بہانہ ہو گیا اک سنعون کا جی بڑھانے کو</p>	<p>مرے ہمدرد تھے سب ہن زبان سارخی کی تھی          مگر کل بیٹھے بیٹھے مینے قسمت آزمائی تھی          بتاؤ سچ یہ چالاکی تمہیں کسے سکھائی تھی          یہ سب کہنے کی باتیں ہیں کہ جان بکتائی تھی          خبر یہ اڑتی اڑتی میری کانون تک بھی آئی تھی          انہیں جگہ دن ہی میں اُس دن ہی کتنی رات آئی تھی          مروت یہ نہ تھی ہرگز سرسربے حیسانی تھی          مرے ہلانا نیکو اکبات یاروں نے بنائی تھی          بُری حالت تھی جن روزوں طبیعت گنہ گار تھی          انہیں دیکھو کہی انسی ہی صورت آشنائی تھی          کوئی تقریب یاران وطن کیسا یاد آئی تھی          وہ دن کیسے تھے جب دشوار دم بہر کی جدائی تھی          کہو اوس روز پہر کپ سانس سینہ میں سمائی تھی          خبر لی اوسے جسکے ہاتھ میں حاجت روائی تھی</p>
--	---

حبیب اب ذکر بھی بیہودہ ہوا ون کی شکایت کیا  
 جو کچھ گذری وہ گذری خیر قسمت کی برائی تھی

<p>جگر سے آکے بہن تک جو میری آہ رُکی          دم سحر میری شمعِ محسوس کی خاطر سے</p>	<p>تو کشمکش ہوئی ایسی نفس کی راہ رُکی          چلی نسیم دے پاؤں گاہ گاہ رُکی</p>
---	--

کہیں نہ میری طبیعت خدا کو اہر کی  
وہ محتسب کی سواری قریب راہر کی  
ہزار شکر تم آئے کہ یہ سپاہر کی  
کیس طرح سے نہ آنسو تھے نہ آہر کی  
مگر کہیں نہ دستگیر تری نگاہر کی  
سواری آپ کی کیون سنکے شوراہر کی  
خدا کی شان ہے دہارمین یہ گیارہر کی

یہینا پیتیان مسجد میں ریش واعظ پر  
خدا کرے کہیں مینخانہ کی طرف نہ مڑے  
چڑھایان تین مرے دل پہ شکر غم کی  
چھپانہ راز محبت ہزار کوشش کی  
اوچٹ اوچٹ گئے تیر و سنان مڑی تلوار  
یہ کون عاشق بیتاب صرف شیون ہے  
بچی طلاطم بحر الم سے جان نحیف

حبیب دین بھی لیا تباہوں نے دیکھے ساتھ  
طبیعت اپنی ہی کچھ کر کے اشتباہ کی

قیامت تک یہی سیری زندگی سے ہونین سکتی  
حمیت میں کمی کچھ مفلسی سے ہونین سکتی  
گوارا گل کی خوشبو ناز کی سے ہونین سکتی  
کبھی توہین جو ہر جوہری سے ہونین سکتی  
نگہ جسکے مقابل ششدری سے ہونین سکتی  
ادھر بات میں ایسی پری سے ہونین سکتی  
اعانت اک نمک کی کنکری سے ہونین سکتی  
زیادہ قدر عجیب و خود سری سے ہونین سکتی  
پریشان یہ تری جو لانگری سے ہونین سکتی  
شبیبہ ذرہ مہر خاوری سے ہونین سکتی

گوارا جان دیدنی خوشی سے ہونین سکتی  
اطاعت صاحب دولت کی جی سے ہونین سکتی  
چمن کی سیر اوس سر و سہی سے ہونین سکتی  
پٹرک جایگا دیکھے گاتہدستی میں ہی جہم  
کسی کا کب تر اساروے زیبا ہر زمانے میں  
یہ مانا جتنے ہو تم سے مقابل ہی وہ صورت میں  
عجب وقت فلاکت ہے کہ ابنا ہر زمانہ کی  
کمال فن خدا کر دے تو کسر نفس لازم ہے  
ہماری خاک ہر اخی زش گردون کوئی جانانین  
وہ ہین فرد زمانہ مجھ کو نسبت عشق سے کیا ہر

مناہی سے جلیب رند خود ہے محترم و اعظا  
خلاف وضع تو ہمیشگی سے ہونہیں سکتی

ہو قمر کی طرح اوس رخ سے پشیمان تو سہی  
ظاہر و باطن محبت میں ہوں یکساں تو سہی  
مر کے بھی چہوٹے نہ ایدل کوئی جان تو سہی  
دل کو ہو جوش جنون قطر سے طوفان ہو عینا  
تیر کمنچہ جذب الفت اس طرف قاتل اودہر  
سر رقیبوں کے قلم ہوں میری برق آہی  
ای جنون وحشت میں راہین میں نکالوں اس قدر  
مر کے بھی دکھلاؤں اونکو عشق کا کل کا اثر  
جیتے جی جنہر قدما ہوں گردہ لاشہ پر بھی اُٹے  
سخت جان ایسا ہوں تھک کر ہاتھ گرد پڑے کے  
اونکے دل پر یک بیک چھا جاؤں میں بیکر غبار  
تیغ گر کر جاے جان دیدون خم ابرو پین  
عکس داغ دل سے ہوتا یک روی آفتاب  
لیس ہو کر سب کے کتا ہی یہ وہ ابرو کمان  
شیخ کہتے ہیں ملک زہد ریائی پر ترے  
دیکھ کر اوسے ضیا پر در تر اے رشک حور

داغ لگجائے تجھے بھی مہر تابان تو سہی  
چاک ہوں قلب و جگر مثل گریبان تو سہی  
تا قیامت ہاتھ رہ جائے یہ میدان تو سہی  
نقش پا ہو میری آنکھوں میں بیابان تو سہی  
چٹکی رہ جائے سر پہ دلیں پیکان تو سہی  
ہو مجسم صورت شمشیر عریان تو سہی  
دجیان بنکر اڑیں صحرا کے دامان تو سہی  
میری تربت کے نبین کالے نگہبان تو سہی  
پہر بھلا گردان ہوا و ٹھکر جسم جیان تو سہی  
پہر کر خنجر کو ہو قاتل پشیمان تو سہی  
بعد مر نیکی لکالوں اپنا ارمان تو سہی  
مرتے مرتے بھی کروں قاتل پہ احسان تو سہی  
حشر کا ردون میا دم میں سامان تو سہی  
دیدہ دل کو پر دے نوک مڑگان تو سہی  
دور رحمت سے رہے مانند شیطان تو سہی  
ہر بت کا فکرے اتر قرآن تو سہی

عشق فرماتے ہیں یہ فوطہ مجھ سے جلیب

تجھ کو کر دو نہیں سخن میں رشک سبحان تو سہی

کوئی بات ایسی آج اسے میری گلزار بن جائے  
عیان ہو جذب شوق ایسا حسین آئین بارت کو  
مرے منہ سے یہ وہ کہتے ہیں ایسا ہی نہو چود  
تعب کچھ نہیں ہے گرد و سوز و فرقت سے  
ٹٹلتے کر چلے آئین وہ داغوں کے تاشے کو  
برہمن شیخ کو کر دے نگاہ ناز اوس بت کی  
اگر گھر سے بقصد سیر نکلتے وہ کمان ابرو  
تقسیم کر تماشا و یکہ کے دشت کا پر ظالم  
یوہن نہیں کر تم عاشق کا رونا دیکھتے جاؤ  
بڑا ہاؤ منزلت تیغ ادا کی تند خوئی سے  
اگر آئینہ دل صاف ہو حسن تو جہ سے

کہ ہیں باتوں باتوں میں دم گفقا رہ جائے  
مری تربت کا میلہ مصر کا بازار بن جائے  
کہ کوئی آدمی سے قہقہہ دیوار بن جائے  
مراہر ہوئے تن ہنقار موسیقار بن جائے  
ابھی سر و چراغان میرا جسم زار بن جائے  
گلوے زہدین تار نظر زار بن جائے  
تو بہر طایر دل ہر مژدہ سو فار بن جائے  
میرا چاک گریبان زخم دامن دار بن جائے  
کہ ہر تار نظر اک موتیوں کا مار بن جائے  
مناسب ہے جو یہ شمشیر جوہر دار بن جائے  
ہر اک آنکھ نو نکا پردہ پردہ اسرار بن جائے

یہی ہے خون بہا چکر ذرا کھد و اشارے سے

جلیب خستہ کامر قدیس دیوار بن جائے

کہتے ہیں جبہ وصل علی یہ مقام ہے  
حاجت رواہی عقدہ کشا ہر امام ہے  
روحوں کو راستہ نہیں کیا از دھام ہے  
اک خواہش محال ہے سودا خام ہے  
رخ صبح شیب زلف جو اینکی شام ہے

وصف علی ثنائی رسول انام ہے  
ہم نام حق وصی رسول انام ہے  
لا شونہ لاشین گرتی ہیں ان قتل عام ہے  
اسن لف تک قیب یہ روکا دسترس  
ظاہر شان فاعتر و قدیار سے



<p>برہم ہے آہ سرد سے میری مزاج یار زاہد ہین تو خرقہ رندی پسند ہے آمادہ ہو کُتل پہ میرے نہ تم ہنسو منظور ہر طرح ہی تمہاری خوشی ہمیں خالی گیا ہے غمزہ خوزیر کا جو دار</p>	<p>کرتا ہی درد سر کی شکایت ز کام ہے اس حجتہ اور عمامہ کو اپنا سلام ہے ان جان نثار یوں لگا بھی بل تھام ہے جو کچھ کہو درست بجا لاکلام ہے غصہ میں وہ بہری ہیں م انتقام ہے</p>
---	--

مضطرب نہ معین نہیں گر کوئی حبیب

تیری مدد کو شافع روز قیام ہے

فراق میں دم اُلجھ رہا ہے خیال کیسو میں جانکنی ہے  
طباب جلّاد کی طرح سے رگ گلو آج کل تنی ہے  
نہیں ہے پروا کے مال و دولت صفاے باطن سے دل غنی ہے  
گداہین حاجت رواے سلطان یہ کیمیاے فروتنی ہے  
جگر میں ہیں داغ مہر و الفت شگاف پہلو ہے جیب مشرق  
شب لحد ہے کہ صبح محشر یہ کس قیامت کی روشنی ہے  
فضائل اتحاد ملت جہان میں وجہ مخالفت ہیں  
معاف ہی رکھے شیخ صاحب یہ رہبری ہے کہ ہزنی ہے  
غرض نہ کہے مے چمان سے تو ہم بھی قائل ہوں تیرے واعظ  
کمال کیا جب امید فردا ہی علت پاک دامن ہے  
ہمیں نہ اس آیا دل لگانا غضب ہوا پھر گیا زمانہ  
کوئی تو کہتا ہے قید کر دو کوئی یہ کہتا ہے کشتی ہے

رقیب کو پاس گرٹھایا تو مجھے ہرگز نہ ضبط ہوگا  
 شاہی دون ایک دن یہ جگر ابلے اب تو دلمین ہی ٹھنی ہے  
 کوئی کسی سے نہ دل لگائے نہ سر پہ کوہ الم اوٹھائے  
 نہیں بہر و سا خدا بچائے کہ عشق میں جان پرہی ہے  
 کہی ہے دل میں منہسی تمہاری فراق میں کوندتی ہے بجلی  
 رہیں نہ کیوں اشک سرخ جاری جگر میں الماس کی کنی ہے  
 کبھی تو آمیرے رشک عیسیٰ ہوئی ہے مژمن پ جہانی  
 نہیں شفا کی امید باقی نمود چہرے سے مردنی ہے  
 ہوا یہ لاخرا سیر تیرا کہ سب کو ہے نقش پا کا دھوکا  
 گلے میں جو طوق تھا پہنایا وہ اب اسے حصن آہنی ہے  
 نہ تیغ قاتل کا کیوں ہو شہر کیا ہے جو رنگ جسم ایسا  
 دے جڑانکے تو ہے یہ دھوکا بدن کا ملبوس سوزنی ہے  
 زمین پر گرتے گرتے ہم کو سنا گیا کاسے سفالین  
 ہوا جہان دور عمر آخر یہ ساز ہستی شکستنی ہے  
 جگر میں برسوں کا ٹھک رہی پنکین گے پہلو چپک رہی  
 خیال مٹرگان یا ربانی سنان دل دوز کی انی ہے  
 ازل سے رندوں کو ہے عادت ہے اور واعظ کو سرزنش کی  
 مخالف وضع سے ہے جگر اند دوستی ہے نہ دشمنی ہے

حبیب پری میں ہیں زنگیلا وہ سبزہ رنگون ہی پرہیں مرتے

ہوئے ہیں دودن پتہ نہیں ہے کسی سے گم کی کہن پہنی ہو

ہے نوجوانی تین خضف پیری بدن بین عشہ کمرین خم ہے  
 زمین پہ سایہ ہے اپنے قد کا کہ جادہ منزل عدم ہے  
 یہی ہے رسم جہان فانی اسی میں گشتی ہے زندگانی  
 کہی ہے سامان عیش و راحت کہی ہجوم غم و الم ہے  
 بناؤ کیون چپ ہوئمنہ سے بولو گھر فشان ہر دہن تو کہو لو  
 عزیز رکھتے ہو جبکہ دل سے اوسی کے سر کی تہین قسم ہے  
 بناؤ آئینہ کو خدا را لبون پہ آیا ہے دم ہمارا  
 بناؤ تم دیکھتے ہو اپنا یرسان ہے دھڑکا کہ رات کم ہے  
 تمہارے کوچہ میں جب سے بیٹھو بھلاؤ دے سب طریقے  
 خدا ہی شاہد جو جانتے ہوں کمان کلیسا کمان حرم ہے  
 عبث ہے کوشش حصول زرین خیال فاسد کو کہ نہ سر میں  
 وہی ملیگا ازل سے جو کچھ ہر ایک کے نام پر تم ہے  
 نرشتے جنت کو لے چلے تھے یہ تیرے کوچہ میں ہم جو پہنچے  
 مچل گئے اونے کھکے چوڑوہ میں یہی گلشن ارم ہے  
 جدا ہو جب یارا اپنا ساقی کمان کی صحبت شراب کیسی  
 پلا میں گر خضر آب حیوان ہم اوس کو سمجھیں یہی کہ سم ہے  
 جلائے یا ہم کو کوئی مارے بہشت دے یا سقر میں ڈالے  
 رہیگا اُس بت کا نام لب پر ہمارے جیتک کہ دم میں دم ہو

حبیب تاجند فکر دولت کہی تو کردے شکر نعمت ۛ  
ۛ کریم کو ہے کرم کی عادت مگر غفلت تری تم ہے۔

سیکڑوں خون ہوں ہر گام پہ تلوار چلے  
اوٹھ کے سوبار گرے راہ میں سوبار چلے  
ڈال کہ سجدہ میں یاں رشتہ زنا رہے  
خاک اپنی بھی جلو میں پس رہوار چلے  
نقد جان رکھے ہتھیلی پہ خریدار چلے  
اوٹھ کے گر کا کل جانا کے گرفتار چلے  
سوے میخانہ اکڑتے ہوئی میخوار چلے  
ساتھ لیکر قفس مرغ گرفتار چلے

لیس ہو کر جو میرا ترک جفا کار چلے  
نا توانی نے دریا پر جانے نہ دیا  
تیرا کوچہ ہے وہاں بت کہ ہزاروں زاہد  
اے شہ حسن مگر نہو گر تیرا مزاج  
سکے یہ گرمی بازار تیری اے یوسف  
ہے یقین چشمین بھی ایک نیا عشر ہو  
فصل گل آئی اوٹھا ابر چلی سرد ہوا  
بوکا احسان پے گلگشت اگر تو صیاد

دیر سے بیٹے تھے مشتاق سخن سب حبیب  
دیکھ اوٹھتے ہی تیرے بزم سے حصار چلے

کھل سکا عقدہ نہ کوئی ناخن تدبیر سے  
زور کچھ تدبیر کا چلتا نہیں تقدیر سے  
شمع روشن تر ہوئی جب سر کٹا گلگیر سے  
ہو گئی آنکھوں کو نفرت سرمہ ستیخ سے  
کیون ڈروں میں کاتب اعمال کی تحریر سے  
اب یہ سمجھو تھے کہ راحت اٹھ گئی تقدیر سے  
بوسے الفت صاف آتی ہی مگر تحریر سے

کام سب بن گئے بگڑے گردش تقدیر سے  
کوششیں ملنے کی کین چھوٹے بت بلی سے  
ہوتی ہے نیکوئی حق میں نیک دشمن کی پی  
نہر بان ہو کر سینوں نے کئے ایسے تم  
میرے عصیان حد سے افزوں تیری حیرت پیچھا  
خوش ہوا دل پہرے تم جیسے ہمیں دور نہ ہم  
گوشتکاست میں ہر خطا دوس غیرت گلزار کا

کی خطاناوکنے صید انگین باجنجلا کر وان  
 پنج غربت درد و زقت گو چھپاتا ہوں مگر  
 دست قاتل کی صفائی پر نکیون پٹر کا کروں  
 ضبط کرنے میں گھلاتن آتش خاموش سان  
 نکلی آنکھوں سے رخ روشن کے نظارہ میں جان

ڈہل پڑے یاں اشک حرمان ویدہ پتھر سے  
 صاف ظاہر ہے مری تحریر سے تقریر سے  
 تیغ بران کام پیلے کر گئی تکبیر سے  
 دل ہر اے سوز جگر واقف تیری تاثیر سے  
 مین نہیں ہوسلی جو غش کھا کر گردن تنویر سے

فرقت جانا نہیں لب پر جان آئی ہے حبیب  
 دل تصور سے بہتا ہے نہ اب تصویر سے

سیہ گیسو ہین بادل اور شفق چہرہ کی لالی ہے  
 کمر کی فکر میں چھیدہ کیون اسی طبع عالی ہے  
 نہ گل میں باس باقی ہے نہ اب لالہ میں لالی ہے  
 خدا کا فضل ہے اچھے ہین چہرہ پر بجالی ہے  
 جمال اوسکا ہے آتش بال پرواز تصور کو  
 دیکھا دل نہ پا مالون کا بس صاحب چلے آؤ  
 مریض عشق ہوں سر کو طبیبو میرے بالین سے  
 کوئی سرد چراغان ہے کوئی گلشن ہے داغوں سے  
 قیامت ہین خیالات کس کو بند شین تازہ  
 کہنے تہی قند دلو سے ہنسی تہی اس پرورد سے  
 مگر کسے شکست رنگ گل شور عنادل کا  
 کوئی گریہ فاکتا ہے مجھے کتے ہین سسلو

خدا کی شان ہے شمشیر ابرو بھی ہلالی ہے  
 بس اب جانے دی بندہ جایگا مضمون خیالی ہے  
 خزان کی آمد و شد سے چمن کی پائمالی ہے  
 نہ بہکین گے کہیں ساتی ہمارا ظرف عالی ہے  
 پری پروانہ شمع رنجہ فانوس خیالی ہے  
 چمن کی سیر ہے سبزے کی ناحق پائمالی ہے  
 وصال یار کی شکل اب تو جان دیکر نکالی ہے  
 شب دروازہ اس بت کافر کے کو چہ میں یوانی ہے  
 یہ جدت روح مضمون کے لئے جسم مثالی ہے  
 قلم ہوتے ہین شمشاد اور گلون کی گوشمالی ہے  
 سمجھتے ہین کوئی مادہ مصیبت آنیوالی ہے  
 عجب طبع روان ہو دیکھ اپنی مجبہ ڈھالی ہے



<p>بہر ہے سرسبز تلخا بڑ جبل و خودی اسین جناب مرتضیٰ میں عرض حاجت کی نہیں جاتا</p>	<p>سرار باب نخوت بادہ عرفان سے خالی ہے جو تیرا حال ہر ایدل وہ کب کا اونپہ حالی ہے</p>
<p>شکایت کیا حبیب بتلا کی آؤ جانے دو کسی کا شیفتہ اک رند مشرب لا اوبالی ہے</p>	
<p>آج میں ہوں فصل گل ہی باغ ہر کلفام ہے یہ روش کیسی تری اسے چرخ نیلی فام ہے پہر خرامان باغ میں وہ سرو گل اندام ہے کہہ یا کیوں تو نے ظالم کو اخیر ہی جام ہے اونکے بوسہ کا تو میں خوگر نہیں اصلاً مگر آج فرمایا میں وہ یارب سن کے میرا حال زار مر گیا عاشق تمہارا آج اس حسرت کے ساتھ اے فقر و غنیمت مرے نادوم ہوے وہ استفاد سنتے ہو باور نکلا مگر کسے کچھ بھی رقیب ہاتھ مونسہ کی طرح دھوڑا لو کہ دورت و لکی بھی افت ساقی سے جب دیکھو مجھے لبریز ہوں لے خبر تمہارے مشکل کشاے دو جہان</p>	<p>ریشک اسکا مجھ کو ہے لیکن کہ بزم عام ہے پاشنہ ہی عیش کی منزل میں غم میں گام ہے قمر بیان ہوتی ہیں ناحق فوج قتل عام ہے اور دے ساقی ابھی میرا تو نشہ جام ہے آج تک باقی زبان پر لذت دشنام ہے مدین گذرین بلا لو آج تک ناکام ہے رورہا ہے جسکو دیکھو ہر طرف کھرام ہے ٹٹنے سے انکار یہاں ہی اوسط ف ابرام ہے ناتوان میں ہی حسد پیشہ ہے اور خام ہے آؤ اب ہو جاؤ ہم سے صاف دور جام ہے نعرہ یا مر تھے شور شکست جام ہے آج تک والسیدہ سائل ترانا کام ہے</p>
<p>ست صہبائی و لائے ساقی کوثر حبیب اک دامہ جسکو کتا ہے یہی بدنام ہے</p>	
<p>سٹین گیا ذکر مجنون کا یہ سب قصہ کہانی ہے</p>	<p>اجی پہنے بھی اس کو چہرین برسوں خاک چھاتی ہے</p>

ہنسی ہوتی ہے ہر سو میرا چہرہ ز غولانی ہے  
 ہمیں یہ اپنی حالت ایک دن اونکو دکھائی ہے  
 کمان ہی ایک کیانی ایک تیغ اصفہانی ہے  
 زمانہ جسکا قائل ہے یہ وہ جادو بیانی ہے  
 کہا ہنسنے کہ ہاں چہری بہا تک ناتوانی ہے  
 غضب کی ٹیس ہے ولین ہلاکی سرگرافی ہے  
 کہے دیتا ہے دل کچھ آج پیغام زبانی ہے  
 تمہاری عشق میں مزاحیات جاودانی ہے  
 کسلا عقدہ کمر کا اب یہ ناحق لن ترانی ہے

جنون کا جوش ہے آغاز عشق یا رجائی ہے  
 وہ پوچھیں یا نہ پوچھیں پر جو کچھ گزری ہر وقت میں  
 تمہاری برووشی کیوں نہ جانیں نکلے نالان ہے  
 کیا ہی رام مشق تو نکو ہنسنے میٹھی باتوں سے  
 شکایت کی شب فرقت کی اونسے ملکی جب ہنسنے  
 ہوا ہے جب سے عشق زلف مژگان کل نہیں م بہر  
 بشارت نیک ہے خط دیکے قاصد مسکراتا ہے  
 اجل کا خوف ہے کسکو کل آئی ہے تو آج آئے  
 ہمیں ہاتھ آئی مضمون کی طرح معدوم ہونے پر

حبیب رند شرب اور ترک الفت ساقی

کہا جس نے غلط ہے افترا ہے بدگمانی ہے

جب شام ہوئی دل گہرا یا لوگ اوٹکے براے سیر چلے  
 تفتیش صنم کو سوے حرم ہم جان کے ولین دیر چلے  
 گو بحر الم طوفانی ہے ہر موج عدوے جانی ہے  
 اب پاؤں رکھیں گے کیا اپنے اس دریا کو ہم پیر چلے  
 اب کام ہمارا یاں کیا ہے یہ آنا جانا بیجا ہے  
 جس وقت تمہاری صحبت میں ہم ہوں اور حکم غیر چلے  
 ہم سمجھے تھے یاں آئینے دن تھوڑا ہے رہ جائیں گے  
 پردل کی حسرت دل میں رہی جب سوے مکان غیر چلے

گو بنج جدائی ہے دل پر بیوقت ہے یہ دور سا غم  
بیٹھے ہیں حبیب احباب گمراہ تم بھی کھدو خیر چلے

<p>کیف مے سے مانغ عارض پر سہارا نیکو تھی اُن سے ملتے ہی خیال روزِ فرقت آگیا نشِ جہت میں شورِ مجرہا و مرسا ہا کا تھا صبح سے آنکھیں پھر کئے کا کھلا آخر سبب رخشکی تیزی نے پابوسی کی بھی مہلت ندی آگئے تم ورنہ نالوں کی تو اب طاقت نہ تھی ہو گئی آندھی بجائے کو ہوا کے کوے یار رات بھر ٹپا ہوں یاد کیسوے خمدار میں تو بہ کیا تھی میری بخشش او کو خود منظور تھی فاتحہ پڑھ کر چلے جب وہ یہ تڑپا جسم زار اک نظر میں دیکھ ہی لیتا تم آجاتے اگر بیلون کی سروا ہوں نے بھی باندھی کیا ہوا جس طرح آئے تھے دو باتیں بھی کر لیتے اگر</p>	<p>برق بھی ہمراہ باران بے قرار آنیکو تھی ڈھل پڑے آنسو نہی بے اختیار آنیکو تھی دل کی کشتی یا بجشم اشکبار آنیکو تھی شام ہوتے ہی نوید وصل یا آنیکو تھی خاک سیری تار کا بے شمسوار آنیکو تھی کوئی دم میں لب پہ جان بے قرار آنیکو تھی بعد مدت آج پہر شمع مزار آنے کو تھی اب مجھے نینداے خیال چشم یا آنیکو تھی حیلہ تھا یہ رحمت آمرزگار آنیکو تھی لوح مرقد ہٹ کے پائین مزار آنیکو تھی موت بھی دم بہر ٹھہر جاتی ہزار آنیکو تھی باغبان کتے ہیں بے موسم بہار آنیکو تھی پہر تن بیجان میں جان بے قرار آنیکو تھی</p>
---	---

انتساب حضرت ناسخ ہوا محل حبیب

سرتک اپنے بھی کلاہ اعتبار آنیکو تھی

قتل کر یہ بھی نہ رہ جائے تمت باقی  
چاک پہلو نہ کرو دلمین ہے اب کیا باقی

کو نسا ظلم ہے اب اے بت ترسا باقی  
خون کا آنکھوں میں ہو شاید کوئی قطرہ باقی

<p>کچھ دنوں گرسے یہی وحشت و سودا باقی قصہ زندگی ایک ہاتھ میں فیصل ہو ابھی لالہ رویوں کو دکھاؤں گا محبت کی بہار اور نیرنگ دکھا اسے فلک عریض ساز کوئی خواہان اجل آکے نہ محروم پہرا دیکھ لے چہرے کے پہلو نہ اگر باد رہو</p>	<p>رہ سکے گا نہ کہی سلسلہ پا باقی چھوڑ مجھ کو نہ ستمگار سکتا باقی دل میں چند سے جو رہا داغ تمنا باقی اپنی آنکھیں ہیں ابھی بہر تماشا باقی تاقیامت رہے قاتل تر کو چہ باقی دل میں ہے تیری محبت کے سیو کیا باقی</p>
<p>✓</p>	<p>دم ہی جب تک نہ بچو گے غم زقت سے حبیب جان کے ساتھ ہے واللہ یہ جگہ باقی</p>
<p>کیا تجھے اے دل سیوا میاں دلیر چاہی کیا شہید ناز کو غسل و کفن کی احتیاج فصل حق کے سامنے کیا مال ہر تاج و نگین شان مجنونی نہیں معشوق ہو گر رشک حور</p>	<p>بلبل شوریدہ کو ذکر گل تر چاہیے خاک کو سے یار کی بس ایک چادر چاہیے ساتھ بہت کے رسا ہونا مقدر چاہیے فتنہ گر طاقت رہا شوخ و شکر چاہیے</p>
<p>تنگدستی سے نہ دل تنگ اتنا اے حبیب ہے خدا رزاق مطلق دل تو نگر چاہیے</p>	<p>تنگدستی سے نہ دل تنگ اتنا اے حبیب ہے خدا رزاق مطلق دل تو نگر چاہیے</p>
<p>دل لئے جاتے ہیں داغوں سے بدلنی کیلئے نہیں ہوتا ہے پیارے یہ تشنچ دم نزع دہوتے ہیں اشکوں سے لکھ لکھ حقیقت اپنی پاؤں بڑھنے نہیں دیتا ہے ہجوم حسرت میری آنکھوں ہی میں دن رات پہا کرتی ہو</p>	<p>کوئی صورت تو ہو ارمان نکلنے کیلئے پاؤں مضطرب ہیں رہ دوست میں چلنے کیلئے شغل ہے یہ دل مضطر کے بھلنے کیلئے کس طرف نکلیں کمان جا میں ٹہلنے کیلئے کیا تمہیں اور جگہ تھی نہ ٹہلنے کیلئے</p>

اشک تہمتے نہیں گہلجائے نہ راز الفت  
رشتہ عمر محبت میں بنارشتہ شمع  
کیا ہے گریج بھی گیا تیرا مریضِ فرقت  
بارلایا نہ کہی نخل محبت اسے چرخ  
راہ پر فکر سانی تو کرین اوس در تک

دسبدم اوٹھتے ہیں یہ طفل مچلنے کے لئے  
آتشِ حسن جہان سوز سے جلنے کیلئے  
مدتیں چاہئیں اب اسکو سنبھلنے کیلئے  
کیا نہیں ہے یہ شجر ہونے پہلے کیلئے  
میں تو ہر طرح سے آمادہ ہوں چلنے کیلئے

صورتِ نقشِ قہرِ اوستہ نہیں سکتا ہر حبیب  
کیا یہ بیٹھا ہے ترے کوچہ میں ٹپنے کیلئے

روا روی میں بگولا بھی غبار بھی ہے  
چھٹی الم کی گھٹا سا قیاحلے پہر دور  
امید و بیم کا انجام دیکھئے کیا ہو  
جو آئے ہو دم آخر تو اک ذرا ٹھہرو  
ترے کرم پہ یہ تکیہ ہے دل کو امی معبود  
کہی ترے شہد کا نشان نہیں ٹٹا  
ابھی سنبھلنے کی قوس ہے بھائیو دیکھو  
کر خیالِ شہنشاہ تھے کل گدا ہو آج  
ہے ناگزیر عمل ہم سبہو نکو اوس پہ جو حکم  
نہ کہئے مونہ سے بس اب کیجئے جو کرنا ہو  
خدا نے کی تھی اطاعت نہ غیر کی لازم  
گلہ خلاف طبیعت نہو ٹھہراے دل

پیادہ بھی تری راہ میں سوار بھی ہے  
ہوا سے باغ بھی ابرو بہار بھی ہے  
جنابِ شیخ بھی ہیں رند بادہ خوار بھی ہے  
تکان راہ بھی ہے وقت احتضار بھی ہے  
خطا بھی کی ہے عطا کا امیدوار بھی ہے  
جہان میں نام بھی ہے سبکا یادگار بھی ہے  
مٹے نفاق تو عورت بھی ہر وقار بھی ہے  
زمانے میں کوئی تمنا دلیل و خوار بھی ہے  
خلافِ شرع بھی ہے دکن گوار بھی ہے  
کسیکو آپکے وعدہ کا اعتبار بھی ہے  
ہمیں کسی کی غلامی سونگ عار بھی ہے  
ابھی تو اپنے کئے سے وٹہر سار بھی ہے



نہیں ہے نوش بلا نیش راق ہستی  
کرین جو کرتے ہیں واعظ ہماری پردہ دری  
سرور و کیف بھی ہے زحمت غماز بھی ہے  
خدا غفور ہے بند و لکاپردہ وار بھی ہے

حبیب کیون پیری میں انتشار حواس  
خیال نزع بھی ہے بیت مزار بھی ہے

کل جو دساز تھے کیا یاد بھلائیں اون کی  
داند زد کرتے ہیں کیون اہل کرم پر چشماک  
محو نظارہ ہیں مشتاقو مکی آنکھیں دیکھو  
لاکھ چاہے کوئی لائیکا کہاں سے وہ بات  
ظالمو کیون نہ ڈرے آہ سے مظلوموں کی  
جائے حیرت ہے جو زندون کو ہنسا کرتے تھی  
نہ رہی عاقل و اشاک اور ادیب شعلہ  
اوٹھ گئے وہ کہ گئی بزم سخن کی رونق  
ملنے والوں کی ربانی وہ پیام اور سلام  
تہا ہر اک نکتہ رس و فاضل و نقاد سخن  
ابھی کانوں میں ہن دلچسپ صدائیں اون کی  
ڈھانپ لیتی تھیں عیوب اون کی عطائیں اون کی  
پتلیاں غرقو نے لیتی ہیں بلائیں اون کی  
الفقین اور کسی کی نہ جفا ئیں اون کی  
لوہریں باب اجا بے دعا ئیں اون کی  
رہن مے ہونیکو آئی ہیں عبائیں اون کی  
انجیلین یاد کرین ہم کہ دفائیں اون کی  
سکے اشعار وہ تحسین وہ رائیں اون کی  
تہیں غنیمت کرم آمیز ادائیں اون کی  
گو جہانین وہ نہیں دلیں ہیں جہائیں اون کی

مسک عشق پر ہن جتنے گنہگار حبیب  
عفو کر دیتا ہے ستار خطائیں اون کی

آجائے گاہو الو جلدی منظور جو دکا چارہ ہے  
عاشق کا پتہ کیا پوچھتے ہو وہ اک وحشی آوارہ ہے  
ناحق جو زمانہ دے ایذا چوٹے نہ رہ تسلیم و رضا

سمجھو کہ خدا نے فضل کیا عصیان کا یہی کفارہ ہے  
 ناوان کیوں اوج پہ نازش کی لازم ہے بلندی کو پستی  
 دولابی گردش گیتی کی کہتی ہے زمین گمراہ ہے  
 اوس مصحف رخ کے پرتو سے ایام شہور و سال سے  
 دو ٹکڑے ہوا تھا قمر جیسے ہر ماہ یوہن سپارہ ہے  
 سمجھے تھے جواب نامہ ہم جب تک نہ کہلاتا ازل کا ستم  
 دیکھا تو لفافہ کے اندر خط اپنا پارہ پارہ ہے  
 گل چن چنکر لیجا نیگے ہم حور و ن کو دکھلائیں گے  
 لبریز گل صفت ہر دم یان و امانِ نظارہ ہے  
 معلوم ہے اوس کو خطا میری محبوب کٹری ہی دعا میری  
 لیکن حسن لیگا خدا میری عام اوس کا کرم ہمارہ ہے  
 ہر شخص کے منہ سے جو نکلی اگر روز نہ کیونکر ہو جائے  
 کہتے ہیں زبان خلق جسے وہ قدرت کا تقارہ ہے

سب چوڑ جلیب نکتہ سرار کہہ فکر سخن سے کام سدا  
 کاشانہ ہے قصر خیال یہ معشوق مہ پارہ ہے

محو نیرنگ — جان گر نہ طبیعت رہتی ولین زاہد کے اگر تیری محبت رہتی تل برابر جو ان آنکھوں میں مروت رہتی چار دن اور ٹھہر کر اگر آتی یہ بہار	مدتوں تک میری آنکھوں میں وہ صورت رہتی حور و غلام پہ مائل نہ طبیعت رہتی ہوسے چو کے کبھی ملنے کی ہی صورت رہتی کچھ دنوں پر مغلے ابھی بیت رہتی
--	---

<p>تیرے دل میں کوئی غلام یہ کدورت رہتی پہلے جو تھی اگر اسے چرخ و صحبت رہتی کچھ دنوں اور انہیں گرمی صحبت رہتی تجسسے چندے جو اس طرح صحبت رہتی اون کی آنکھوں میں بہا کیسے مروت رہتی مانگنے کی نہ کسی غیر سے حاجت رہتی کم سے کم اتنی ہی مجھ پر ہی عنایت رہتی نوجوانی میں اگر شش ریاضت رہتی</p>	<p>بہت اچھا تھا پہر تا جو چسری گردن پر گرم ہوتا نہ کہی خود غرضی کا بازار ہم نفس سیکتے انداز نو اسنجی کا پہر تو اسے یاد صنم دیر نشین بنتا میں درمیان آگیا جن دوستوں کے پای غرض اپنے مالک ہی پر رہتا جو بہر دسا ابدل لطف جتنا تمہیں ہر حال میں غیر دے رہا بار عصیانے نہ پیری میں کم جبک جاتی</p>
--	--

لطف شاہی تھا جہن فقر کی حالت میں حبیب  
مال دنیا سے اگر سیر یہ نیست رہتی

رہی عمر بہر ہی آرزو کوئی شوخ ماہ لقا ملے  
اوسے ہمے لطف دلا ملے ہمیں اُس سے داد و فائے  
غم دہر سے نجات کب ہمیں انتشار میں کیا ملے  
جو حضور قلب نصیب ہو تو ثواب یاد خدا ملے  
نہ اثر ہو جسکے بیان میں اوسے داد کیسے بہلا ملے  
جو کسی طرح کا مذاق ہو تو سخن کا دل کو مزا ملے  
وہ عجب طرح کا جمیل ہے سیری حیرتوں میں دلیل ہے  
نہ تو کوئی ادسکا عدیل ہے نہ کسی سے اوسکی ادا ملے  
خبر آئی کہ کوئی آرزو تو حصول کیا جو مست اعدو

اوسے دوست تو یہ شرط ہے میری الفتون کی جہاں ملے  
 ہے زمانہ دشمن آرزو نہیں دوستوں میں وفا کی خو  
 یہ مجال کیا ہے اوڑھے بوجو گلوں سے باد صبا ملے  
 نہ کوئی طریق طلب چٹار باد در شاہد مدعا  
 ہے وہ خضر منزل شوق کا مجھے جس سے ٹھیک پتا ملے  
 تھی بلاے جان وہ رواروی کسی اپنی کچھ نہ میری سنی  
 یہ ادا بھی ہوش ربا ہوئی کہی گریے بھی تو کیا ملے  
 کوئی دم توفکر مال کر نہ ان اغنیا سے ملال کر  
 اوسی در پہ کیوں نہ سوال کر کہ تیری طلب سے سیوا ملے  
 میرے دامنون سے ہو کیا جد اکوئی خار دشت جنون بہلا  
 ہر ایک ایسا لپٹا ہے جس طرح نہ تو نکاح چٹا ملے

وہی چارہ گر ہے غریب کا نہ اوٹھیکا تازہ طبیب کا  
 ہے ہر دم درد حبیب کا مرے درد دل کی دوا ملے

وفا میں غیر و نئے اک دن مقابلہ ہو جائے بقافنا سے جو بد لے ودلی کا نام ملے زبان سے کچھ نہیں کہتا اوٹھا کے صد مہ سہجر کبھی نفہم حقیقت میں ہو بشر عاجز دیا ہے اسلئے پرینا کے ہاتھ میں ہاتھ روکا ہو دل میں کہیں روکنے سے جوش ملال	تو جلد بحث رقابت کا فیصلہ ہو جائے کیسے طر حسیہ بین ملے یہ فاصلہ ہو جائے نہ درد دل کا بیان بھی کہیں گلہ ہو جائے اگر ازلہ اوہام باطلہ ہو جائے کسی گہر سے بیعت کا سلسلہ ہو جائے نہ نکلے آنکھ سے آنسو تو آبلہ ہو جائے
--	--

دباؤ مشق ریاضت سے نفس سرکش کو نکل کے دل سے گرا فرش خاک پر پرا شک کبھی سنو بھی تو ہے دل کو آرزو کیا کیا ہوس کی چھاؤں میں یوں چھپ چھپ رہیں اربان وہ روح تازہ رگ پے میں پہونکہ مساتی جو بروئین رہیں اپنے پیشواؤں کی	خدا کے ہاتھ سے نصرت مجا دل ہو جائے نہ اس قدر بھی کوئی پست حوصلہ ہو جائے نئی سپاہ کا ایک روز داخلہ ہو جائے نہان غبار میں جس طرح قافلہ ہو جائے عیان شباب کا پیری میں دل ولہ ہو جائے ہر ایک نقش قدم پہ کورا حلہ ہو جائے
---	---

سخن حبیب کا سنلین جو شوق سے اجاب  
تو اس زمانہ میں کافی یہی صلہ ہو جائے

گھبراتا ہے کیون اے دل ہر دم اب ختم مصیبت ہوتی ہے  
کتے ہیں جہان میں بعد الم انسان کو راحت ہوتی ہے  
آپسین محبت ہوتی ہے بے لوث طبیعت ہوتی ہے  
جب اوس کی عنایت ہوتی ہے کچھ اور ہی صورت ہوتی ہے  
وہ عشق ہے وحشت سے بدتر معشوق کو جس کی ہونہ خبر  
کرتی ہے اثر اک دن دل پر گردل سے محبت ہوتی ہے  
کر کے آسائش کی فکرین ہم لاکھ مصیبت پر پلین  
ہوتا ہے وہی ہر حالت میں جو اوس کی مشیت ہوتی ہے  
ہو جاتی ہے تکمیل ہنر بتا نہیں دل تشویش کا گھر  
بڑھتا ہے وقار انسان کو اگر ممکن پہ قناعت ہوتی ہے  
اقوام کی حالت کو دیکھو اسباب ترقی کے سوچو



بڑھ جاتے ہیں آخر میں جنگو اچھون سے رقابت ہوتی ہے  
 ہم یاد نہیں کرتے ہیں اوسے ہیں غفلت میں بیٹھے  
 کام اوس کو ہے ہر دم رحمت سے ہر لحظہ اعانت ہوتی ہے  
 کرجاتے ہیں حاکم خود غرضی پر واکب محکوموں کی \*  
 پڑتی ہے جب اون پر چوٹ وہی اوس وقت ندامت ہوتی ہے  
 سب عمر گذاری محنت میں کب چین بیٹھے غربت میں  
 جب پڑتا ہوں تھک کر غفلت میں جنت کی بشارت ہوتی ہے  
 جس سر میں ہواسے وصال نہیں جس دل کو درد فراق نہیں  
 سمجھانے سے وہ سمجھے کیونکر کیسی شبِ فرقت ہوتی ہے

ساکت ہے حبیب نکتہ سر کیا چھوڑ دیا بالکل کہنا  
 کیون اوس کا دل ایسا سرد ہوا اس یاس پہ حسرت ہوتی ہے

باطن کی کشش دل میں ہر جافطرت کی ودیعت ہوتی ہے  
 ہو جاتے ہیں عاشق بھی پیدا جب حسن کی شہرت ہوتی ہے  
 بزمِ رنگی و ناکامی میں کہ لائی صورت ہوتی ہے  
 لب غنچہ صفت کھل جاتے ہیں جب دل کو مسرت ہوتی ہے  
 آئینہ قدرت صلح کا آفاق میں ہے ذرہ ذرہ  
 ہو غفور حقائق پر حجت بنا دیتی ہی بصیرت ہوتی ہے  
 آوارہ پریشان سرگردان بیتاب حنین مضطربان  
 ہر سو نگران رسواسے جہان عاشق کی یہ حالت ہوتی ہے

جوزلف میں دل الجھاتے ہیں پھر کب وہ رہائی پاتے ہیں  
 سارے قیدی چٹ جاتے ہیں جب پوری مدت ہوتی ہے  
 گریا دیکھا ہی ایذا میں بھولے حق کو استغنا میں  
 پاتے ہیں دولت دنیا میں کیا طاری غفلت ہوتی ہے  
 سچ نیکوں کی یا نیک جزا ملتی ہے بدی کی بد کو سزا  
 ایک مٹ کے بنا ایک بچے مٹایوں روز قیامت ہوتی ہے  
 بیسو و درازی ہے حسن کی محد و دوسے وسعت باطن کی  
 کیا ہونگے رجال فن جن کی تھوڑی سی بضاعت ہوتی ہے  
 ہے صانع خلق حکیم ایسا کرتا ہے بکثرت وہ پیدا  
 جس جا آرزو کے آب و ہوا جس شے کی ضرورت ہوتی ہے  
 ہم پادین تیری رہتے ہیں فرقت کی جفائیں ستے ہیں  
 جو آتا ہے دل میں کہتے ہیں جب بید و حشت ہوتی ہے

اک دن تو زمانہ بدلے گا چمکے گا یہ نکھر ارنگ تیرا  
 کیون ہے مایوس حبیب اتنا ضائع کہیں محنت ہوتی ہے

کر کے تعجب ہو گھڑی کیون میری حیرت دیکھئے نکلے ہوئے گہری ہمیں گزری ہی مدت دیکھئے و مساز اہل نغمہ ہے زاہد کی حالت دیکھئے ہے شاق دل کو کس قدر شکل رقابت دیکھئے رکھتے ہیں خورشید وزین تاثیر متضادیں کی	آئینہ لیجئے ہاتھ میں اور اپنی صورت دیکھئے کس وقت دل سے دور ہو اندوہ غربت دیکھئے آہنگ وحدت کر گیا دل میں سہاوت دیکھئے سایہ سے بھی مجھے اپنے ہوتی ہے وحشت دیکھئے اندر سے جذب کشش و نونکی قوت دیکھئے
--	---

شہد پرستوں سے درازا ہد کی نفرت دیکھئے عشق گل رخسار میں گلزار جنت دیکھئے یہ بھی ہوا کا پیر تھا ذروں کی رفعت دیکھئے ہم رونمائی میں کس قدر دیتے ہیں ہمت دیکھئے کیا دوڑتا پرسان ہے یہ جاہل کی جرأت دیکھئے لیکن نہیں اب تک ہوئی دولت دیکھئے	شہدائین یہ حور کا کیا درد ہو مجھور کا اتقین چشم یار کی صبا کی کوثر پیچئے ایسا بگولا ایک اٹھا مہر و خشان چپ گیا صورت ہین دیکھلائی نقد دل و دین لیجئے ہین اہل سب عزت گزین ناہل ہی منہ نشین حق نے ہمیں گو کر دیا سلطان اقلیم سخن
---	--

اکدن حبیب نکتہ دان و نیکی صلاہل جہان  
جاتی نہیں ہے راگن انسانی محبت دیکھئے

گل سے زیادہ سُرخ ہے چہرہ کی رنگت دیکھئے محبور کر دیتی ہے یوں انسان کو حاجت دیکھئے نخوت سے بات تہہ آیا نہ کچھ جز طوق لعنت دیکھئے کیا رتبہ اعلیٰ ملا ادنیٰ کی قسمت دیکھئے ناصح کسی ہمیر سے کر کے محبت دیکھئے ہوں آج تک ثابت قدم میری یہی الفت دیکھئے ہے ہند میں بے دست و پا حضرت کی امت دیکھئے اہل شریعت کی ہوئی معدوم ہمت دیکھئے نہر سمت جہل و کفر کی چھائی ہر ظلمت دیکھئے جاری ہے روان مولا مرے بحر ضلالت دیکھئے باقی نہیں اسلام میں شان جماعت دیکھئے	چمکا رہی ہے حن کو مے کی حرارت دیکھئے دبانے اونکے مینے کی شکوہ سماعت دیکھئے بیکار کر دی کبر نے شیطان کی طاعت دیکھئے ہین سفلہ پرور کس قدر ارباب دولت دیکھئے معلوم ہو وقت میں گر برسوں مصیبت جیلے دم آپ کا بہتر تار ہا سکر ہزاروں سختیان اے رحمۃ للعالمین محبوب رب ختم رسل راج ہوئے ہین ہر طرف شرک و منہاری آجکل مفقود ہے نور یقین مغلوب ہین اعیان دین جس سر زمین کی واسطے دیندار لاکھوں شکلے ہر سو ہین راج بدعتین ویران ہین لاکھوں مسجدین
---	---

آنکھوں میں ہر شکل آپکی شرکائی چلن ہیڑی  
دل میں مرے اجاے اکدن یہ خلوت دیکھی

پیری میں یہ میو نشان بساوی حمیہ خجش بیان  
کرنے لگی اب تو زبان باتو نہیں لکنت دیکھے

احسان قاتل کالیا شوق شہادت دیکھے  
زاہد ہو شاید یہ وہ ہے جسکی حرمت دیکھے  
ناقص کی عزت دیکھے کامل کی ذات دیکھے  
نخوت ہر دیندار و نہیں اب جامی اخوت دیکھے  
باقی نہیں تاب تو ان کر دٹ بدلتا ہو گران  
افسانہ ہو نگے راز سب ہونا جنون کا ہر غضب  
ہر بات میں عیاری اہل حکمت سے عیان  
بین خوگر افعال رہتے نہیں افعال بد  
پہنان شر ہر رنگ میں پیدا چمکے رنگ میں  
ولین مرے غم اوسکا ہوا دارہ محرم اوسکا ہو  
کسکی بنا ہے جو جگر کیجے عمارت پر نظر  
دشوار ہے دیدے خدا سب خوبیاں ان شخص کو

اُترے ہمارے سر سے کب یہ بارنت دیکھی  
ایک گھونٹ پیکے کس قدر ہوتی ہر فرحت دیکھے  
اندہر ہے اب نور پر غالب ہے ظلمت دیکھے  
منسوخ کیسا ہو گیا آئین خلعت دیکھے  
کیا رنگ دکھائی ہمیں اندوہ فرقت دیکھے  
رو کی نہیں رکتی ہے اب میری طبیعت دیکھی  
کوئی نہ کوئی انہی اب آتی ہر آفت دیکھے  
بننے کو ہن تمثال بد یاد کی شامت دیکھے  
دلہستگی آہنگ میں صانع کی قدرت دیکھے  
ناجیز جہم اوسکا ہو یہ عزم و جرات دیکھے  
دکھاتی ہے کیا کیا سامان ہر چشم عبرت دیکھے  
یا حسن صورت دیکھے یا حسن سیرت دیکھے

کل تذکرہ تمام سے کی توجہ حبیب زندہ  
پیر مغان سی آج کی پیر اوسنے بیعت دیکھے

جتنا نہیں دل پر کبھی رنگ کہ ورت دیکھے  
جب نظم ہو بد نظرت انون فطرت دیکھے

ہیں بوڑھائی پاک ہے ہر وقت طینت دیکھے  
اپنی سخی دانی کی پیر دنیا میں شہرت دیکھے

<p>اب صلح پر مجبور ہیں ارباب دولت دیکھئے  ہر بات میں ہر سادگی رنگ حقیقت دیکھئے  سب سے زیادہ خلق میں انسان حاجت مند تھا  ہر شخص شیدا ہو گیا اہل کرم کے نام کا  ارباب علم و فضل کی جس قوم نے تقلید کی  نا چیز ہے کی بھی اگر اہل غرض نے آفرین  جس کے موافق ہو ہوا موسم ہے اوسکو جانفزا  ہیں آتش و آب و ہوا قابو میں مٹت خاک کے  جب عیش و غربت میں ہو یا وطن میں جی کڑھا</p>	<p>ہو جاتی ہے بے چادری یوں وجہ عصمت دیکھئے  زور و نہی ہر طبع رسا آج اسکی جودت دیکھئے  بتلا بنا کر در و کا سکھلائی حکمت دیکھئے  دنیا میں کیسا دلربا ہو حسن نیت دیکھئے  اک روز آخر لگائی وہ گوئے سبقت دیکھئے  غیبت میں کیا کیا آپکو کہتی ہے خلقت دیکھئے  جب کہولین گل بند قبا بلبل کی عشرت دیکھئے  دی حضرت انسان کو کیا خالق نے طاقت دیکھئے  گردون ہیں دکھلائیگا کب روی راحت دیکھئے</p>
--	---

پابند اپنی وضع کا نکلا حبیب مبتلا  
جیسی خوشی سے ہر بلا یہ صبر و ہمت دیکھئے

<p>پاک ایسا ہوا دل کہ ورت سے  اونس سے اونکی اچھی صورت سے  عاشقوں کی کبھی نہ لین گے خبر  بد سے انجام جھوٹے وعدہ و نکا  جانتے ہیں فضیلت طاعت  کہا سکے خود نہ دوسروں کو کھلائے  بام اعزاز و جاہ گر سے بلند  کیا ہے پھر عرض حال کی حاجت</p>	<p>آئینہ دیکھے جسکو حیرت سے  کام کیا ہم کو حسن سیرت سے  ہیں وہ مجبور اپنی عادت سے  حاصل اس طرح کی سروت سے  یہ دعا غلط کریں گے فرصت سے  فائدہ کیا دنی کو دولت سے  کام اونروبان بہت سے  جب ہو پیدا سوال صورت سے</p>
---	---



<p>لڑ گئی آج اون کی چشم ناز  جھکتے ہیں جھکے مرتبے ہیں بلند  چلی ساتھ اون کے جان عاشق کی  ہو نہ زاہد رجوع قلب اگر  کینہ پرور کے دل پہ الفت کا  مر گیا آج عاشق نالان *  جبکہ لا تقطعو خدا فرمائے</p>	<p>۲ خود ہی میری نگاہ حسرت سے  کون ملتا ہے پست قطرت سے  نہاؤ ٹھہا بار غم نقاہت سے  فائدہ کچھ نہیں عبادت سے  رنگ جتنا نہیں کہ ورت سے  ہوئی ایسے نجات زحمت سے  یاس کیونکر ہو ہم کو رحمت سے</p>
<p>در بدر پھر چکے حبیب بہت  اب تو بیٹھو کہیں قناعت سے</p>	
<p>جہان رہے نہ کسی دل پہ بار بنگے رہے  وہ خاکسار اوٹھیں کیا تیری گلی سے بلا  کیا خاک کے دل صاف کا کچھ ایسا رشک  وہ آئے خواب میں راحت سوتا سحر گزری  وہاں شانِ امارت نکلیں ہو عسرت میں  ہمیشہ سوز محبت میں سختیاں جہیلین  فراق یار سے پیدا تھی وہ خشن دل میں  کہے زبان سے جو انسان اویں بنا ہے ہی  ہوئے وطن سے زیادہ عزیز غربت میں  مال دولت و خجاری ہے عجب و نخوت کا</p>	<p>گلون میں رنگ چمن میں بہاؤ بنگے رہے  عدو کے دلمین جو برسوں غبار بنگار رہے  ہمیشہ کہہ رہے کہ یہ داغدار بنگے رہے  تام شب مرے دلمین قرار بنگے رہے  ستم ہے جب اثرے خار بنگے رہے  وہ سنگدل تھے تو ہم بھی شرار بنگے رہے  کہ پھول ہی مرے بستر پہ خار بنگے رہے  کبھی جہان میں نہ وہ اعتبار بنگے رہے  ملے ہم ایسے کہ اغیار یار بن کے رہے  وہ سر بلند ہیں جو خاکسار بن کے رہے</p>

گنہ سے کرتی ہے محبوب نیک و بد کی سمجھ  
 قمر کے چہرے ہو جائے دور عیب کلف  
 یہ جذب عشق ہے نادیدہ تیری دیوانے  
 ہے گلخون کی محبت دلیل خسار الم

ہم اپنے ہاتھ سے خود شرمسار بن کر ہے  
 جو چاروں تیرا آئینہ وار بنکے رہے  
 ہمیشہ ایک سے دو دوسے چار بن کر ہے  
 ضرور بگڑے گی کوئی ہزار بنکے رہے

صلای عام تھا ساقی کی انجمن میں جلیب  
 تمہیں علیحدہ کیوں روزہ دار بنکے رہے

لطفِ وطن ہمیشہ میسر سفر میں ہے  
 اوس آگ کے دھوئیں سے جو پیدا ہو کر ہیں  
 آفت کا توڑ یار کے تیر نظر میں ہے  
 وجہ بقاے نام ہے کب کوشش نمود  
 ہے عیب بھی صواب جو مقبول خلق ہو  
 کتا ہوا دھن کے کوچہ قاتل سے گرد یاو  
 لیکر پہر ہے آج مقرر پیام وصل  
 اکدن غرور حسن پہ بھی بہولتے نہیں  
 اور شک گل تپش دل عاشق کی دیکھلے  
 وصف و بان یار سے شیریں ہر کام جان  
 دل کو تلاش و رہم داغ جنون ہے پہر  
 بیمیریوں کا لطف ہے خوی کرم کو ساتھ  
 بعد زوال چاہیں فکریں عروج کی

دل جسکو چاہتا ہے وہ میری نظر میں ہے  
 سیل سرشک تازہ نہان چشم ترین ہے  
 دل میں اگر سہری ہو تو پیکان جگر میں ہے  
 غواص کا پتہ کہیں آب گہ میں ہے  
 لالہ کا حسن تابش داغ جگر میں ہے  
 برباد یوہن ہو گا جو اس رکھڑ میں ہے  
 چہرے سے عیان جو دل نامہ بر میں ہے  
 کیا ایسی بات عاشق شوریدہ سر میں ہے  
 عالم ہوا کا طایر بے بال و پر میں ہے  
 سچ پوچھئے تو کب یہ حلاوت شکر میں ہے  
 یہ راہِ تجسس زاد سفر میں ہے  
 وہ خوشگوار ہے جو حلاوت شکر میں ہے  
 کوشش کا نور تازہ جمال قمر میں ہے

کھٹکا تھا خرافت عارض کبھی یہاں  
برسون بنا چکے ہدف ناوک نگاہ  
فرماتے ہیں وہ ناز سے آئندہ دیکھ کے  
کہوتا ہے افتاب فرومایہ اختیار

دامان گل کی بومیری چاک جگر میں ہے  
پہر پوچھتے ہو ضبط کی قوت جگر میں ہے  
ایسا حسین کوئی تمہاری نظر میں ہے  
نعمت ذلیل کا سہ در یوزہ گر میں ہے

آئے گاروز عیش کٹی غم کی شب جلیب  
کچھ تو اثر تمہاری دعاے سحر میں ہے

جینے کا لطف صحبت اہل وطن میں ہے  
گو پیرہن شباب کا عالم سخن میں ہے  
جان تازہ یاد عارض جانان سی تہن میں ہے  
سے سادگی میں اور نہ کسی بانگین میں ہے  
پہونچا دیار یار میں عاشق پس فنا  
جو شے بلاے جان ہے وہی اُسکو ہر عزیز  
وقت سحر ہے گرم فغان کاروان گل  
مجرم کے ساتھ جانے میں ایسا ہوا تیار  
کیا پوچھتے ہو پڑھ کے نکیرین دیکھ لو  
کیا عطر بیز خاک در گلزار تھی  
خوش ہوگی روح جامہ ہستی اوتار کے  
جو کچھ کہیں ہمیشہ اوسے ہے اتفاق  
ناقوس دیر بنگیا پر وہ حجاب کا

غربت میں جو پہنسا ہوا قید محن میں ہے  
بہر وقت کیف تازہ شراب کمن میں ہے  
یوسف کی بوہری ہوئی اس پیرہن میں ہے  
ترکانہ وہ ادا جو مرے تیغ زن میں ہے  
اب خاک میں کفن ہے نہ مردہ کفن میں ہے  
فکر اپنی مخلصی کی دل راہزن میں ہے  
افسردگی کا رنگ ہوا ہے چین میں ہے  
تارون کو فکر قطع روابط کفن میں ہے  
حاضر جواب نامہ ہمارے کفن میں ہے  
بو جامہ عروس کی میرے کفن میں ہے  
لرزان ہوا ہی دہر سے اس پیرہن میں ہے  
گویا زبان ادنین کی ہماری دہن میں ہے  
لب پر ہے شیخ کے جو دل برہن میں ہے

تڑپا رہا ہے دل کو سحر سے پیام وصل  
 ہنس دو تو عاشق لب شیریں ہو کامیاب  
 یوں چاہیے ثبات قدم راہ عشق میں  
 غاز مہنہ گی گمزدیتی سفر کے بعد  
 دل ایک ہوں تو باتوں میں کیوں اختلاف ہو  
 عارض ہے زیر زلف جبین ہے تہ نقاب  
 آئینکا وعدہ کر کے بلایا ہے دیکھئے  
 عجبے کا گر ہو دیان تو دنیا ہو کیوں عزیز  
 شوخی سے شاہد و نکی منانت ہے دلغیر

آمد نشاط عید کی بیت الحزن میں ہے  
 پوشیدہ جوئے شیر تھمارے دہن میں ہے  
 پروانہ جلگیا مگر اب تک لگن میں ہے  
 موتی کی آبرو نہیں جب تک عد نہیں ہے  
 میری زبان پر ہے جو اونکے دہن میں ہے  
 پوشیدہ چاند ابر میں سورج گمن میں ہے  
 کیا بات آج خاطر بیان شکن میں ہے  
 غربت ہے ادبہ شاق جو یاد وطن میں ہے  
 دلکش اداسے شرم دیا ہر دہن میں ہے

دیکھیں حضور شاہ میں کس دن ہو باریاب  
 افسردہ دل حبیب سخنور دکن میں ہے

لشکر غم فتیاب دیکھئے کب تک رہے  
 چہرہ پر اونکے نقاب دیکھئے کب تک رہے  
 دل طیش غم سے آب دیکھئے کب تک رہے  
 ضبط پہ اب کیا ہونا زہو گیا افسانہ راز  
 بوسہ نہ تکرار ہے وصل سے انکار ہے  
 وقت ہے ساقی پلا بیٹھے ہنوا عطا تو کیا  
 ہوں وہ مخاطب ذرا جب تو کہوں مدعا  
 رشک رگ گل نگاہ مہنفس برق آہ

عیش کا یوں سد باب دیکھئے کب تک ہے  
 ابر میں یہ آفتاب دیکھئے کب تک رہے  
 ریش اشک کباب دیکھئے کب تک رہے  
 نالہ رقیب حجاب دیکھئے کب تک رہے  
 رات سے کم بہ حساب دیکھئے کب تک ہے  
 بحث عذاب و ثواب دیکھئے کب تک رہے  
 غیروں سے روی خطاب دیکھئے کب تک ہے  
 چشم حریف سحاب دیکھئے کب تک ہے

مین ہوں قلیل فراق آتا ہے قاصد پر شاق  
لو وہ خفا ہو گیا ہاے یہ کیا ہو گیا  
ہوتا ہے رخصت شباب ولین تو ان ہر نہ تاب  
حرمت و اعظیہ کی روندن نے خوب پی  
چہٹ گئی بچپن کے ساتھ بیٹھے ہیں ملل کی ہاتھ  
آئینگی اب کیا وہ بات اٹھ گیا لطف حیات  
دیدہ دل مین اود ہر خیرہ ہے میری نظر

پھر وہین خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے  
چپ میرا حاضر جواب دیکھئے کبتک رہے  
زور و نپہ یہ انقلاب دیکھئے کبتک رہے  
گرم نصیحت جناب دیکھئے کبتک رہے  
یاروں سے ہم کو حجاب دیکھئے کبتک رہے  
رنج بہار شباب دیکھئے کبتک رہے  
آئینہ مین آفتاب دیکھئے کبتک رہے

دور ہی کیوں اے نصیب شاہ دکن جو حبیب  
روز یہی پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے

وصل سے وان اجتناب دیکھئے کبتک رہی  
دل کا مکین اضطراب دیکھئے کبتک رہے  
آل شب انتظار قلب ہے سیما دار  
وید سے مین بے نصیب وہ رگ جانس قریب  
دلو تہنا وہ آئے آنکھوں کو ارمان بھاسے  
سے الم زنگان باعث سوہان جان  
فکر معیشت کے ساتھ ساتھ ہر فکر نجات  
درو کی ہاتھوں سے آہ کشور دل ہے تباہ  
زلف معنبر کی بو پہیلی ہے پہ چار سو  
لب پہ نہیں کے سید احرف نہیں دوسرا

روح کو تن کا حجاب دیکھئے کبتک رہے  
صبر کی مٹی خراب دیکھئے کبتک رہے  
روز یہی پیچ و تاب دیکھئے کبتک رہے  
کیسے مٹے یہ حجاب دیکھئے کبتک رہے  
شوق کو یہ اضطراب دیکھئے کبتک رہے  
جوش چشم پر آب دیکھئے کبتک رہے  
جان کو دوسرا عذاب دیکھئے کبتک رہے  
گھر مین یہ خانہ خراب دیکھئے کبتک رہے  
خون جگر مشک ناب دیکھئے کبتک رہے  
اون کا یہی اک جواب دیکھئے کبتک رہے



اونسے ملا پھر رقیب ہم ہین جدا یا نصیب  
دل کا ہے سودا اگر ان ہین وہ سہرا امتحان  
وہ متلون مزاج باتو نہیں بگڑا ہے آج  
چھوڑتے ہین نیکنو محفل عالم مین . لو

دشمنِ جان کامیاب دیکھئے کب تک رہے  
حجت عیب و صواب دیکھئے کب تک رہے  
لطف کے بدلے عتاب دیکھئے کب تک رہے  
مٹ گیا گل پر گلاب دیکھئے کب تک رہے

ہو گئے رخصت حبیب دلے تو ان و شکیب  
حسرت و غم باریاب دیکھئے کب تک رہے

روزِ ازل سے پٹ غم الفت کی جانین ہے  
صداق ہو جذب دل تو خلو داس مکانین ہے  
جو دل ہے بیقرار غم رفتگان مین ہے  
تسخیر کا اثر تیری میٹھی زبان مین ہے  
تڑپا رہی ہے دل کو ہوا کو سے یار کی  
عشاق کو مدارج الفت پہ کیا ہونا  
اوراق گل ہین پردہ ہر ساز عنذلیب  
لے بہر کے جام عیش خرابات دہر سے  
بدلی نہ آج تک تیری رقبہ اراے فلک  
سینہ مین سر مین آنکھو نہیں پہلو مین قلب مین  
افسانہ ہاے عشق ہون یا قصہ ہاے حسن  
ہر شے کی ہر بقا و فنا صورت حساب  
کروٹ بھی لی نہ طالع خفتہ نے ایک بار

لذتِ بلا کی اس خلش جاودا نہیں ہے  
جو منزلت کی حد نظر سالکان مین ہے  
اک شور الرحیل کا اس کاروان مین ہے  
سحر حلال پر وہ حسن بیان مین ہے  
کیا رہی ہون کا قافلہ ریگ روانین ہے  
بہر دم ہجومِ بیم ورجا امتحان مین ہے  
آہنگِ نغمہ ہاے مسرت فغانین ہے  
وافریہ بادہ ظرفِ زمان و مکان مین ہے  
اب کو نسی ہو س دل ایذا رسان مین ہے  
وہ کیا طے جو وہم مین ہے نہ گمانین ہے  
لطف انین وہ نہیں جو تیری داستائین ہے  
صنعت کا تیری شور محیط جانین ہے  
مدد کے بے خبر اسی خوابِ گران مین ہے

<p>اہل ہنر عزیز ہین جس ہنر گران جب تک ہے نور مہرین اور ماہ مین ضیا نور ولای شاہ ولایت کی آب و تاب</p>	<p>ق</p>	<p>پر دخل یان نصیب کو سو فو زیا نہیں ہے محمود کے کمال کا شہرہ جہان مین ہے مانند شمع طور دل خوا جگان مین ہے</p>
<p>تو بہ اخیر سیرین زیا نہیں حلیب تاحال پاس وضع بھی اہل جہان مین ہے</p>		
<p>کیسی سنگے نہ ہرگز تمہارے در سے پہرے کریم دے پر پردہ از مرغ دل کو مرے نہ درد ہجر وہ آفت کہ آ کے سر سے ٹٹے اودہر کا رخ کیا جھٹنے وہ جس طرف کو چلے ہزار دن منزل الفت کے رہنا پا کر وہی ہین نام خدا آپ مجکویت ہے طریق عشق مین اسے دل دکھا ثبات قدم پنا سے تیرے جہاں و جلال کا پر تو ہمین تنے ایک جو دریاے عشق پر گئے کمان وہ عارض و کاکل کمان گل و سنبل نہ ایک دم بھی رکی ہستی و عدم کی راہ وہ کب ہین کوچہ الفت کے مرد میدان جو یہی ہے عشق کا مسلک کہ خا زار و ندین جری وہ ہے جو غضب مین خدا کا خوف کری</p>		<p>ہم اک زمانہ سے بگڑے جہان بہرے پہرے یہ جاے گر تو بہت پہلے نامہ بر سے پہرے نہ وہ بلا شب فرقت جو آگے گھر سے پہرے وہ ہین کہ ہم نظر آئے جد ہر اودہر سے پہرے جناب خضر حسینون کے رگہ زار سے پہرے جو پتلیون مین میری مدتوں نظر سے پہرے بہنگ گئے وہین پیرو جو راہر سے پہرے کمال تیز بھی خورشید گرفتہ سے پہرے نہنگ وارث نادر کمر کمر سے پہرے اسی خیال مین ہم شام تک سحر سے پہرے یہاں کچھ آئے اودہر سے تو کچھ ادھر سے پہرے کیسے زور پہ ٹھیرے کیسے ڈر سے پہرے چلے پیادہ اسیر اور قتل سکر پہرے وہی بشر ہے مخیر جو راہ شر سے پہرے</p>

جملک نہ پستی فطرت کی دیکھئے گا جلیب  
زمانہ لاکھ کسی صاحب ہنر سے پہرے

<p>جنون میں لڑ گئے ناصح سے چارہ گری پہرے نگاہ ناز کی باجی ہو میں مد اراتین ہجوم باب اجابت پہرے قیامت کا نفاق لالہ کو سپید کرتا ہے خدا نے یاس میں دکھلائی صورت اُمید نکیون جہان میں آواگی کارنگ جماع چمن کے لٹنے پہرتی ہے کیون فغان بیل میں وہ مسافر ملک عدم ہوں اے قسمت مریض ہجر یہ سمجھے مسیح آپہونچے تم ہے دن نہ پہرے آج بھی پہرے قسمت</p>	<p>رہے کین کے نہ وہ پہرے تیرے در سے پہرے وہ سارے تیرے دلین جگر سے پہرے سے ناتوان میرا پیکر دھاکد پہرے پہرے وگر نہ لخت جگر کس طرح جگر سے پہرے جو ڈھڈھایا تھی وہ اشک چشم تر سے پہرے نگاہ جب کوئی لڑ کر تیری نظر سے پہرے خزان محال ہے زیادہ دشت پر سے پہرے گنوا کے زخمت تمہیت جو سفر سے پہرے نسیم صبح جو قاتل کی رگدڑ سے پہرے وہ آتے آتے مجھے دیکھ کر ادھر سے پہرے</p>
--	---

نہ تھی امید شفا دل کو اس مرض میں جلیب  
بچے ہم ایسے کہ گویا خدا کے گھر سے پہرے

<p>دل بچے کیونکر بت عیار سے گل بچا جاتے ہیں پہلو خوار سے ہٹ نہیں سکتے کبھی پائے ثبات یہ ریاضت کا فخر ہے عندلیب کچھ تو کہیں کبھی ہو گا ہاتھ صاف</p>	<p>سامنا خافل کا ہے ہشیار سے اہل زرہین کیون جلیکین نادار سے بھاگتا ہے سایہ خود دیوار سے پہول چھڑتے ہیں تری منقار سے مشورے رہتے ہیں کیون اغیار سے</p>
--	--

نہن کرتا دل کو خوف معصیت  
ہوتی ہے شان شرافت خود عیان  
ہم بڑے واعظ تمہیں اچھے سی  
چاہئیں معقول اصحاب و جلس  
دل میں کر لی ایک پریش نے جگہ  
کچھ زمانہ کرنے دیتا ہی نہیں  
کیونکہ دل کا بہایا بے سبب  
کھدیا اہل وفا کو خود غرض  
دل کو یہ وعدے تسلی خاک دین  
حد نہ تھی میکے گناہوں کی مگر

سابقہ ہوتا نہ گرفتار سے  
مرد کی رفتار سے گفتار سے  
فائدہ ہر وقت کی تکرار سے  
عقل لے سکتے نہیں بازار سے  
جنس الفت لائے ہم بازار سے  
دست و پاہن آج کل بیکار سے  
کوئی پوچھے دیدہ خوبار سے  
یہ خطاب اچھا ملا سرکار سے  
جلد پھر جاتے ہو تم اقرار سے  
چپ گئے سب دامن سار سے

ہو سکے فکر سخن کیونکر حبیب  
ایک دم فرصت نہیں افکار سے

وہ اٹھے ہن تیور بدلتے ہوئے  
نزدیکیا تھا عاشق کو جلتے ہوئے  
اوٹھو سوئیو الو لگے گی نہ دیر  
نزدیکیا ترے دور میں ای فلک  
ہن انگشت حیرت بزدان مسیح  
چلو میکہ محفل و عطف سے  
زبان پر ترا نام جب آگیا

چلو دیکھیں تلوار چلتے ہوئے  
وہ اٹھے پہرے ہاتھ ملتے ہوئے  
زمانے کو کروٹ بدلتے ہوئے  
نہ سال تمنا کو چلتے ہوئے  
وہ مردے جلاتے ہن چلتے ہوئے  
یہ عمامے دیکھو اچلتے ہوئے  
تو گرنے کو دیکھا نہلتے ہوئے

<p>محبت میں پائے ہر اک راہ سے ہیں کیا اونکی زلفیں یہ ایدل نوچہ بنے جزو تن جب چمے خار غم کیا کچھ نہ جب تک رہا اختیار غم عشق پیدا ہوا میرے ساتھ رکے کس طرح تیغ ابرو کا وار اُن آنکھوں کے فنون کا کیا پوچھنا نہیں شمع عارض پہ خط جمع ہیں فسانے ہیں مشہور عشاق کے جوان مرنے دیکھے بہت نامراد نہیں کہیں چلنا رہ عشق میں</p>	<p>ق ق</p>	<p>ہزاروں ہی رستے نکلتے ہوئے چھلاوے کو دیکھا ہی چلتے ہوئے یہ کانٹے ندیکھے نکلتے ہوئے جہان سے چلے ہاتھ ملتے ہوئے اسے گزری اک عمر پلتے ہوئے سنا ہے اجل کو بھی ملتے ہوئے یہ جادو ہیں لاکھوں میں چلتے ہوئے ہزاروں ہی پروانے جلتے ہوئے کٹی عمر فرقت میں جلتے ہوئے سنا ہو گا ارمان نکلتے ہوئے ذرا پاؤں رکھنا سنبھلتے ہوئے</p>
--	----------------	---

جو مشہور ثابت قدم تھے حبیب  
اونہیں مرنے دیکھا پہلے ہوئے

<p>چمن میں ایک دم اگر وہ رشک گل اگر بیٹھے اسیران ہوس محسوس ہو کر در بدر بیٹھے کبھی افسانہ الفت سنانے ہم اگر بیٹھے نہ اٹھے جس جگہ ہم کر ترے آشفہ سر بیٹھے قیامت میں شب فرقتیں یہ وحشت فزا جائے یسی وارستگی رکھتی ہے ہم کو سب کے بیگانہ</p>	<p>تو میری طرح بلبل ہی کلیجہ تمام کر بیٹھے یقین کب تھا جو دنیا ہو خدا دیدگا گھر بیٹھے تو سارے درد والے تمام کر قلب و جگر بیٹھے ہزاروں زلزلے آئے اٹھے طوفان گھر بیٹھے گلا تیرا کہیں اے بلبل شوریدہ سر بیٹھے جو کچھ سو جہی وہ کہہ بیٹھی جو آجی میں کر بیٹھے</p>
---	---



یہ کیوں ہے اور نکلے دربانوں کو خدہ ہم خستہ حالوں  
 انہیں کیا مذہب و ملت سے جنگی عمر یوں گزری  
 سخنران ہو گئے بشاش ساری ہرزہ گو ساکت  
 کرین کیا عرض مطلب ملے جب یہ رنگ صحت ہے  
 مراتب عالم حادث میں پایا تلخ و شیرین کا  
 نہ آتا تھا اگر رقم کو تو وعدہ کیوں کیا صاحب  
 کٹی عزت سے مالک نے دیا دنیا تھا جو او کو  
 کوئی ایسا نہیں دان جو کہے کچھ و جواب انکو

اوٹھا دیتے ہیں ظالم عاشق محزون جد ہر بیٹھی  
 اڑے اس سے ملے اس سراد ہر بیٹھی اور بیٹھی  
 جہان دو چار نقاد سخن اہل نظر بیٹھے  
 خیر اور ان کو نہیں اسکی بھی کپ آئی کد ہر بیٹھے  
 پے تیغ حوادث بنکے جب سینہ سپر بیٹھے  
 عبث بھی تارے گنتے شام سی ہم تاسم بیٹھے  
 جمائے پائے ہمت جب پکڑ کر ایک در بیٹھی  
 گلی بہر جاے گی یوہین رہی کر نامہ بر بیٹھے

خدا کر سلامت شاہ آصف جاہ سادری  
 حبیب خستہ خاطر کو طلب کرین گے گھر بیٹھے

اب مسلمانوں میں دولت ہی نہ عزت باقی  
 گسل چکے شمع صفت صدمہ محرومی سے  
 صحبتیں جتنی تھیں برہم ہوئیں سب آخر کار  
 دینگے اعمال بد و نیک کا اوس وقت نشان  
 نیک لوگوں کے مخالف ہیں ازل سے بد خو  
 مٹ گئے لاکھ نشان نامور و مکے لیکن  
 نسل کا عیب مٹانے سے کہیں مٹتا ہے  
 کار بد کرنے میں کچھ دیر مزا ملتا ہے  
 سو تدبیر ہے ادبار کے لشکر کا نشان

کیا ہے اسے ہند کوئی اور بھی ذلت باقی  
 مگر اے بخت یہ ہے وہی ظلمت باقی  
 ہم ہیں اور قبر کا اک گوشہ عزت باقی  
 غیر صانع نرس ہے جب کوئی صنعت باقی  
 دیکھئے رہتی ہے کبتک یہ رقابت باقی  
 جا بجا اب بھی ہے سرمایہ عبرت باقی  
 بد لین اوضاع پہ رہتی ہر ذالت باقی  
 عمر بہر رہتی ہے اعمال کی شامت باقی  
 اسے میں خود نہیں رہتی ہے اصابت باقی

معصیت کا رونکی کیونکر ہو بہلا پر وہ درمی  
چنتے ہیں ہم چمنستان حقیقت سے وہ پہلو  
شعنہ لے لیتا ہے جو چیز ہو رہزن کے پاس  
بہول سکتا نہیں دل الفت یاران وطن  
اوٹھ گیا بزم سے وہ آئینہ رو پر اب تک  
وصف کا کل نہوا ختم کیا عمدہ شباب  
کیون ڈرین ہو سے ہم جبکہ بقا بعد فنا  
رہ کے ہستی کے مرقع میں ہے بجا نازش  
شاد کیون ہونہ مری صلح پسندی پر رقیب  
رابط باطن سے ہیں پیغام کی راہیں مسدود  
صبح پیری ہے گیا دور یہ مستی کا  
کون دیتا ہے گل و شمع کی تکلیف اونہیں  
ٹھہیر و کچھ دیر کو سیدم کا ہے مہمان عاشق  
خود کئے دیتی ہے صورت تیری سودائی کی

ہے چپا نیکو تیرا دام من رحمت باقی  
تازگی جن کی مخلص ہے لطافت باقی  
نہیں ممکن کہ رہے مال غنیمت باقی  
ہے ابھی گوشہ خاطر میں وہ صحبت باقی  
درو دیوار پہ ہے عالم حیرت باقی  
رات آخر ہوئی لیکن ہے حکایت باقی  
کہ تیری ذات ہے ایخلاق عزت باقی  
آئینہ میں بھی کہیں رہتی ہے صورت باقی  
دل نہیں جب تو رہے خاک کدورت باقی  
کنے سننے کی کسی سے نہیں حاجت باقی  
نور کے آگے کہیں رہتی ہے ظلمت باقی  
رہنے دین اپنی گلی میں تو ہیں تربت باقی  
نہ رہے سنکے خبر آنے کی رحمت باقی  
اب بھی اظہار محبت کی ہے حاجت باقی

حوصلے پست کے شرم سے قسمت زحیب

ہے خیالات میں لیکن وہی رفعت باقی

اونکے وعدے میں کوئی دم کی ہودت باقی  
او کی اُسید پہ ہے یاس میں ہمت باقی  
لاادہر خط کے لفافہ ہی پہ لکھ دوں قاصد

اے اجل دید کی رہجائے نہ حسرت باقی  
ہے ہمیشہ جسے ہر بات کی قدرت باقی  
رہگئی ہے ابھی تھوڑی سی عبارت باقی

قبر میں چوڑے کے تنہا گئے احباب و عزیز  
 کیوں نظر پیر کی آنکھیں تو ملاؤ صاحب  
 موسم گل میں رہا زور سیہ ستی کا  
 حق پہ مرنیکو یہ سمجھے ہیں حیات ابدی  
 پارساں کی یہ کی رندوں نے مٹی برباد  
 کبھی طینت کا مخالف نہیں زائل ہوتا  
 یہ بھی سوچے نہ کہ عاشق کو ذرا دیکھ آئین  
 دیکھ گل گشت وطن کی ہے تمنا اچھی  
 عاشق دار یہاں ہو گیا پیوند میں  
 تمنے آتے ہی شفا دی مجھے کتر ہے سب  
 نہ طبیعت پہ ہوا زنگ حوادث کا اثر  
 نیند آنے کے لئے چاہیے توڑیسی ضرور  
 متعل تیرے عاشق سا ہوا کب کوئی \*  
 عالم یاس ہے ندیدہ گلون پر دم صبح  
 اپنے کوچہ میں او نہیں شاق ہر عاشق کا نشان  
 دیکھتے ہی تجھے جان آگئی اسی رشک مسیح  
 کھاتے ہیں غصہ و غم صابر و شاکر عشاق

اب نکیرین سے کچھ دیر ہے خلوت باقی  
 کیا جہان میں نہیں اب رسم مروت باقی  
 کوئی ارمان نہیں ساقی کی بدولت باقی  
 تیرے جان بازوں میں ہی شوق شہادت باقی  
 کہ رہی بنت عنب کی بھی نہ حرمت باقی  
 مارو طادس میں ابنا ہے خصوصت باقی  
 عمر بہر کے لئے رہتی ہے شکایت باقی  
 دور آخر میں نہ رہا ہے چہرست باقی  
 وان ابھی ہے خبر مرگ کی صحت باقی  
 اس میں بچنے کی نہیں کوئی علامت باقی  
 رہ گئے جو شہر شیر اصالت باقی  
 مے کی بے قید کم و کیف ہر عادت باقی  
 صبر ایوب کی رکھی نہ حقیقت باقی  
 درہی شام کو جوتھی وہ بشارت باقی  
 دیکھئے رہتی ہے کس شخص کی تربت باقی  
 ناتوانی ہے کہیں اب نہ علالت باقی  
 اب اگر ہے تو یہ ہے وجہ معیشت باقی

جی میں آتا ہے پڑھوں ایک غزل ہاؤر حبیب  
 اس زمین میں ہے ابھی کہنے کو وسعت باقی

سرمین سو دا ہے نہ اب دلیں ہر وحشت باقی  
 رکھ نہ اندھیر کوئی اسے شبِ فرقت باقی  
 خط لکھا مجھ کو پتا غیہ کا قاصد کو دیا  
 ساتھ کیا لیکر رکھتے تھے دلوں میں جو غبار  
 مشغلہ اون کا ہے عشاق کو لاوا دینا  
 قبر میں چین سے سوتے جو نہ ہوتا یہ خیال  
 گرمی عشق گئی جوشِ جوانی کے ساتھ  
 سب کو کرتا ہے خارِ مئے عشرت یہ چین  
 خلق میں صاحبِ غیرت نہ مرین نام یہ کیوں  
 جان تن میں نہیں لب پر ہے دم باز پسین  
 دل ویران میں محبت کے خزانے ہیں نہان  
 دے چکے کفر کا میخوار و نکے فتوے واعظ  
 جسم سے تاب و توان سگر گئی ہوش و خرد  
 سن لیا اپنے افسانہ فرقت غمِ حجبہ  
 قبر عاشق چہ سینو کی نظر پڑتی ہے  
 ہوشیار می کی صفت ہو گئی اغیار پہ ختم  
 شورشِ عشق ہی پیری میں نہ الفت کا مذاق  
 ہاتھ ملتے ہیں یہ کہہ کہکے وہ تربت یہ میرے  
 ٹھہرے روزِ قیامت ابھی جلدی کیا ہے

جان کی طرح مگر ہے غمِ الفت باقی  
 آج لا سا تہہ اد سے کل تھی جو آفت باقی  
 ایسا ہو لے زہی نام کی صحت باقی  
 قبر پر ہیں فقط آثارِ کدورت باقی  
 ہے جوانی میں بھی بچپن کی شرارت باقی  
 قید تنہائی کی تا شہر ہے مدت باقی  
 دلیں کچھ دردِ طبیعت میں ہر وحشت باقی  
 ہے قیامت رہی جب تک یہ مصیبت باقی  
 خاک میں ملے بھی رہ جاتی ہر غیرت باقی  
 مگر آنکھوں میں ہی کچھ کچھ تیری صورت باقی  
 اس لئے شہر میں بھی ہر ابھی دولت باقی  
 اور فرمائے جو بات ہو حضرت باقی  
 دل سے ہے الفت دلدار کی خصیت باقی  
 کیا کہوں اب نہیں کچھ کہنے کی حاجت باقی  
 نہ رکھیں گے یہ ہر بنہ تربت باقی  
 حسین ہم ہیں اسی صحبت میں ہر غفلت باقی  
 ہاں زبان پر ہے کچھ اس درد کی لذت باقی  
 رہ گیا نام و فائیت سہری بدولت باقی  
 قطع ہونیکو ہے طول شبِ فرقت باقی

سہ نہ فارون کا پتہ اور نہ حاتم کا نشان	رہ گیا تذکرہ نخل و سخاوت باقی
توبہ کر نیکو چلے تھے کہ بہار آئی حبیب	اور کچھ دن نسیمی ہوا بھی فرصت باقی
<p>وہ بو کر تخرم داغ عشق کیا حاصل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  نہیں مجھ بونے کم اوس غیرت لیلیٰ کے دیوانے  خزوں کچھ شوق خور زخمی ہیں ارمان شہادت کے  نہ دم لینگے کہی بہو بچیں نہ جب تک اوگر کوچہ میں  شنگ آسانین کتر شناور بحر الفت کے  غریبے لیکے ٹپینگے نگاہ ناز کے گھائیل  شب فرقت میں مغز استخوان شمعین جلائیگا  کسے معلوم تھا ہاتھ بوساک غارتگر جان کے  اوشینگے ہر طرف لاکھوں نگاہ ناز کے کشتے  تمنائیں برائیں دن کہیں آئے تو محشر کا  یہ دیکھیں گے شراب عشق کا ہر کون منوالا *  رہی دشمن نہر کی گریوہیں ناقدرے عالم  تعلق کیسے دنیا سی غرض کیا ہے سچا سے</p>	<p>میرا دل ہو گا پہلو میں جو اپنی دل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  غبار راہ وحشت بنکے یہ محل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  نہ ڈھونڈ بیٹھ گئے قاتل تو ہم قاتل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  طریق عشق کے سالک یوہن نسل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  جنہیں ہر شوق غواہی وہ کیا سال کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  بدن میں ان کے جب تک جان تو قاتل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  اسیر کینج تنہائی تیری محفل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  کبھی دل ہکو ڈھونڈ بیٹھ گئے کہی ہم دلو ڈھونڈ بیٹھ گئے  جو وہ گنج شہیدان میں کسی بس کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  اوسے ظالم کو ہم ڈھونڈ بیٹھ گئے عاب دل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  مزا ہو گا جو ہوشیار و نہیں وہ غافل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  نہ پائیں گے کہیں ناقص اگر کامل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے  تنہا شہادت سے جنہیں قاتل کو ڈھونڈ بیٹھ گئے</p>
حبیب مبتلا پا کر تجھے یا بوس وہ اک دن	بہری تری حسین ارمان سیکڑوں اس دلو ڈھونڈ بیٹھ گئے
تیغ قاتل اور ہے ابرو سے قاتل اور ہے	رقص بس اور ہے بیتابی دل اور ہے



ایک ہی صورت کے ہیں دونوں حجاب ظاہری  
 اوس سے مجاہدین جگر اس سے نہ برگ گل ہے  
 جان فزا ہے اسکی تلخی اوسکی شیرینی ہر دم  
 میں شہادت خواہ منظور نظر دان قتل غیر  
 جان لے دنیا کو انسان کشت زار آخرت  
 برگ گل سینہ کو وہ سنگ گران جانی ہے یہ  
 دان غم پروانہ یان پروانہ ہونے کا قلق  
 کیا ملے اونکی لطافت سے ظرافت غیر کی  
 سب سے آسان ہے اسیر زلف کا چٹنا محال  
 یک بیک باور نہ کر بوجای لو اوس قول کو  
 وہ بساط حرص ہے یہ ساز و برگ انبساط  
 پاک دخل غیر ہے جلوہ گاہ حسن و عشق  
 کب تجلی اوس کے رخ کی پامی مہر و ماہ نے  
 کو کے دعوائے خدائی بت بنیں کیونکر خدا  
 پر وہ اسرار خالق سے حجاب جسم و روح

قیس کا دل اور ہر لیلی کا محمل اور ہے  
 نالہ دل اور ہے شور عناد دل اور ہے  
 پند عاقل اور ہے گفتار جاہل اور ہے  
 حسرت دل اور ہے منشا قاتل اور ہے  
 فکر حاصل اور ہے تحصیل حاصل اور ہے  
 صبر کی سل اور ہے دانو سے قاتل اور ہے  
 شمع محفل اور ہے حسرت بہر دل اور ہے  
 نقل محفل اور ہے زہر ہلاہل اور ہے  
 بند مشکل اور ہے قید سلاسل اور ہے  
 جس کا قاتل اور ہے پرستے ناکل اور ہے  
 خوان باؤل اور ہے کشکول سائل اور ہے  
 خلوت دل اور ہے آئین محفل اور ہے  
 جنس قابل اور ہے بدر مقابل اور ہے  
 نقش باطل اور ہے نقاش کامل اور ہے  
 حد فاصل اور ہے یہ سد حائل اور ہے

ورثہ یاب حضرت ناسخ بھی ناسخ ہیں حبیب  
 ہاں مماثل اور ہے ہر فنحہ اماثل اور ہے

سختیان سلیمین میں سب مزا چر ایدل اور ہے  
 اتنی بات اون سے فقط کنہ کے قابل اور ہے  
 اب وہ گرا سان کر دین ایک شکل اور ہے  
 اسکو بھی لے لیجئے شداک دل اور ہے

سب کو ہین آسانیاں ہم کو یہ مشکل اور ہے	ہے کہین دلدار ہی کوئی نہ اب دل اور ہے
نامہ بریہ زحمت قطع منازل اور ہے	ہو سکے تجھے تو پہونچا دے خطِ آخر مرا
پوچنا وہ شوخ کوئی حسرت دل اور ہے	اے فلک اکدن تو بر آئین تمنا میں مری
کوئی سایہ کے سوا ہمراہ محل اور ہے	قیس ہر وادی میں ہوں پوچھ تو وہ لیلیٰ جمال
چار دن گلزار میں شور و عناد اور ہے	سن ہمیشہ مجھے وصف رشک گل ای باغبان
لشک ہی کیا خرمن جلا کے بھی کہ حاصل اور ہے	آتی ہے ہر پہر کے کیوں مرے یہ خانہ میں بر
چپ رہو ای چارہ ساز و میر قاتل اور ہے	لشکوہین جنپر گمان یہ سب حسین ہیں بے قصور
کوئی دم گرمی حسن شمع محفل اور ہے	صبح کا پھلا پہر کتا ہے پر دانو چلو
ہو کمان اے حضرت سالک یہ منزل اور ہے	جذب دل ہے کوچہ الفت میں میر کاروان
ای دل نادان کوئی تجھ سا بھی غافل اور ہے	یہ نہ سمجھا کون ہوں کاٹی خطا کاری میں عمر
کوئی ایسا نسخہ تصفیہ دل اور ہے	لو خودی پر بخودی پتے ہی مے غالب ہوئی
اب سنبھل کر بیٹھے مد مقابل اور ہے	عیب بھی بنجاتے تھے آپس کی صحبت میں صواب
اڑھ گیا وہ دیکھے اب رنگ محفل اور ہے	رند تھے پیر معان کے خوف سے دم بخود
یون تو سب ہیں پر یہ جو ہرین باؤل اور ہے	تو ہمیشہ شاد رکھ یارب جناب شاد کو

بوچکے نجم ارادت مزرعہ دل میں حبیب

اوسکی رحمت سے ہیں اب فکر حاصل اور ہے

ہمیشہ حسن کوشش کا ثمر بھی دیکھتے جاتے  
میں جی جاتا اگر وہ اک نظر بھی دیکھتے جاتے  
تو جیتے جی شب غم کی سحر بھی دیکھتے جاتے

اگر ہم پہلوئے نفع و ضرر بھی دیکھتے جاتے  
نہ کچھ ہوتا جو عیسے ہر سحر بھی دیکھتے جاتے  
مصیبت میں جو رہتی یا و تیری تیرہ بختوں کو

ملا کیا مرے مرغ نامہ بر کو صید کرنے سے  
 چہا رہتا نہ کتنے نیم جان میں جان بلب کتنے  
 نہ دل کڑپتے کہی جو ہر شاسون کی عطاؤں سے  
 صواب و عیب کہہ دیتے وہ رشک ماہ گر ہوتا  
 دم آخر نہ ملتے ہاتھ گر ہم غم رفتہ میں  
 ہلا دیتے کلیجہ ہم دل صد چاک دکھلا کے  
 میں مرجاتا میحالی کا دعویٰ وہ اگر کرتے  
 رہا میں نیم جان جان بخشیاں غیر و کی کین تنے  
 گلے بے تیغ و خنجر کتنے ہی کھتے جو وہ تنکے  
 سنبل جاتی مٹی جوڑ کے آپس میں یہ غافل گر  
 جنازہ کوئی قائل سے اگر اجاب لے چلتے  
 دکھانا منتظر گر تو نہ اپنی شان ستاری  
 انہیں کرنا تھا پہلہ چاک میرا قتل سے پہلے  
 اجل برحق ہے لیکن ایچھا اتنی تمنا ہے  
 بڑا کیا تھا کسی عاشق پر گر وہ ملتفت ہوتے  
 کہان یہ ہوش تھا سو داسے الفت کریں ان کو  
 کسی پر گر ہماری طرح معشوقوں کا دل آتا  
 بتا دیوں عدوان کہیں بچاتے راہ الفت میں

تماشائی وفاے مشت پر ہی دیکھتے جاتے  
 ٹھل کر تم جو سہے رہ گذر ہی دیکھتے جاتے  
 دم بخشش جو یہ عیب و منہر ہی دیکھتے جاتے  
 اوسے ہی دیکھتے روی قمر ہی دیکھتے جاتے  
 کہی سرمایہ زاد سفر ہی دیکھتے جاتے  
 اگر وہ تیزے تیغ نظر ہی دیکھتے جاتے  
 دکھاتے معجزہ ہی میرا گھر ہی دیکھتے جاتے  
 بگڑتا کیا اگر مڑ کر ادھر ہی دیکھتے جاتے  
 سرور ہی تولتے جاتے کمر ہی دیکھتے جاتے  
 مال اتفاق یکہ گر بھی دیکھتے جاتے  
 تو ہم کشتہ میں جسکے اسکا گھر ہی دیکھتے جاتے  
 جان میں کیفر شراب شہر ہی دیکھتے جاتے  
 ہجوم یاس قلب نوہ گر بھی دیکھتے جاتے  
 دعائیں کین تہیں جوان کا اثر ہی دیکھتے جاتے  
 ذرا بیدار کا ابھی اثر ہی دیکھتے جاتے  
 کہ ہر دم پہلوئے نفع و ضرر ہی دیکھتے جاتے  
 مزہ بیدار کا بیدار گر ہی دیکھتے جاتے  
 جنائی ناوک انداز نظر ہی دیکھتے جاتے

خداوند مائل ایسا حبیب زند کا ہوتا

بہ حسرت بے خبر کو باخبر بھی دیکھتے جاتے

جاننا نہیں جو دل سے وہ تیرا خیال ہے  
 الفت کی آب و تاب صفائے خیال ہے  
 اب زلف پر شکن کا سلجھنا محال ہے  
 الفت کا پاس ہے نہ وفا کا خیال ہے  
 انسان کو ادا کا سمجھنا محال ہے  
 تفریق حسن و عشق میں اسے دل محال ہے  
 روز فراق ہے کبھی شام وصال ہے  
 پرستہ اون کو دیکھ کے مرغ خیال ہے  
 ذرہ ہے جگمگاتے تیرا جلال ہے  
 دو درچراغ عمر بنا ہے ہر اک نفس  
 سمجھے یہ دوڑ دوڑ کے لب تشنہ ہوس  
 بون زینت مرقع ہستی ہے شکل یار  
 جو بایں نقص رہتی ہے حساد کی نظر  
 ساتی کی چشم مست کے لاکھون خراب ہیں  
 عاشق کو اب تو ایک نظر دیکھ لیجئے  
 بیگانہ وار پوچھتے ہو مدعا سے دل  
 احباب ہیں عروج کی کوشش میں بات دن  
 وان اک یہی جواب ہے اظہار شوق پر

جیتا ہوں جسم میں وہ امید وصال ہے  
 ہر پہیچ دل کا حلقہ دام ملال ہے  
 سر پر ترے شکستہ دلوں کا وبال ہے  
 بیوہ جسے دل دکھانے میں تھک کمال ہے  
 اونکی ہر ایک بات میں پہلو ہر چال ہے  
 کہتے ہیں خود جمیل محب جمال ہے  
 دنیا بھی سیر گاہ عروج و زوال ہے  
 تازنگاہ رشتہ دام ملال ہے  
 دیکھ گایا کوئی کسے تاب جمال ہے  
 فرقت میں سوز دل کا ہماری یہ حال ہے  
 بحر جہان بھی ایک سراب خیال ہے  
 مدوح فن نظم میں جیسے مثال ہے  
 خیر رخ کمال سے عین الکمال ہے  
 یہ مفت کی شراب سبھی کو حلال ہے  
 آنکھیں کلین ہیں بند زبان سوال ہے  
 میں کیا کہوں زبان سے صورت سوال ہے  
 او آفتاب عمر پر یع الزوال ہے  
 سوداے خام ہے یہ خیال محال ہے

ہے عاشقوں کو زہر اجل شربتِ غسل  
کیا ہو کسی سے دل کی تمنا کا انحصار  
دل دادہ گانِ زرگس مخمور یار کا

پیغامِ موت ہے کہ نویدِ وصال ہے  
شیشہ میں اس پری کا اترنا محال ہے  
خضرِ طریقِ وحشتِ چشمِ غزال ہے

ممکن ہے چند روز قناعت کرو حبیب

بے ترک حرصِ رزقِ مین وسعتِ محال ہے

لب کو مدحت گوش کو تیری کہانی چاہیے  
وصفِ چشمِ یار کو جادو بیانی چاہیے  
مثلِ موسیٰ میں نہیں نادیدہ عاشقِ آپکا  
جان دی ہے جسے یادِ ابروی خمدار میں  
ریج کی کیا بات ہے صدقے ہوا عاشق اگر  
بے تعلق تم سے یانِ دلدادہ ہم ہین امیج  
کر نشانہ اس کو پر تیرِ نظرِ دل سے نہ کہینج  
حوروش کہنے پہ سمجھے مجھ کو عاشقِ غیر کا  
بارِ الفتِ عالمِ پیری میں اوٹھا ہے کہین  
آہِ عالمِ سوز سے بیٹھ ہو کیرن اتنے نڈر  
جس نے عالم کو بنایا منظرِ مردمِ فریب  
آج اوڑھا ہے ڈو پٹہ آسمانی یار نے  
ذاتِ واجب کی خبر دی کیون نہ ممکن کا وجود  
لیچکے تاب تو ان باقی ہے اک جانِ حزین

ہجر میں کوئی تو شغلِ زندگانی چاہیے  
بہرِ تسطیر سراپا کلک مانی چاہیے  
ہر گھڑی ناحق نہ اتنی لن ترانی چاہیے  
غسلِ میت کو او سے خنجر کا پانی چاہیے  
وہ بہت خوش تھا تمہیں ہی شادمانی چاہیے  
مرنے والو نکو نہ ایسی زندگانی چاہیے  
جو خدش کا لطف دے ایسی نشانی چاہیے  
اب تو صاحبِ کچھ علاجِ بدگمانی چاہیے  
بوالموس اس کے لئے روزِ جوانی چاہیے  
یہ میرے دل کی لگی تم کو بھجانی چاہیے  
دل کو ایسے میہمان کی میہمانی چاہیے  
اے فلک مجھ کو بلائے آسمانی چاہیے  
جو بنا ہے اوس کا آخر کوئی بانی چاہیے  
سچ بتا اب کیا تجھے اے ناتوانی چاہیے



قدردان اپنا جناب شاد کو پایا حبیب

اب تو بس ہم کو انہیں کی مہربانی چاہیے

فریاد بھی مین کرنے سکا بے خبری سے  
اوس بت کو کیا رام نہ سوز جگری سے  
کب دل پہ اثر کرتا ہے ظالم کا تعلق  
ہے سایہ فگن تازہ نہ سال چمن حسن  
اڑ جاتے تیرے ہوش مرے نغموں نے بلبل  
ہر لطف سے خالی ہر فروغ دم پیوری  
دامن کی کلی باد صبا کھول سکے کب  
الفت کا شجر سرود قدونکی ہے ہری شاخ  
کتے ہیں وہ سنکر خبرِ رحلتِ عشاق  
ہوں لاکھ خطر کو چہ دل بر نہ چھٹے گا  
نفرت نہیں لازم تجھے ظالم عوضِ رحم  
عالم کرین اکبار اگر بند تو میکش  
کردیتے ہیں یوں ہرزہ درا کو کلا بند  
اغیار ہو کے کب مری ناکامی کا باعث  
کر غیر کو اپنا کہ مرادون کا نشان دے

دل کینچ لیا اوسنے کند نظری سے  
نالے مرے بد نام ہوئے بے اثری سے  
ماتے ہیں کمین زخم جگر بخیہ گری سے  
نسبت میرے دل کو ہے عقیق شجری سے  
کر شکر کہ مجبور ہوں بے بال دہری سے  
روشن ہوا یہ نور چہ رخ سحری سے  
ساتر نہیں ڈرتے ہیں کہی پردہ دری سے  
عشاق کو بادور ہوا یہ بے ثمری سے  
جلدی گیا کتنا تھا ہمیں کچھ سفری سے  
اوٹھ سکتی ہے ذلت بھی کہیں مرد جری سے  
بیٹھا ہوں مین دل کہو کے تیری جلد گری سے  
خالی کرین سو مرتبہ شیشہ کو پری سے  
لب زخم کے جسطرح یلین بخیہ گری سے  
محرومیان پیدا ہو میں آشفستہ سرچی سے  
بیکار وہ پیکان ہے جدا ہو جو سری سے

اعمال حبیب جگر انکار کی کشتی

ساحل پہ پہونچ جائیگی اشکو ہنکی تری سے

ملنے سے عار بھی ہر شوق کا اظہار بھی ہے  
 کبھی نیرنگ سے خالی نہیں قدرت کا چین  
 ہمہ گزری جو گزرنی تھی رہ چپ احباب  
 لئے ہو گرتو نہ حال شب فرقت پوچھو  
 دیکھنا ہو جسے دیکھے میری رونے کی بہار  
 ٹھنڈی آہوں کا محل داغ محبت کا مقام  
 عقدے الفت کے ہیں سورتہ جان کی پلہ  
 پرے بازار محبت کا یہ دل سودائی  
 بے طلب دیتا ہے مالک جسے جو ہو درکار  
 جو سزا دے وہ سزاوار ہے اسے واو حشر  
 دوستی ہو کہ بناوٹ نہیں چستی اوس سے  
 دم الفت نہ بہرین کس لئے خوبان جہان  
 ہو نہ کس طرح اوسے راہ عدم کا کٹکا  
 تیرے دربار میں اک شان سے سب آئین  
 دیکھیں بے خود سے وہ راضی ہو کہ خود دار نہ

اوسکے انکار میں اک پہلو می اقرار بھی ہے  
 جس جگہ دیکھتے وان پہول بھی ہر غار بھی ہے  
 نکمہ یہ ہمیں کچھ ان سے سرکار بھی ہے  
 ہے وہ افسانہ بھی اک بیخ کا طومار بھی ہے  
 چشم خونبار بھی ہے ابرگر بار بھی ہے  
 آؤ دلیں میرے روشن بھی ہوا دار بھی ہے  
 میری گردن میں یہ تسبیح ہی زنا رہی ہے  
 خود بھی بکنے کو ہر تیا خسیدار بھی ہے  
 تیری سرکار سے بڑھ کر کوئی سرکار بھی ہے  
 یہ گنہگار محبت کا گرفتار بھی ہے  
 یار یاروں کا ہے عیاروں میں عیار بھی ہے  
 فرد ہے حق میں وہ شوخ طعہ دار بھی ہے  
 ناتوان جو ہے گناہوں سے گرانبار بھی ہے  
 ہے گدا حسین اوسی جامہ میں زردار بھی ہے  
 زاہد خشک بھی ہے عاشق سرشار بھی ہے

تم سے جو بنے کہا تھا وہ خدار اکبر و  
 ہیں مخالف بھی حبیب جگر افکار بھی ہے

ہم بھی سمجھیں گے اسے حق نظر لے لیجئے  
 چلتے چلتے اپنے کشتوں کی خبر لے لیجئے

یوہین دل منظور ہے صاحب اگر لے لیجئے  
 شاد ہوگی روح کچھ لوگوں کی جی ادھیں گے کچھ

بک رہی ہیں پارہ ہاں تخت دل مٹی کے مول  
 کہنے والا ہائے اتنا ہی وہاں کوئی نہیں  
 ماہ چمکے مہر نیکراپنے اک عارض کا نور  
 دن بہت غفلت میں کاٹے آئے اب شوہن  
 جنبشِ ابرو دہر کافی قتل عاشق کے لئے  
 اجہی قسمت لائی پہلے خدا کے گھر سے پھر  
 کیون یہ سب طول اس مہمان سراے دہن  
 دیکھئے پھر شوق سے گلزارِ عالم کی بہار  
 ولین آداب دعا ملحوظ رکھئے دو گٹری  
 مال دزر صدقے کیا دل دید یا پھر کچھ نہیں

آئے سوداے بازار ہنر کے لیجئے  
 خط لے بیٹھا ہے کب سے نامہ بر لیجئے  
 شام کو دید یحییٰ وقت سحر لے لیجئے  
 کوچ ہے درپیش کچھ زاد سفر لے لیجئے  
 بہر زینت یون سہی تیغ دہر لے لیجئے  
 مال و دولت کی ہوس ہو جہد ر لے لیجئے  
 چارون راحت کا سامان مختصر لے لیجئے  
 پہلے غنچوں کی طرح مٹی میں زر لے لیجئے  
 تازہ پھر نخل اجابت کا ثمر لے لیجئے  
 واہ صاحب اب کید کا مفت گھر لے لیجئے

نذر کرتا ہے دل و برد آشنا اپنا حبیب  
 آپ کو پاس محبت سے اگر لے لیجئے

پلا سائی نے گل رنگ کا لی گھٹ آئی  
 سنا بھی سطر سے نہرے عاشق کی فضا آئی  
 چہل ہے ساتھ حسن صورت و تاب تو ان لیکر  
 جہان میں بے عرق بیزی کے دولت میں نہیں سکتی  
 فلک تجھ کو نہ آئی چارہ سازی ہم غریبوں کی  
 ملے ہمدرد اور وہی مصیبت کا قلق سہکرا  
 شناسا دل تمنا ہر تیر نگاہ یار کا گویا

چہا نیکو گز مستبکے کبیر کی روا آئی  
 اہل آغوش کو رے صورت لطف خدا آئی  
 ٹھہر کچھ ای جوانی تو جو آئی ہی تو کیا آئی  
 ہوس میں ٹٹکے لاکھوں کس کو کیا آئی  
 جو آیا ہی تو کیا آیا ستم آیا جفا آئی  
 گیا رنگ کہ ورت دے تب کامل صفا آئی  
 وہاں زخم سے پیہم صداے مر جفا آئی

کبھی بدلائہ میرا خواب غفلت خواب راحت  
کہوں کیا کیوں پہر امین و ادنیٰ وحشت میں ہرگز  
تمہارے عارض پر نور پرشید اہوئی ایسی  
وئے دنیا میں اگر کیسے کیسے امتحان دل نے  
توکل نے لباس فقر میں ایسا غنی رکھا

نظر کب عالم رویا میں شکل بدعا آئی  
نظر کے سامنے اوس بت کی صورت بارہا آئی  
صباح ت ہو کے روئے ماہ کامل سوجھائی  
بتوں کا عشق بکر بارہا یاد خدا آئی  
نظر ہر چشم منع شکل کسکول گدا آئی

یہاں کی آہ میں نے وہ ادھر دل تمام کر بولے  
کہ ہر سے آج آواز حبیب مبتلا آئی

ہونے والی بات ان پر یوں طبیعت آگئی  
رخ سے ملکر کاکل مشکین کی نگہست آگئی  
یاد وقت نزع کس گلو کی صورت آگئی  
یا علی کسکر پیاجس وقت جام آب سرد  
دیکھے دل اون کو جو زقت میں بہائی ہنسنے شک  
ہو گا پایاں شب غم مطلع صبح امید  
آب بخت روئے زیبا پر بنا دل کا غبار  
خاک کوئے یار نے ہکو بنایا خاک ر  
جانکنی میں رکھ دیا سینہ پہ کئے اپنا ہاتھ  
لطف از خود رفتگی پر مٹے شاہد پرست  
دل کے ہر گوشہ میں الفت کے خزانہ میں نہان  
ناز پرین مٹ گیا اون کو پسند آیا نیاز

دل میں آنکھوں کی طرف سے پیاری صورت آگئی  
ساتھ جام آب حیوان لیکے ظلمت آگئی  
موت آئی یا بغل میں حور جنت آگئی  
بادہ تسنیم کی ہونٹوں پہ لذت آگئی  
دامن تر خود پکارا اٹھا کہ قیمت آگئی  
کٹ بھی جائیگی یوہن جیسے مصیبت آگئی  
ہو گئیں جب اون سے چار آنکھیں موت آگئی  
رہتے رہتے ایک بانا فیہ صحبت آگئی  
دل میں قوت آگئی رخ پر بٹاشت آگئی  
ہاتھ سے جاتا رہا دل جب طبیعت آگئی  
وس خرابی میں تو دنیا بھر کی دولت آگئی  
اون کی جو مجھ میں تو ادنیٰ میں میری سیرت آگئی

دیکھ کر فربہ دگنہ کا نیا جو میرا بند بند  
جیب مرقد سے نکالے پہ میری خوشی ہاتھ  
چین سے جی بہر کے ہم سونے پائے قبر میں  
محبو مٹی میں ملا کر حستین رخصت ہو میں  
حشر برپا کر دیا کس کے خزام ناز نے  
یون کھیلے ہم پر موزعالم کون و فساد  
قبر عاشق پر پڑا جب اون کا دامن نظر  
دونوں کہتے ہیں اد سے میرے سدا دیکھو نہ غیر

بہر تکین دل میں امید شفاعت آگئی  
اب تو نوبت تابہ و امان قیامت آگئی  
لیٹے ہی غل اوٹھا صبح قیامت آگئی  
بال کہہ لے قبر پر صبح قیامت آگئی  
خفتگان خاک چلاے قیامت آگئی  
لطف حق سے جسطرح لقمان کو حکمت آگئی  
ولین چنکر سات پردون سے کدورت آگئی  
مردم دیدہ میں بھی اب تو قیامت آگئی

قبر سے اوٹھ گیا یہ کتا ہوا اک دن حبیب  
کام اپنے الفت شاہ ولایت آگئی

سمجھ کر اپنا گھر مہمان سرا میں کی بسر تو نے  
شب وصل صنم کی باتوں باتوں میں بسر تو نے  
ہو میں جب بند آنکھیں میری تب دیکھا اوہ ہونے  
نقاب گل اوٹھی نرگس پہ بلبل کی یہ قدغن ہے  
کیا کیا مردم دیدہ پہ احسان سوزن مژگان  
ملا بے فیض سے قطرہ ہی کوئی اسی صفت بتلا  
جایا آب اشک گرم کو اے آہ ناکامی  
جواب نامہ اونے لوٹ کر قدسوں پہ لکھوایا  
لکھا تھا جو تقدیر میں بہر صورت وہ پیش آتا

کیا اب تک نہ غافل ٹھیک سامان سفر تو نے  
کما افسانہ فرقت ہے اے دل تاسخ تو نے  
خبر لی فتنہ گرا آخر بنا کر بے خبر تو نے  
نکلواؤں گامین آنکھیں اگر دیکھا اوہ تو نے  
سیا کس دن شبہ وقت چاک دامن نظر تو نے  
یہ چلو مد توں رکھے تہ آب گھر تو نے  
لگا کر برف میں ساغر کیا ٹھنڈا جگر تو نے  
کیا ہے کار انسان آج مرغ نامہ بر تو نے  
ہمیشہ اے ہوس ناحق پہرایا در بدر تو نے



محبت کی کشاکش میں بہا خون ہو کے آنکھوں سے  
ریاض و ہرین چندان نہ ہو گا دیکھ اے منعم  
یقین ہوتا ہے پہر پہولی رہ باب اجابت کو  
گری برق نظر پہر غم من صبر و تحمل پر  
نہیں آتا خیال غیر وہ سکے بٹھایا ہے  
چہری سے کم نہیں یہ بدگمانی جان بیل کو  
تیری ستانہ چالین دل جہنم کو سیف بران ہن

کیا جب مفصل دل کو ادھر مینے ادھر تو نے  
مثل غنچہ شمس میں جو رکھا اپنا زرتو نے  
کہان جا کر ڈھسی دی اے دعا بے اثر تو نے  
کراہت اپنی دکھلائی نہ اس دم چشم تر تو نے  
بڑی کوشش سے پائی کشور دل پر نظر تو نے  
قفس میں رکھ کے اسی صیاد کیون باندھیں ہن پر تو نے  
وہ خود بچتی بجائی شمع کیون باد سحر تو نے

جلیب رند سرتی میں ہی تھا اپنے مسلک پر  
پہرایا اسکو ہو کر ساتھ ناحق راہبر تو نے

ملنے ہن زمانے میں کہان پوچھنے والے  
دے حکم دریا سے ادھر دیکھنے والے  
کس طرح تیرے پیر تغافل سے بچے جان  
اتنا تجھے کہنا تھا وہ جب آخر سے اسی غش  
ہوش و خرد و صبر گئے اے غم فرقت  
تکلیف لحد کشتہ الفت پر ستم ہے  
دل بیٹھ گیا عشق کے کوچہ میں چل کر  
دیکھے تیرا کشتہ نہ کہی آنکھ اوٹھا کر  
ملنا ہے جسے خوگر یہ ادبنا کے  
آؤ ادھرے دست نگر بیٹھے ہن ساقی

ارمان تو ہزاروں ہن اگر کوئی نکالے  
رستے پہ جو بیٹھا ہے کوئی اسکو بلا لے  
آئی ہے قضا سر پہ تو ٹپکتی نہیں ٹالے  
اک لحظہ تو ٹھیرو یہ ذرا ہوش میں آ لے  
باقی ہے فقط جان جو لینا ہے تو آ لے  
رستے ہی میں کر دو اسے مٹی کے حوالے  
جو جامہ سے باہر ہوا دے کون بننا لے  
گر خضر کین لائے ہن ہم آب بقا لے  
کس طرح نہ کچھ دن وہ ابھی وعدے کو ٹالے  
دینا ہے جو کچھ دیکھے فقیر دن کی دعا لے

منت سے عدم کی سفری رک نہیں سکتی  
 آف آف کی صدا منہ سے نکلتی ہر دم ضبط  
 وہ آج حنا باندہ کے ہاتھوں میں جو سو میں  
 دانا ہے تو نادانوں کی صحبت سے حذر کر  
 سمجھیں رہ الفت میں او سے لڑکر گل پانوں  
 ظالم کو بے شوریہ گئے ظلم حلاوت

دیکھیں بھگونی ان روٹھے ہوؤں کو تو منالے  
 مجبور ہوں احباب جو بھینچا سے نالے  
 کچھ بے خودی شوق بھی رنگ اپنا جالے  
 مینا ہے تو فیض نظر اہل صفالے  
 تلو بہنیں پڑیں دشت نور دی سے جو چالے  
 خنجر کی زبان میں بھی کہیں پڑتے ہیں چالے

پیش سے لڑتا ہے چلیب جگر افکار  
 ستاوا سے دامن رحمت میں چھپالے

ہاں ہاں کے سیوا کچھ نہیں گرد او وفا لے  
 کتے ہیں تیرے نقش قدم دیکھنے والے  
 آسان ہے کہ وہ الم و غم کا تھمسل  
 لازم ہے نہا ہے او سے دم تن میں ہر جھبک  
 عارف کی نظر میں مئی وحدت سے بہر عین  
 حق میں جو لگا ہیں ہوں تو انصاف کرے دل  
 کہتی ہے نظر مجھے دکھا کر تیرے ہی تصویر  
 پچھتاؤ گے شوریدہ سرون کو نہ رو لاؤ  
 بنتے نہیں مرغ قفسی رنگ کے طائر  
 سمجھے کوئی کس طرح سے اوس شوخ کا منشا  
 وا غلط نہ بنیں عاشق و منشوق کے مصلح

بدعہ سے آخر جو کوئی لے بھی تو کیا لے  
 مینا ہے جو ان چشموں کو دکھانے لگا لے  
 شہزور وہ ہے دلکو جو دنیا سے اٹھالے  
 جس بات کو انسان کہی منہ سے نکالے  
 پیالے گل سخن کے لالے کے پیالے  
 کج فہم کی آنکھوں میں تعصب کے ہیں جالے  
 دل میں اسے رکھ لے اسرا نکھو میں بٹھالے  
 سونوں کو تہہ خاک جگا دیگے یہ نالے  
 آدا میں ان کو کوئی پالے کہ نہ پالے  
 جو بات کہے ایک سے اور ایک پہ ڈھالے  
 رنگ انکے انوکھے ہیں تو دھنگ انکے نرالے

وہ شمع کرے قبر پر آنے کا جو دعوت  
مر جائیں یہ فرقت کی جفا جیلنے والے

رہنا ہے حبیب اپنے خیالات میں سرشار  
کون اسکو نصیحت کرے کون اسکو سنبھالے

چل گئی تیغ ادا تیر نظر سے پہلے  
وہ چلے گھر سے تو پٹا میرا دم آنکھوں سے  
یوں سہی ہو گئے ہم اکی الفت میں غیب  
بعد خالق سبقت اشرف مخلوق کو ہے  
دور کیوں جاتے ہو گردل سے ہوشاق جال  
کیا ہے طالب عقبے کو خیال دنیا  
رزق مقسوم بہر طور ہمیں ملتا ہے  
آتش فتنہ خموشی میں بٹھرتی ہے کہیں  
فکر بے سود ہے جب جان کے لالے پڑ جائیں  
کھٹکیا یہ بھی ہیں دو خاتمہ ایجاد کے نقش  
فکر فہرت کہی زریا نہیں بے کسب کہاں  
جس سے آغاز ہے ہوتا ہے اسی پر انجام  
پیچ و تاب اپنا گوارا ہو تو دے اور کو رنج  
شہرت نقص ہو آفاق میں جاہل کا فروغ

ہو گیا کام میرے دل کا جگر سے پہلے  
آگیا ہوش میں آنے کی خبر سے پہلے  
آج کرتے ہیں گدائی اسی در سے پہلے  
فک نہیں اس میں بشر ہی تھے بشر سے پہلے  
اپنے انفاس کو دیکھو تو نطفے سے پہلے  
منزلین کرتی ہیں گھر دل میں سفر سے پہلے  
آیا ہر پر کے گیا جو تیرے دے سے پہلے  
جب لڑے سنگ صدا نکلی شہر سے پہلے  
چاہیے نفع کی تدبیر ضرر سے پہلے  
نام روشن تھا تیرا شمس و قمر سے پہلے  
عیب کو دیکھتے ہیں لوگ ہنس کر پہلے  
تخم آخر ہے شہر سے تو شجر سے پہلے  
زلف دلدار نے بل کہا کمر سے پہلے  
صحیح کاذب ہے جو ہوتی ہے سحر سے پہلے

شاد و شادوان میں تو مغنوم ہیگانہ حبیب  
فدو دل سحر کی ہوئی تھی اسی گھر سے پہلے

دل لیگا تیرا طرہ سرار اور بھی  
 دامن میں بھینکنے کو ہیں کچھ تار اور بھی  
 زاہد تو بولے ہوش میں دماغ میں ساقیا  
 دیکھے جو عاشقین نے وہ نیرنگ کچھ بھی  
 دو چار خون کر کے ستھر کر دہر چلا  
 شہرہ جہان میں بڑ گیا پوسٹ کے کپ کا  
 سنتے ہو کر تو کہتے ہیں ورنہ نہیں  
 شاہ و گداہین سب میرے مالک سے ملتی  
 میرے پری جہاں کا ثانی نہیں کوئی  
 ساقی ہے دل تو سیر پہ نیت بہری نہیں  
 عصیان سے مچک کر کے سبکو دشمن کریم  
 ساقی نے آنکھ سے جو اشارہ کیا کہ لو  
 کافی نہو گا حرف کا اک دن حساب کو  
 میرے کریم کو وہی سائل بند ہے

جادو ہے یہ سلاست گفتار اور بھی  
 دو چار قطع کر دیدہ خوبسار اور بھی  
 بیٹھے ہیں ان کی آرمین دو چار اور بھی  
 بد لگی رنگ چشم فسون کار اور بھی  
 بیٹھے ہیں جان دینے کو دو چار اور بھی  
 کیا ہے خیال گر مئے بازار اور بھی  
 کچھ حال دل ہے قابل اظہار اور بھی  
 سے بڑی ہے کد کوئی سرکار اور بھی  
 ہو نیکو ہیں جہان میں طرہ حصار اور بھی  
 بہر بہر کے جام دے ہیں دو چار اور بھی  
 احسان سے اپنے کر دے گرانبار اور بھی  
 ہم پی کے جام ہو گئے شہر اور بھی  
 لکے جو مجھے چند گھنٹہ اور بھی  
 لے لیکے کتنا جائے جو ہر بار اور بھی

اہل سخن میں تشنہ فیض شد و کن

باقی ہے اک حبیب نمک خوار اور بھی

بانی









